Postal Reg.No.GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

The weekly BADR Qadian

جلد 64

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ 24

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

23-شعبان 1436 ہجری قمری   11-احسان 1394 ہش   11-جون 2015ء

## اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔ حضور اِن دنوں جرمنی کے دورہ پر ہیں۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدۡ اِمَامَنَا بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ وَبَارِکۡ لَنَا فِیۡ عُمُرِہٖ وَاَمۡرِہٖ۔

# قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں اُن کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

## قرآن بلاریب غیر محدود معارف پر مشتمل ہے اور ہر یک زمانہ کی ضرورات لاحقہ کا کامل طور پر متکفّل ہے

**(ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)**

جاننا چاہئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر ایک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یوروپین یا امریکن یا کسی اَور ملک کا ہو ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں، وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلّح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامّہ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ فقط بلاغت و فصاحت ایسا امر نہیں ہے جس کی اعجازی کیفیت ہر ایک خواندہ ناخواندہ کو معلوم ہو جائے۔ کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف و دقائق اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علمِ قرآن سے سخت بے نصیب ہے وَمَنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنۡ بِذَالِکَ الۡاِعۡجَازِ فَوَاللّٰہِ مَا قَدَرَ الۡقُرۡاٰنَ حَقَّ قَدۡرِہٖ وَمَا عَرَفَ اللّٰہَ حَقَّ مَعۡرِفَتِہٖ وَمَا وَقَّرَ الرَّسُوۡلَ حَقَّ تَوۡقِیۡرِہٖ۔

اے بندگانِ خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف و حقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر یک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے کوئی شخص برہمو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحفِ مطہّرہ کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو اور میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں اُن کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ مثلاً یہ جو اس عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقتِ آدم سے جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت تک مدّت گزری تھی وہ تمام مدت سورۃ والعصر کے اعداد حروف میں بحساب قمری مندرج ہے یعنی چار ہزار سات سو چالیس ۴۷۴۰۔ اب بتلاؤ کہ یہ دقائق قرآنیہ جس میں قرآن کریم کا اعجاز نمایاں ہے کس تفسیر میں لکھے ہیں۔ ایسا ہی خدائے تعالیٰ نے میرے پر یہ نکتہ معارف قرآنیہ کا ظاہر کیا کہ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ کے صرف یہی معنے نہیں کہ ایک بابرکت رات ہے جس میں قرآن شریف اُترا بلکہ باوجود ان معنوں کے جو بجائے خود صحیح ہیں اس آیت کے بطن میں دوسرے معنے بھی ہیں جو رسالہ فتح اسلام میں درج کئے گئے ہیں۔ اب فرمائیے کہ یہ تمام معارفِ حقہ کس تفسیر میں موجود ہیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ قرآن شریف کے ایک معنے کے ساتھ اگر دوسرے معنی بھی ہوں تو ان دونوں معنوں میں کوئی تناقض پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہدایتِ قرآنی میں کوئی نقص عائد حال ہوتا ہے بلکہ ایک نور کے ساتھ دوسرا نور مل کر عظمت فرقانی کی روشنی نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے اور چونکہ زمانہ غیر محدود انقلابات کی وجہ سے غیر محدود خیالات کا بالطبع محرک ہے لہٰذا اس کا نئے پیرایہ میں ہو کر جلوہ گر ہونا یا نئے نئے علوم کو بمنصۂ ظہور لانا نئے نئے بدعات اور مُحدثات کو دکھلانا ایک ضروری امر اس کے لئے پڑا ہوا ہے۔ اب اس حالت میں ایسی کتاب جو خاتم الکتب ہونے کا دعوٰی کرتی ہے اگر زمانہ کے ہر یک رنگ کے ساتھ مناسب حال اس کا تدارک نہ کرے تو وہ ہرگز خاتم الکتب نہیں ٹھہر سکتی اور اگر اس کتاب میں مخفی طور پر وہ سب سامان موجود ہے جو ہر یک حالتِ زمانہ کے لئے درکار ہے تو اس صورت میں ہمیں ماننا پڑے گا کہ قرآن شریف بلاریب غیر محدود معارف پر مشتمل ہے اور ہر یک زمانہ کی ضرورات لاحقہ کا کامل طور پر متکفّل ہے۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 255 تا 261)

## 124 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 26، 27، 28 دسمبر 2015ء کو منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 124 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے 26، 27، 28 دسمبر 2015ء بروز ہفتہ، اتوار، سوموار کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے دعاؤں کے ساتھ تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسے سے کماحقہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ جلسہ بکثرت سعید روحوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ آمین۔ (ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

# حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ طلباء جامعہ احمدیہ یوکے کی ایک بابرکت علمی نشست

## حقیقی اسلام کی تبلیغ، اسلام سے متعلق شدّت پسندی کے الزام کو دُور کرنے، مغربی میڈیا کے دوہرے معیار، مسلمان ممالک میں موجود فساد، داعش کی نام نہاد خلافت، Homosexuality، مذہب پر فساد پھیلانے کے الزام، آزادیٔ اظہار کی حدود وغیرہ متفرق موضوعات پر طلباء جامعہ کے سوالات کے نہایت بصیرت افروز جوابات اور مختلف امور سے متعلق رہنمائی اور اہم ہدایات

(رپورٹ مرتبہ: رانا خالد احمد۔ انچارج رشین ڈیسک)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 29 مارچ 2015ء بروز اتوار 11 بج کر 40 منٹ پر Haslemere میں واقع جامعہ احمدیہ یوکے تشریف لائے۔ مکرم مرزا ناصر انعام احمد صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ UK نے جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور دیگر سٹاف ممبران کے ساتھ اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت سب اساتذہ اور سٹاف ممبران کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ بعد ازاں حضور انور ہال میں تشریف لے گئے جہاں جامعہ احمدیہ کے تمام طلباء منظم طریق پر بیٹھے اپنے پیارے امام کی آمد کے منتظر تھے۔

## کلاس کا باقاعدہ آغاز

کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم طاہر احمد خالد صاحب درجہ شاہد نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیات 54 تا 56 کی تلاوت کی جس کے بعد عزیزم محمد ارسلان صاحب درجہ شاہد نے تفسیر صغیر سے ان آیات کا ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد عزیزم صبور احمد بھٹی صاحب درجہ شاہد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام:

اے مرے پیارو! شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تتار

میں سے چند منتخب اشعار پڑھ کر سنائے۔ عزیزم مدبّر دین صاحب درجہ شاہد نے The concept of freedom of speech in today's society کے موضوع پر انگریزی زبان میں تقریر کی۔ موصوف نے اس تقریر کے دوران اپنے موضوع کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کے منتخب حصّوں کے video clips بھی دکھائے جن سے اس تقریر اور نفس مضمون میں جان پیدا ہوگئی۔

اس کے بعد عزیزم صباح الظفر صاحب درجہ شاہد نے اسلام اور آزادی رائے کے عنوان پر اردو زبان میں تقریر کی۔ موصوف نے بھی اپنی تقریر کے دوران اس موضوع سے متعلقہ حضور انور کے خطبات جمعہ سے منتخب شدہ video clips پیش کئے جس سے مضمون کو چار چاند لگ گئے۔

ان دونوں تقاریر کے بعد جامعہ احمدیہ کے طلباء نے اپنے پیارے امام سے مختلف موضوعات پر سوالات کئے اور حضور انور نے ازراہ شفقت نہایت تفصیلی پُر حکمت جوابات ارشاد فرمائے۔ طلباء جامعہ احمدیہ کی یہ کلاس ایک بابرکت مجلس عرفان کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ ذیل میں اس مجلس میں پیش کئے گئے سوالات اور ان کے جوابات افادۂ عام کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

☆......☆......☆

## مجلس علم وعرفان

ایک طالب علم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ:

**سوال: آج کی دنیا میں میڈیا کی اکثریت اسلام کو بدنام کرنا چاہتی ہے اور اسلام کا اصل پہلو نہیں دکھاتی جبکہ بعض غیر مسلموں نے بھی اس بات کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے ملک سے وفاداری دکھانی چاہئے اور داعش اور سانحہ پشاور کی مذمت کرنی چاہئے۔ حضور میرا سوال ہے کہ ہم مزید کس طرح اپنی جماعت کو دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں اور دنیا کی توجہ حقیقی اسلام کی طرف مائل کر سکتے ہیں۔**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ہم تو جو کرتے ہیں کرتے ہی رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ Peace Symposium ہوتے ہیں۔ پمفلٹ تقسیم ہوتے ہیں۔ اس کے ذریعہ سے ہم بتا رہے ہیں اور جب دنیا کو یہ پتا لگتا ہے تو پریس بھی اور میڈیا بھی کہتے ہیں کہ اسلام کی یہ شکل جو ہے یہ سامنے نہیں آتی۔ اس لئے جب میرا ایل بی سی (LBC) نے یہاں انٹرویو لیا تھا۔ جو نمائندہ آئی ہوئی تھی اس کو میں نے کہا تھا جب دس آدمی ISIS میں یا داعش میں شامل ہونے کے لئے جاتے ہیں تو تم اتنا پروپیگنڈہ کرتے ہو کہ بس پتا نہیں یہاں جو 6.1 بلین مسلمان ہیں تو یہ مسلمانوں کی نمائندگی ہوگئی۔ لیکن ہر سال جب لاکھوں آدمی امن کی خاطر اور خدا تعالیٰ سے ملنے کی خاطر اور اسلام کی صحیح تعلیم کو پھیلانے کی خاطر جو جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے ہیں تو تم لوگ کبھی اس کا پروپیگنڈہ نہیں کرتے، اس کو اخبار میں شائع نہیں کرتے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم لوگ خود فتنہ پھیلانا چاہتے ہو۔ آئرلینڈ میں جو فساد ہوئے سارے میڈیا نے فیصلہ کیا کہ ہم نے اس کو میڈیا میں نہیں دینا کیونکہ اس سے زیادہ فساد پھیلے گا اور وہ وہیں رک گیا، دب گیا۔ تو میں نے کہا کہ تمہاری یہ strategy باقی جگہوں پر کیوں نہیں کام آتی۔ اس کا مطلب ہے کہ تم لوگوں کے اندر اسلام کے خلاف ویسے ہی بغض بھرا ہوا ہے، نفرت بھری ہوئی ہے اس لئے نہیں کرتے۔ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ کوئی بڑے انصاف کے لئے لڑائیاں ہو رہی ہیں یا انصاف کی خاطر یا مسلمانوں کی ہمدردی کی خاطر مڈل ایسٹ میں مغربی قومیں اپنی کارروائیاں کر رہی ہیں؟ یہ سب دجّالی طاقتیں ہیں جنہوں نے اپنا فتنہ پھیلایا ہوا ہے۔ انہوں نے پہلے ایک سکیم بنائی کہ ہم نے عیسائیت کی تبلیغ مڈل ایسٹ میں کرنی ہے اور ہم اتنے ہزار مشنری بھیجیں گے۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ Arab Spring کے نام سے ہر ملک میں فساد شروع ہوگیا۔ وہ ان کے جاسوس تھے جو بھیجے گئے جو فساد پیدا کرنے والے تھے اور مسلمان ہمیشہ سے جیسا کہ ان کی حالت ہے اخلاق میں گرے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا تھا ثریّا سے زمین پر آسماں نے ہم کو دے مارا۔ تو وہ ان کی باتوں میں آ جاتے ہیں۔ پیسے کھاتے ہیں۔ خوف خدا ہے نہیں اور اب یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے یہ ظاہراً تو یہی ہو رہا ہے کہ جی ہم مسلمانوں کی بڑی مدد کر رہے ہیں، فتنہ نہیں پیدا کرنا چاہتے۔ سعودی عرب امریکہ کے ہاتھوں بِکا ہوا ہے۔ یمن میں کیا ہو رہا ہے؟ یہ سب فساد ہیں۔ جہاں جہاں خود آگ لگاتے ہیں اور جب آگ لگ جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ مسلمان ہیں ہی ایسے ان کو مارو۔ اس پاگل والا حال ہے جس کی مَیں کئی دفعہ مثال دے چکا ہوں۔ ربوہ میں ایک (پاگل) ہوتا تھا وہ بعض لوگوں کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ جب میں بولتا ہوں نا تو کچھ بھی کہوں یہ مجھے مار مار کے نیچے گرا دیتے ہیں اور پھر میرے اوپر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر میرا گلا دباتے ہیں۔ جب میرا گلا دبتا ہے اور سانس رکتا ہے اور آنکھیں میری باہر آ جاتی ہیں تو کہتے ہیں خبیث آنکھیں نکالتا ہے، اس کو اور مارو۔ تو یہی ان کا حال ہے۔ یہ پہلے مسلمانوں کو لڑواتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں یہ دیکھو مسلمان ہیں ہی ایسے۔ ان کو اور مارو۔ اور پھر دوسروں کو آگ لگاتے ہیں۔ یہ سارا کچھ فساد جو پھیلا ہوا ہے یہ انہی کا پیدا کیا ہوا ہے تا کہ مسلمان ملک ترقی نہ کریں۔ تا کہ جو مسلمانوں کی دولت ہے وہ ان کے ہاتھوں میں رہے اور مسلمان بیوقوف بنے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہی نہیں۔

پھر ایک اور طالب علم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ:

**سوال: آجکل جو واقعات ہو رہے ہیں ان میں شدت پسند مسلمانوں کے ہنگاموں کی وجہ سے مغربی ممالک میں جو بُرا اثر پڑ رہا ہے تو ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ کس طرح کیا جائے؟**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** میں نے ابھی کیا کہا ہے؟ شدت پسند بنانے والے کون ہیں؟ یہ خود ہی پہلے شدت پسند بناتے ہیں، پھر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ سمجھ آئی؟ ان لوگوں میں انصاف تو ہے ہی نہیں۔ تم لوگ سمجھتے ہو کہ یہ تم لوگوں کے ہمدرد بن کے مدد کر رہے ہیں، سعودی عرب کی مدد کر رہے ہیں۔ کوئی مغربی ممالک یا کچھ اور ملک ایران کی مدد کریں گے۔ اصل میں تو یہ مسلمانوں کو سبق سکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر چل رہی ہے اور دجّالی طاقتیں ان کو استعمال کر رہی ہیں۔ اگر یہ انصاف کرنا چاہیں اور ظلم ختم کرنا چاہیں لیکن یہ خود ہی کرتے ہیں۔ خود ہی آگ لگاتے ہیں۔ ان کو اسلحہ کون دیتا ہے؟ کوئی ایسا مسلمان ملک ہے جس میں اتنی ایڈوانس ٹیکنالوجی ہوگئی ہے کہ وہ جتنے sophisticated ہتھیار ہیں خود بنا سکیں۔ یہ کہاں سے آتے ہیں؟ یورپ سے آتے ہیں۔ امریکہ سے آتے ہیں۔ باقی جگہوں سے آتے ہیں۔ اوپر اوپر سے کچھ اور کر رہے ہوتے ہیں، under hand کچھ اور dealing ہو رہی ہوتی ہے۔ تو یہی ہے کہ عقل آ جائے۔ اس کا صرف ایک طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو بھیجا اس کو قبول کر لیں ورنہ مسلمانوں کو لڑاتے لڑاتے یہ آگ ان کو بھی لگ جائے گی۔ اے یورپ تو بھی محفوظ نہیں اور ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور جزائر کے رہنے والو تم بھی محفوظ نہیں۔ اگر امام کو نہیں مانتے تو یہ سب ایک وقت میں تباہ ہونے والے ہیں۔ انکار کرنے سے آفتیں نہیں آیا کرتیں۔ جب ظلموں میں بڑھتے ہیں تب آفتیں آتی ہیں۔ اور ظلم میں مسلمان بھی بڑھ رہے ہیں۔ اب یہ بھی بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے تم اپنا کام کئے جاؤ، پیغام پہنچاؤ جو تمہارا کام ہے۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

تم آوازیں دیتے جاؤ۔ تبلیغ کرنا تمہارا کام ہے۔ ہدایت دینا اللہ کا کام ہے۔

اس کے بعد ایک اور طالب علم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سوال کیا کہ:

**سوال: ہر سال جماعت Peace Symposium کرتی ہے اور لوگوں کے لئے اتنے پیسے خرچ کئے جاتے ہیں۔ یہ آتے ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ یہ ہر سال وہی سوالات پوچھتے ہیں۔ ان کو جوابات بھی دیئے جاتے ہیں۔ تو حضور! کیا ان کی طرف سے کوئی ردّ عمل ہوتا ہے؟**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** بات یہ ہے کہ سوالات تو وہی ہوتے ہیں لیکن بعض کام ہوتے ہیں جن کا براہ راست فائدہ نہیں ہوتا، indirect فائدہ ہوتا ہے۔ بہت سارے لوگ ہیں ان کو توجہ پیدا ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے پھر کچھ نہ کچھ شرم و شرمی میڈیا لکھنا بھی شروع کر دیتا ہے۔ اب ہماری projections میڈیا میں پہلے سے بہت بڑھ چکی ہے۔ پہلے ہمارا لاکھ دو لاکھ تک پیغام پہنچتا تھا اب millions تک پہنچ جاتا ہے۔ Partition سے پہلے یعنی پاکستان انڈیا بننے سے پہلے کی بات ہے ایک انڈین بہت بڑا بزنس مَین تھا جو یہاں یوکے (UK) میں رہتا تھا۔ وہ ایک دفعہ انڈیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا کہ آپ نے وہاں مسجد بنائی۔ اتنا خرچ کیا۔ وہاں مشنری رکھا ہوا ہے۔ آپ خرچ کر رہے ہیں، آپ بتائیں اس کا کیا نتیجہ نکل رہا ہے۔ کتنے انگریز آپ نے احمدی کر لئے۔ اسلام کی تبلیغ کو آپ نے کتنا پھیلا دیا۔ کہاں تک پیغام پہنچ گیا۔ میں تو بزنس مَین ہوں۔ مَیں calculation کرتا ہوں۔ آپ تو گھاٹے کا سودا کر رہے ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ نے فرمایا۔ دیکھو ہم یہاں ہندوستان میں رہتے ہیں۔ وہاں انگریزوں میں تبلیغ کرتے ہیں تو اگر سال میں دو یا تین انگریز بھی جب احمدی

باقی علمی نشست صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

## جماعت کے آغاز میں مالی دقّت اور بعد میں کشائش کے عطا ہونے، لنگر خانہ کے اخراجات پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت و تائید، صحابہ کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے والہانہ محبت، حضور علیہ السلام کی قادیان سے محبت اور دوسرے متفرق امور سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ واقعات کے حوالہ سے ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 22 رمئی 2015ء بمطابق 22 ہجرت 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات: 13) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو، بچا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ اس بارے میں فرمایا کہ: ’’فساد اس سے شروع ہوتا ہے کہ انسان ظنون فاسدہ اور شکوک سے کام لینا شروع کرے۔ اگر نیک ظن کرے تو پھر کچھ دینے کی توفیق مل جاتی ہے۔ جب پہلی ہی منزل پر خطا کی تو پھر منزل مقصود پر پہنچنا مشکل ہے‘‘۔ فرمایا: ’’بدظنی بہت بری چیز ہے۔ انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ انسان خدا پر بدظنی شروع کر دیتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 375۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ: ’’دوسرے کے باطن میں ہم تصرف نہیں کر سکتے‘‘ (یعنی کسی کے دل تک ہماری پہنچ نہیں ہو سکتی) ’’اور اس طرح کا تصرف کرنا گناہ ہے۔ انسان ایک آدمی کو بدخیال کرتا ہے اور پھر آپ اس سے بدتر ہو جاتا ہے۔...... سُوءِ ظن جلدی سے کرنا اچھا نہیں ہوتا۔‘‘ (بدظنی میں جلدی کرنا اچھا نہیں ہوتا)۔ ’’تصرف فی العباد ایک نازک امر ہے‘‘۔ (یعنی یہ خیال کرنا کہ ہماری لوگوں کے دلوں تک پہنچ ہے یہ بہت حساس معاملہ ہے بہت نازک چیز ہے۔) کیوں نازک اور حساس ہے؟ فرمایا اس لئے کہ ’’اس نے بہت سی قوموں کو تباہ کر دیا کہ انہوں نے انبیاء اور ان کے اہل بیت پر بدظنیاں کیں۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 569-568۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اور پھر جیسا کہ پہلے فرمایا پھر خدا تعالیٰ پر بھی بدظنی شروع ہو جاتی ہے۔

ایسے ہی بدظنی کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض واقعات بیان فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں نے انبیاء اور اہل بیت پر بدظنّیاں کیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے زمانے میں اس کا سب سے بڑا زیادہ سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’مجھے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اور اسی نے اپنی تائید اور نصرت کو ہمیشہ میرے شامل حال رکھا ہے اور سوائے ایک نابینا اور مادر زاد اندھے کے اور کوئی نہیں جو اس بات سے انکار کر سکے کہ خدا نے ہمیشہ آسمان سے میری مدد کے لئے فرشتے نازل کئے‘‘۔ اعتراض کرنے والوں کو فرما رہے ہیں کہ ’’پس تم اب بھی اعتراض کر کے دیکھ لو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان اعتراضات کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اس قسم کے اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی کئے گئے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب کسی نے ایسا ہی اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا (یعنی چندہ دینے کے بارے میں) کہ تم پر حرام ہے کہ آئندہ سلسلے کے لئے ایک حبّہ بھی بھیجو پھر دیکھو کہ خدا کے سلسلے کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے‘‘۔ فرمایا: ’’میں بھی ان لوگوں کو اسی طریق پر کہتا ہوں کہ تم پر حرام ہے کہ آئندہ ایک پیسہ بھی سلسلہ کی مدد کے لئے دو۔‘‘ (جو اعتراض کرتے ہیں کہ غلط رنگ میں پیسہ خرچ کیا جاتا ہے اور خلیفہ وقت اس کو غلط خرچ کرتا ہے۔ ان کو فرمایا کہ) ’’گو میری عادت نہیں کہ میں سخت لفظ استعمال کروں مگر میں کہتا ہوں کہ اگر تم میں ذرہ بھی شرافت باقی ہو تو اس کے بعد ایک دمڑی تک سلسلہ کے لئے نہ دو اور پھر دیکھو سلسلہ کا کام چلتا ہے یا نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے میری نصرت کا سامان پیدا فرمائے گا اور غیب سے ایسے لوگوں کو الہام کرے گا جو مخلص ہوں گے اور جو سلسلہ کے لئے اپنے اموال قربان کرنا باعث فخر سمجھیں گے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں: ’’کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے اسی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے‘‘۔ (یعنی اپنی اولاد کے بارے میں جو آپ کے پانچ بچے ہیں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے) ’’کہ مقبرے میں دفن ہونے کے بارے میں میرے اہل و عیال کی نسبت خدا تعالیٰ نے استثناء رکھا ہے‘‘۔ (حضرت ام المومنین اور آپ کے پانچ بچے) ’’اور وہ وصیت کے بغیر بہشتی مقبرے میں داخل ہوں گے اور جو شخص اس پر اعتراض کرے گا وہ منافق ہوگا‘‘۔ فرماتے ہیں ’’اگر ہم لوگوں کا روپیہ کھانے والے ہوتے تو امتیازی نشان کیوں قائم فرماتا اور بغیر وصیت کے ہمیں مقبرہ بہشتی میں داخل ہونے کی کیوں اجازت دیتا۔ پس جو ہم پر حملہ کرتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ کرتا ہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ کرتا ہے وہ خدا پر حملہ کرتا ہے۔ مجھے خوب یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ باغ میں گئے اور فرمایا مجھے یہاں چاندی کی بنی ہوئی قبریں دکھلائی گئی ہیں اور ایک فرشتہ مجھے کہتا ہے کہ یہ تیری اور تیرے اہل و عیال کی قبریں ہیں اور اسی وجہ سے وہ قطعہ آپ کے خاندان کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ گو یہ خواب اس طرح چھپی ہوئی نہیں۔‘‘ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ خواب اس طرح چھپی ہوئی نہیں ’’لیکن مجھے یاد ہے کہ آپ نے اسی طرح ذکر فرمایا۔ پس خدا نے ہماری قبریں بھی چاندی کی کر کے دکھا دیں اور لوگوں کو بتا دیا کہ تم تو کہتے ہو یہ اپنی زندگی میں لوگوں کا روپیہ کھاتے ہیں اور ہم تو ان کے مرنے کے بعد بھی لوگوں کو ان کے ذریعہ سے فیض پہنچائیں گے‘‘۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم فیض پہنچائیں گے۔ ’’پس اللہ تعالیٰ ہماری مٹی کو بھی چاندی بنا رہا ہے اور تم اعتراضات سے اپنی چاندی کو بھی مٹی بنا رہے ہو۔‘‘

فرماتے ہیں کہ ’’چونکہ منافق عام طور پر پوشیدہ باتیں کرنے کا عادی ہوتا ہے اس لئے میں نے کھلے طور پر ان باتوں پر روشنی ڈال دی ہے ورنہ مجھے اس بات سے سخت شرم آتی ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے لئے کچھ چندہ دوں اور پھر کہتا پھروں کہ میں نے اتنا چندہ دیا ہے۔‘‘ مگر چونکہ آپ کے زمانے میں یہ ایک سوال اٹھایا گیا جیسا کہ میں نے کہا آپ کو سب سے زیادہ مخالفین اور منافقین کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ گو اِکّا دُکّا اب بھی سوال اٹھاتے رہتے ہیں لیکن اس زمانے میں بہت شدت تھی۔ فرمایا کہ ’’چونکہ ایک سوال اٹھایا گیا تھا اس لئے مجھے مجبوراً بتانا پڑا کہ اگر اپنے تمام خاندان کا چندہ ملا لیا جائے تو اس رقم سے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ میں نے کھا لی پانچ گنا زیادہ رقم ہم چندے میں دے چکے ہیں اور جو رقم صرف میرے اہل و عیال کی طرف سے خزانے میں داخل ہوئی ہے وہ بھی اس سے زیادہ ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ کوئی عقلمند یہ تسلیم نہیں کرے گا کہ ہم نے پانچ گنا زیادہ رقم اس لئے خرچ کی تا اس کا پانچواں حصہ کسی طرح کھا جائیں۔ پس ان لوگوں کو جو یہ اعتراض کرتے ہیں خدا تعالیٰ کا خوف کرنا چاہئے اور اس وقت سے پیشتر اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہئے جبکہ ان کا ایمان اڑ جائے اور وہ دہریہ اور مرتد ہو کر مریں‘‘۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 18 صفحہ 188-189)

بہرحال جیسا کہ میں نے کہا ایسے لوگ ہر زمانے میں ہوتے ہیں لیکن آپ کو بہت زیادہ سامنا کرنا پڑا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی یہ اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوا۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’وہ لوگ جو ہم سے علیحدہ ہو گئے ہیں ان میں اپنے بھائیوں پر بدظنی کرنے کی عادت تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی نسبت کہہ گزرے کہ آپ جماعت کا روپیہ اپنے ذاتی مصارف پر خرچ کر لیتے ہیں۔ حضرت صاحب کو آخری وقت میں یہ بات معلوم ہو گئی تھی۔‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آخری زندگی کے دنوں میں یہ بات معلوم ہو گئی تھی ’’اور آپ نے

مجھے فرمایا (یعنی حضرت مصلح موعود کو) کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ لنگر کے لئے جو روپیہ آتا ہے اسے میں اپنے ذاتی مصارف میں خرچ کر لیتا ہوں مگر ان کو معلوم نہیں کہ لوگ جو میرے لئے نذروں کا روپیہ لاتے ہیں (یعنی اس بات کے لئے لاتے ہیں کہ آپ نے ذاتی طور پر خرچ کرنی ہے) میں تو اس میں سے بھی لنگر کے لئے خرچ کرتا ہوں''۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں ''مَیں آپ کے منی آرڈر لایا کرتا تھا اور مجھے خوب معلوم ہے کہ لنگر کا روپیہ بہت تھوڑا آیا کرتا تھا اور اتنا تھوڑا آیا کرتا تھا کہ اس سے خرچ نہ چل سکتا تھا۔ حضرت صاحب نے مجھے فرمایا تھا کہ اگر میں لنگر کا انتظام ان لوگوں کے سپرد کر دوں (یعنی جو اعتراض کرنے والے ہیں یا اپنے آپ کو انجمن کے سرکردہ سمجھتے ہیں) تو یہ کبھی اس کے اخراجات کو پورا نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اب تک بدظنی کا خمیازہ بھگتا جا رہا ہے کہ لنگر کا فنڈ ہمیشہ مقروض رہتا ہے''۔

(ماخوذ از الحکم جوبلی نمبر 28 دسمبر 1939ء صفحہ 13 جلد 42 نمبر 31 تا 40)

ایک لمبا عرصہ اس بدظنی کا خمیازہ وہ لوگ جو سمجھتے تھے کہ ہم بڑا اچھا انتظام چلا سکتے ہیں وہ بھگتتے رہے اور انجمن بھی مقروض رہی۔ لیکن کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں بھی جماعت کے ساتھ تھیں۔ اب جو جماعت کو کشائش ہے یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا نتیجہ ہے۔ یہ کسی کی ذاتی کوشش نہیں ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لنگر بھی دنیا کے ہر ملک میں چل رہا ہے۔

پھر ایک واقعہ جس کا تعلق روحانیت کے ساتھ ہے۔ انبیاء کی زندگی اور ان کے بعد کی زندگی، انبیاء کے زمانے میں جماعت کی حالت اور ان کے بعد جماعت کی حالت سے جس کا تعلق ہے وہ بھی بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی دنیا میں اس لئے بھیجتا ہے کہ دنیا میں جو روحانی انحطاط شروع ہو چکا ہے اس کی اصلاح کرے۔ جو روحانی طور پر گراوٹ لوگوں میں آ گئی ہے اس کی اصلاح کرے۔ انبیاء اس لئے آتے ہیں اور لوگوں کو روحانی ترقیات تک لے کر جاتے ہیں۔ گو جب انبیاء کے ماننے والوں کی تعداد بڑھنے لگتی ہے تو ان کے ماننے والوں کو روحانی ترقیات کے ساتھ ساتھ مادی ترقیات بھی ملتی ہیں لیکن مادی اور دنیاوی ترقیات کے معیار نبی کی زندگی کے بعد بہت بڑھ جاتے ہیں۔ یہی ہم دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انبیاء کی زندگی میں بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں بھی۔ تاہم روحانی ترقی کے لحاظ سے نبی کا زمانہ جو اپنا مقام رکھتا ہے وہ بعد میں آنے والا زمانہ نہیں رکھ سکتا۔ روحانی ترقی نبی کے زمانے میں بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور مادی ترقی بہت کم۔ بعد میں دنیاوی ترقی ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ملتی ہے لیکن روحانیت میں کمی ہو جاتی ہے۔

اس بات کی ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضاحت فرمائی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ ''نبی کی وفات کے معاً بعد سے روحانی لحاظ سے رات کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے لیکن جسمانی لحاظ سے نبی کی وفات طلوع فجر پر دلالت کرتی ہے اور معاً بعد سے طلوع آفتاب یعنی ظاہری کامیابیوں کا نظارہ نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا۔ ایسا ہی مسیح ناصری اور موسیٰ کے زمانے میں ہوا اور ایسا ہی اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ہوا۔ آپ کے زمانے میں جو آخری جلسہ ہوا اس میں سات سو آدمی جمع ہوئے تھے''۔ (اور اس وقت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا وہ سننے کے قابل ہے۔) حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''مجھے یاد ہے آپ سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے تو ریتی چھلّہ میں جہاں بڑ کا درخت ہے وہاں لوگوں کی کثرت اور ان کے اژدہام کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا کام ختم ہو چکا ہے کیونکہ اب غلبے اور کامیابی کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں۔ پھر آپ بار بار احمدیت کی ترقی کا ذکر کرتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو کس قدر ترقی بخشی ہے۔ اب تو ہمارے جلسے میں سات سو آدمی شامل ہونے کے لئے آ گئے ہیں۔ (یعنی اس وقت آپ نے فرمایا کہ اتنے آدمی آ گئے ہیں لگتا ہے اب میرا کام ختم ہو گیا۔) ''یہ اتنی بڑی کامیابی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ جس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا تھا وہ پورا ہو چکا ہے اب احمدیت کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔''

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 340)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں یہ تھا آپ کا توکّل اور اللہ تعالیٰ پر یقین۔ جب سات سو آدمی جلسے پر آ گئے تو آپ نے فرما دیا کہ اب اتنی تعداد ہو گئی کہ احمدیت کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں احمدیت پہنچی ہوئی ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ جب لنگر خانے کا خرچہ بڑھا اور کثرت سے قادیان میں مہمان آنے شروع ہو گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاص طور پر یہ فکر پیدا ہو گیا کہ اب ان اخراجات کے پورا ہونے کی کیا صورت ہو گی۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک ایک احمدی لنگر خانے کا سارا خرچ دے سکتا ہے۔ (اب یہ حضرت مصلح موعود کے زمانے کی بات ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مزید وسعت پیدا ہو چکی ہے۔)

فرماتے ہیں ''جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زلزلے کے متعلق اپنی پیشگوئیوں کی اشاعت فرمائی تو قادیان میں کثرت سے احمدی دوست آ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی دوستوں سمیت باغ میں تشریف لے گئے اور وہاں خیموں میں رہائش شروع کر دی۔ چونکہ ان دنوں قادیان میں زیادہ کثرت سے مہمان آنے لگ گئے تھے۔ ایک دن آپ نے ہماری والدہ سے فرمایا کہ اب تو روپے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ (بہت زیادہ اخراجات شروع ہو گئے ہیں۔) میرا خیال ہے کہ کسی سے قرض لے لیا جائے۔ (یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔) کیونکہ اب اخراجات کے لئے کوئی روپیہ پاس نہیں رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ ظہر کی نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے تو اس وقت مسکرا رہے تھے۔ واپس آنے کے بعد پہلے آپ کمرے میں تشریف لے گئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد باہر نکلے اور والدہ سے فرمایا کہ انسان باوجود خدا تعالیٰ کے متواتر نشانات دیکھنے کے بعض دفعہ بدظنی سے کام لیتا ہے۔ میں نے خیال کیا تھا کہ لنگر کے لئے روپیہ نہیں۔ اب کہیں سے قرض لینا پڑے گا مگر جب میں نماز کے لئے گیا تو ایک شخص جس نے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ آگے بڑھا اور اس نے ایک پوٹلی میرے ہاتھ میں دے دی۔ میں نے اس کی حالت دیکھ کر سمجھا کہ اس میں کچھ پیسے ہوں گے۔ (بھاری تھی اس لئے coins کی وجہ سے سکّوں کی وجہ سے اس میں وزن آ گیا اور چند پیسے ہوں گے) مگر جب گھر آ کر اسے کھولا تو اس میں سے کئی سو روپیہ نکل آیا۔ اب دیکھو وہ روپیہ آج کل کے چندوں کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا تھا۔ آج اگر کسی کو کہا جائے کہ تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا ایک دن نصیب کیا جاتا ہے بشرطیکہ تم لنگر کا ایک دن کا خرچ دے دو تو وہ کہے گا ایک دن کا خرچ نہیں تم مجھ سے سارے سال کا خرچ لے لو لیکن خدا کے لئے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کا ایک دن دیکھنے دو۔ مگر آج کسی کو وہ بات کہاں نصیب ہو سکتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں قربانی کرنے والوں کو نصیب ہوئی۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 341)

بیشک قربانیاں بڑھ گئیں لیکن اس زمانے کا ایک اپنا مقام تھا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے قرآن پر ایک چھوٹا سا نوٹ تحریر کیا جو ان قلبی کیفیات کو خوب ظاہر کرتا ہے جو نبی کے زمانے دیکھنے والوں کے اندر پائی جاتی ہیں۔ میں نے سَلٰمٌ پر نوٹ لکھا ہے۔ یعنی اس رات میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔ سورۃ القدر کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آہ! مسیح موعود کا وقت۔ اس وقت تھوڑے تھے۔ (یہ نوٹ لکھا ہوا تھا) آہ! مسیح موعود کا وقت۔ اس وقت تھوڑے تھے مگر امن تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی ترقیات دی ہیں مگر یہ ترقیات اس زمانے کا کہاں مقابلہ کر سکتی ہیں جو مسیح موعود کا زمانہ تھا۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 340)

بیشک آج دنیوی لحاظ سے لوگ ہماری بات زیادہ سنتے ہیں۔ زیادہ لوگوں تک ہماری پہنچ ہے۔ بڑے بڑے سیاستدانوں تک اور حکومتوں تک کو بھی ہم بات سنا دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے لحاظ سے مالی طور پر بھی جماعت زیادہ مضبوط ہے۔ آج ایک ایک آدمی جتنا چندہ دیتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں سال بلکہ دو سال میں بھی اتنا چندہ نہیں آتا تھا مگر اس کے باوجود یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ زمانہ اس زمانے سے بہتر ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بن سکتے ہیں۔ گو وہ زمانہ تو نہیں دیکھ سکتے۔ اگر ہمارے اندر یہ جذبہ اور جوش پیدا ہو جائے کہ ہم نے آپ کے مشن کی تکمیل میں اسی طرح اخلاص اور وفا سے کام کرنا ہے۔ جو آپ روح پھونکنا چاہتے تھے اور اس روحانیت میں ترقی کرنے کی کوشش کرنی ہے جو آپ نے اپنے صحابہ میں پیدا کی۔

حضرت مصلح موعود کے بعض اور حوالے بھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور آپ کے زمانے سے ہی متعلق ہیں وہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا جو عشق تھا اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ آپ کے دیکھنے والوں کو آپ سے جو محبت تھی اس کا اندازہ وہ لوگ نہیں کر سکتے جو بعد میں آئے یا جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں عمر چھوٹی تھی۔ (آپ کے زمانہ میں تھے لیکن عمر چھوٹی تھی، اتنا شعور نہیں تھا۔) فرمایا ''مگر مجھے خدا تعالیٰ نے ایسا دل دیا تھا کہ میں بچپن سے ہی ان باتوں کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے ان لوگوں کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا اندازہ لگایا ہے جو آپ کی صحبت میں رہے۔ میں نے سالہا سال ان کے متعلق دیکھا ہے کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی کی وجہ سے اپنی زندگی میں کوئی لطف محسوس نہ ہوتا تھا اور (حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد) دنیا میں کوئی رونق نظر نہ آتی تھی۔ فرمایا کہ حضرت خلیفہ اول جن کے حوصلے کے متعلق جو لوگ واقف ہیں جانتے ہیں کہ کتنا مضبوط اور قوی تھا۔ وہ اپنے غموں اور فکروں کو ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے مگر انہوں نے کئی دفعہ جبکہ آپ اکیلے ہوتے اور کوئی پاس نہ ہوتا مجھے کہا میاں! جب سے حضرت صاحب فوت ہوئے ہیں

## کلام الامام

''سچا اور زندہ خدا جس کی طرف رجوع کر کے انسان کو حقیقی راحت اور روشنی ملتی ہے وہ اسلام کے سوا نہیں مل سکتا۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 328)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری مع فیملی۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

مجھے اپنا جسم خالی معلوم ہوتا ہے اور دنیا خالی خالی نظر آتی ہے۔ میں لوگوں میں چلتا پھرتا اور کام کرتا ہوں مگر پھر بھی یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ آپ کے علاوہ کئی اور لوگوں کو بھی میں نے دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہے۔ ان کی محبت اور عشق ایسا بڑھا ہوا تھا کہ کوئی چیز انہیں لطف نہ دیتی اور وہ چاہتے کہ کاش ہماری جان نکل جائے تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جاملیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 1 صفحہ 144-145)

پھر ایک جگہ جماعتی کارکن جو ہیں خاص طور پر ایسے ممالک میں جہاں مہنگائی بھی بہت ہے اور غربت بھی بہت ہے، ان کو نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا خدا سے مانگیں بجائے اس کے کہ انجمن پر کسی کی نظر ہو۔ اور اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک چھوٹی سی بات کی مثال حضرت مصلح موعود نے دی۔ فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بہت سردی محسوس ہوتی تھی اس لئے آپ مشک کھایا کرتے تھے۔ (یہ دیسی حکیموں کا نسخہ ہے۔ مُشک کھانے سے سردی دور ہوتی ہے) شیشی بھر کے جیب میں رکھ لیا کرتے تھے اور ضرورت کے وقت استعمال کر لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ایک شیشی (چھوٹی سی شیشی جیب میں آجاتی ہے)۔ دو دو سال تک چلتی ہے۔ لیکن جب خیال آتا ہے کہ مشک تھوڑی رہ گئی ہے اور شیشی دیکھتا ہوں تو وہ ختم ہو جاتی ہے۔ (جب تک دیکھا نہیں جاتا، کھاتے رہتے ہیں اور اس میں برکت پڑتی رہتی ہے۔ فرمایا کہ جب میں دیکھتا ہوں تو کچھ عرصہ بعد ختم ہو جاتی ہے۔) حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ پس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو غیب سے رزق بھیجتا ہے اور اس کے رزق بھیجنے کے طریقے نرالے ہیں۔ پس تم اس ذات سے مانگو جس کا خزانہ خالی نہیں ہوتا۔ انجمن سے کیوں مانگتے ہو جس کے پاس اتنی رقم ہی نہیں کہ وہ تمہارے گزارے بڑھا سکے۔ پس تم خدا پرست بن جاؤ۔ (خدا تعالیٰ کی عبادت کرو۔) خدا تعالیٰ غیب سے تمہیں رزق بھیج دے گا۔ (اُس سے مانگو۔) صدر انجمن احمدیہ کے پاس اتنا روپیہ نہیں کہ وہ تمہیں زیادہ گزارہ دے سکے۔ آخر اس کے پاس جو روپیہ آتا ہے وہ جماعت کے چندوں سے ہی آتا ہے اور وہ اس قدر زیادہ نہیں ہوتا۔

(ماخوذ از الفضل 18 فروری 1956ء صفحہ 5 جلد 45/10 نمبر 42)

ان ملکوں میں جیسا کہ میں نے کہا مہنگائی زیادہ ہے بعض دفعہ بعض لوگوں کے ایسے حالات ہوتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا گزارہ نہیں ہوتا اور بعض مجھے خطوں میں لکھتے بھی ہیں۔ مجھے علم ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ پاکستان ہندوستان وغیرہ میں مہنگائی بہت زیادہ ہے اور کارکنوں کے جو الاؤنس ہیں ان سے گزارے مشکل سے ہوتے ہیں۔ لیکن جو زیادہ سے زیادہ گنجائش کے مطابق سہولت دی جا سکتی ہے وہ دی جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو ان لوگوں کی طرف بھی دیکھنا چاہئے جو انتہائی غربت میں گرفتار ہیں۔ بیماری کی صورت میں بچوں کے اور اپنے علاج کی بھی توفیق نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہئے اور اس پر توکّل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اور اس کی طرف اپنی ضروریات کے لئے جھکنے کی ضرورت ہے بجائے اس کے کہ اِدھر اُدھر دیکھا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ذکر میں ایک پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''سینکڑوں پیشگوئیاں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد میں پوری ہوئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بیّن ثبوت بنیں۔ مثلاً میرے متعلق ہی آپ کی یہ پیشگوئی تھی کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ اب آپ لوگ دیکھ لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی زندگی میں آپ کی کس قدر جائداد تھی۔ آپ نے مخالفین کو انعامی چیلنج کرتے ہوئے لکھا کہ میں اپنی جائداد جو دس ہزار روپیہ مالیت کی ہے پیش کرتا ہوں۔ گویا اس وقت آپ کی جائداد صرف دس ہزار روپیہ کی تھی لیکن اب وہ لاکھوں روپے کی ہو چکی ہے۔ یہ دولت کہاں سے آئی ہے؟ یہ سب خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ ورنہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد جب نانا جان (حضرت میر ناصر نواب صاحب) نے ہماری زمینوں سے تعلق رکھنے والے کاغذات واپس کئے۔ (پہلے حضرت مسیح موعود کے زمانے میں ان کے سپرد انتظام تھا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعود کو کاغذ واپس کر دیئے۔) تو میں اپنے آپ کو اتنا بے بس محسوس کرتا کہ میں حیران تھا کہ کیا کروں۔ اتفاق سے شیخ نور احمد صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو ایک ملازم کی ضرورت ہے۔ آپ مجھے رکھ لیں۔ (زمین کا انتظام سنبھالنے کے لئے مینیجر کی ضرورت ہے۔) میں نے کہا میں تنخواہ کہاں سے دوں گا؟ میرے پاس تو نہ کوئی رقم ہے جس سے تنخواہ دے سکوں اور نہ جائداد سے اتنی آمد کی توقع ہے۔ انہوں نے کہا آپ جو چھوٹی سے چھوٹی تنخواہ دینا چاہتے ہیں وہ دے دیں۔ اور پھر انہوں نے خود ہی کہہ دیا کہ آپ مجھے دس روپیہ ماہوار ہی دے دیں۔ چنانچہ میں نے انہیں ملازم رکھ لیا اور یہ خیال کیا کہ چلو اس قدر تو آمد ہو ہی جائے گی۔ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ جوں جوں شہر ترقی کرتا گیا اس جائداد کی قیمت بھی بڑھتی چلی گئی۔ جب قرآن کریم کے پہلے ترجمے کے چھپوانے کا سوال پیدا ہوا۔ (کچھ لوگ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ پیسہ کہاں خرچ کیا یا کہاں سے آیا تو اس کا جواب بھی اس میں آگیا۔) فرماتے ہیں کہ جب قرآن کریم کے پہلے ترجمے کے چھپوانے کا سوال پیدا ہوا تو میں نے چاہا کہ اس ترجمے کی اشاعت کا سارا خرچ ہمارا خاندان ہی برداشت کرے۔ (یعنی آپ اور آپ کے بھائی بہن۔) میں نے اس وقت شیخ نور احمد صاحب کو بلوایا اور ان سے کہا کہ اس وقت مجھے دو ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ کیا اس قدر روپیہ مہیا ہو سکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ زمین کا کچھ حصہ مکانات کے لئے فروخت کرنے کی اجازت دے دیں تو پھر جتنا چاہیں روپیہ آجائے گا۔ چنانچہ میں نے کچھ زمین فروخت کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ زمین پچاس کنال کے قریب تھی اور اس جگہ واقع تھی جہاں بعد میں محلہ دارالفضل آباد ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ صاحب آئے اور ان کے ہاتھ میں روپوں کی تھیلی تھی۔ انہوں نے کہا یہ دو ہزار روپیہ ہے اور اگر آپ کو دس ہزار کی بھی ضرورت ہو تو وہ بھی مل سکتا ہے۔ میں نے کہا مجھے اس وقت اتنے ہی روپے کی ضرورت تھی (کیونکہ قرآن کریم کی اشاعت کے لئے روپیہ چاہئے تھا) زیادہ کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ قادیان کا جو محلہ دارالفضل ہے اس کے بارے میں آپ فرما رہے ہیں کہ اس طرح اس محلے کی بنیاد پڑی اور وہ روپیہ اشاعت قرآن میں دے دیا گیا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 3 صفحہ 681-682)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قادیان سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محبت تھی اور کس طرح آپ دیکھا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جن مقاموں کے ساتھ خدا تعالیٰ کا تعلق ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے متبرک بنا دیئے جاتے ہیں۔ قادیان بھی ایک ایسی ہی جگہ ہے۔ یہاں خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ مبعوث ہوا اور اس نے یہاں ہی اپنی ساری عمر گزاری اور اس جگہ سے وہ محبت رکھتا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور گئے ہوئے تھے۔ (جب حضرت مسیح موعود آخری بیماری کے دنوں میں یا آخری دنوں میں لاہور گئے ہیں وہیں وفات ہوئی ہے) اور آپ کا وصال ہو گیا ہے۔ ایک دن آپ نے مجھے ایک مکان میں بلا کر فرمایا کہ محمود دیکھو یہ دھوپ کیسی زرد سی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں مجھے تو ویسی ہی معلوم ہوتی تھی جیسی ہر روز دیکھتا تھا تو میں نے کہا کہ نہیں اسی طرح کی ہے جس طرح ہر روز ہوا کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا نہیں یہاں کی دھوپ کچھ زرد اور مدھم سی ہے۔ قادیان کی دھوپ بہت صاف اور عمدہ ہوتی ہے۔ چونکہ آپ نے قادیان میں ہی دفن ہونا تھا اس لئے آپ نے یہ ایک ایسی بات فرمائی جس سے قادیان سے آپ کی محبت اور الفت کا پتا لگتا ہے۔

(ماخوذ از انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 175)

پھر ایک اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں جو گھڑ سواری سے تعلق رکھتا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سائیکل چلانے اور گھڑ سواری کے مقابلے کا موازنہ کس طرح کیا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے مجھے ایک گھوڑی خرید کر دی۔ درحقیقت وہ خرید تو نہ کی گئی تھی بلکہ تحفۃً بھیجی گئی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے لڑکوں کو سائیکل پر سواری کرتے ہوئے دیکھا تو میرے دل میں بھی سائیکل کی سواری کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے اس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے سائیکل کی سواری تو پسند نہیں، مَیں تو گھوڑے کی سواری کو مردانہ سواری سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا اچھا آپ مجھے گھوڑا ہی لے دیں۔ آپ نے فرمایا پھر مجھے گھوڑا بھی وہ پسند ہے جو مضبوط اور طاقتور ہو۔ اس سے غالباً آپ کا منشاء یہ تھا کہ میں اچھا سوار بن جاؤں گا۔ تو آپ نے کپور تھلے والے عبدالمجید خان صاحب کو لکھا کہ اچھا گھوڑا خرید کر بھجوا دیں۔ خانصاحب کو اس لئے لکھا کہ ان کے والد صاحب ریاست کے اصطبل کے انچارج تھے اور ان کا خاندان گھوڑوں سے اچھا واقف تھا۔ انہوں نے ایک گھوڑی خرید کر تحفۃً بھجوا دی اور قیمت نہ لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب فوت ہوئے تو چونکہ آپ کی وفات کا اثر لازمی طور پر ہمارے اخراجات پر بھی پڑنا تھا اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ اس گھوڑی کو فروخت کر دیا جائے۔ (پہلے حصے میں یہ آگیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سواری کی preference پھر آگے حضرت مصلح موعود نے اپنے حالات کا بھی ذکر کیا اور وہ واقعہ اب پورا ہی بیان کر دیتا ہوں کہ اس گھوڑی کو فروخت کر دیا جائے) تاکہ اس کے اخراجات کا بوجھ والدہ صاحبہ پر نہ پڑے (کیونکہ اس کے بعد آمد کے ذرائع کم تھے اور حضرت امّاں جان اُمّ المومنین پر بوجھ پڑتا تھا۔) فرمایا کہ مجھے ایک دوست نے جن کو میرا یہ ارادہ معلوم ہو گیا تھا اور جو اَب بھی زندہ ہیں کہلا بھیجا کہ یہ گھوڑی

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320
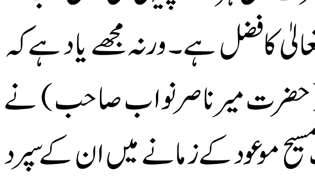

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka
طالب دعا: محمد مصطفیٰ مع فیملی وافراد خاندان

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحفہ ہے اسے آپ بالکل فروخت نہ کریں۔ اس وقت میری عمر انیس سال کی تھی۔ وہ جگہ جہاں یہ بات کہی گئی تھی اب تک یاد ہے۔ مَیں اس وقت ڈھاب کے کنارے تشحیذ الاذہان کے دفتر سے جنوب مشرق کی طرف کھڑا تھا۔ جب مجھے یہ کہا گیا کہ یہ گھوڑی حضرت مسیح موعود کا تحفہ ہے اس لئے اسے فروخت نہ کرنا چاہئے تو بغیر سوچے سمجھے معاً میرے منہ سے جو الفاظ نکلے وہ یہ تھے کہ بیشک یہ تحفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے مگر اس سے بھی بڑا تحفہ اُمّ المومنین ہیں۔ مَیں گھوڑی کی خاطر حضرت اُمّ المومنین کو تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ چنانچہ میں نے گھوڑی فروخت کر دی۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 29 صفحہ 31-32)

اس سے جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مجاہدانہ رجحان کا بھی پتا چلتا ہے کہ آپ نے گھوڑے کی سواری کو پسند کیا، باقی چیزوں پر ترجیح دی اور حضرت مصلح موعود کے حضرت اُمّ المومنین کے لئے جو جذبات اور احساسات تھے ان کا بھی پتا لگتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعودؑ کی وفات اور اپنی حالت کا ذکر کرتے ہوئے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب فوت ہوئے تو یہ سمجھا گیا کہ آپ اچانک فوت ہو گئے ہیں۔ لیکن مجھے پہلے سے اس کے متعلق کچھ ایسی باتیں معلوم ہو گئی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا انقلاب آنے والا ہے۔ مثلاً میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں بہشتی مقبرہ سے ایک کشتی پر آ رہا ہوں۔ رستے میں پانی اس زور شور کا تھا کہ سخت بھنور پڑنے لگا اور کشتی خطرے میں پڑ گئی جس سے سب لوگ جو کشتی میں بیٹھے تھے ڈرنے لگے۔ جب ان کی یہ حالت مایوسی تک پہنچ گئی تو پانی میں سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک تحریر تھی جس میں لکھا تھا کہ یہاں ایک پیر صاحب کی قبر ہے ان سے درخواست کرو تو کشتی نکل جائے گی۔ میں نے کہا یہ تو شرک ہے خواہ ہماری جان چلی جائے ہم اس طرح نہیں کریں گے۔ اتنے میں خطرہ اور بھی بڑھ گیا اور ساتھ والوں میں سے بعض نے کہا کہ کیا حرج ہے ایسا کر دیا جائے۔ اور انہوں نے پیر صاحب کو چھٹی لکھ کر بغیر میرے علم کے پانی میں ڈال دی۔ (خواب میں یہ نظارہ نظر آ رہا ہے۔) جب مجھے معلوم ہؤا تو میں نے اس چھٹی کو کود کر نکال لیا۔ (فوراً پانی میں چھلانگ لگائی اور اس خط کو نکال لیا) اور جونہی میں نے ایسا کیا وہ کشتی چلنے لگ گئی اور کوئی خطرہ نہیں رہا۔ سب خطرہ جاتا رہا۔ فرماتے ہیں کہ جب حضرت صاحب فوت ہوئے اس وقت خدا تعالیٰ نے میرا دل نہایت مضبوط کر دیا اور فوراً میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ اب ہم پر بہت بڑی ذمہ داری آ پڑی ہے اور میں نے اسی وقت عہد کیا کہ الٰہی میں تیرے مسیح موعود کی لاش پر کھڑا ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ خواہ اس کام کے کرنے کے لئے دنیا میں ایک بھی انسان نہ رہے پھر بھی میں کرتا رہوں گا۔ اس وقت مجھ میں ایک ایسی قوت آ گئی کہ میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔

(ماخوذ از خطاب جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1919ء، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 523-524)

پھر اس کی ایک جگہ ذرا تفصیل بیان کرتے ہوئے اور جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ تکالیف اور مصائب سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب فوت ہوئے تو میں نے لوگوں کی طرف سے اس قسم کی آوازیں سنیں کہ آپ کی وفات بے وقت ہوئی ہے۔ ایسا کہنے والے یہ تو نہیں کہتے تھے کہ نعوذ باللہ آپ جھوٹے ہیں مگر یہ کہتے تھے کہ آپ کی وفات ایسے وقت میں ہوئی ہے جبکہ آپ نے خدا تعالیٰ کا پیغام اچھی طرح نہیں پہنچایا اور پھر آپ کی بعض پیشگوئیاں بھی پوری نہیں ہوئیں۔ میری عمر اُس وقت (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) انیس سال تھی۔ میں نے جب اس قسم کے فقرات سنے تو میں آپ کی لاش کے سرہانے جا کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے دعا کی کہ اے خدا یہ تیرا محبوب تھا۔ جب تک یہ زندہ رہا اس نے تیرے دین کے قیام کے لئے بے انتہا قربانیاں کیں۔ اب جبکہ تو نے اسے اپنے پاس بلا لیا ہے لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس کی وفات بے وقت ہوئی ہے۔ ممکن ہے ایسا کہنے والوں یا ان کے باقی ساتھیوں کے لئے اس قسم کی باتیں ٹھوکر کا موجب ہوں اور جماعت کا شیرازہ بکھر جائے۔ اس لئے اے خدا مَیں تجھ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت بھی تیرے دین سے پھر جائے تو مَیں اس کے لئے اپنی جان لڑا دوں گا۔ اُس وقت مَیں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ کام میں نے ہی کرنا ہے اور یہی ایک چیز تھی جس نے انیس سال کی عمر میں ہی میرے دل کے اندر ایک ایسی آگ بھر دی کہ میں نے اپنی ساری زندگی دین کی خدمت پر لگا دی اور باقی تمام مقاصد کو چھوڑ کر صرف یہی ایک مقصد اپنے سامنے رکھ لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کام کے لئے تشریف لائے تھے وہ اب مَیں نے ہی کرنا ہے۔ وہ عزم جو اس وقت میرے دل کے اندر پیدا ہوا تھا آج تک میں اس کو نت نئی چاشنی کے ساتھ اپنے اندر پاتا ہوں اور وہ عہد جو اُس وقت میں نے آپ کی لاش کے سرہانے کھڑے ہو کر کیا تھا وہ خضر راہ بن کر مجھے ساتھ لئے جاتا ہے۔ میرا وہی عہد تھا جس نے آج تک مجھے اس مضبوطی کے ساتھ اپنے ارادے پر قائم رکھا کہ مخالفت کے سینکڑوں طوفان میرے خلاف اٹھے مگر وہ اس چٹان کے ساتھ ٹکرا کر اپنا ہی سر پھوڑ گئے جس پر خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا تھا اور مخالفین کی ہر کوشش ہر منصوبہ اور ہر شرارت جو انہوں نے میرے خلاف کی وہ خود انہی کے آگے آتی گئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل کے ساتھ مجھے ہر موقع پر کامیابیوں کا منہ دکھایا یہاں تک کہ وہی لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت یہ کہتے تھے کہ آپ کی وفات بے وقت ہوئی ہے، آپ کے مشن کی کامیابیوں کو دیکھ کر انگشت بدنداں نظر آتے ہیں۔ پس جو شخص یہ عہد کر لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ یہ کام میں نے ہی سرانجام دینا ہے اس کے رستے میں ہزاروں مشکلات پیدا ہوں، ہزاروں روکیں واقع ہوں، ہزاروں بند اس کے راستے میں حائل ہوں وہ ان سب کو عبور کرتا ہے اور اس میدان میں جا پہنچتا ہے جہاں کامیابی اس کے استقبال کے لئے کھڑی ہوتی ہے۔ (اب جماعت کے افراد کے لئے سننے والی نصیحت ہے) پس ہماری جماعت کے ہر شخص کو یہ عہد کر لینا چاہئے کہ دین کا کام میں نے ہی کرنا ہے۔ اس عہد کے بعد ان کے اندر بیداری پیدا ہو جائے گی اور ہر مشکل ان پر آسان ہوتی جائے گی اور ہر عُسر اُن کے لئے یُسر بن جائے گی۔ (ہر تنگی ان کے لئے آسائش بن جائے گی۔) ان کو بیشک بعض تکالیف اور مصائب اور آلام سے بھی دوچار ہونا پڑے گا مگر وہ اس میں عین راحت محسوس کریں گے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ دین کی تکمیل کے لئے صرف تم ہی میرے مخاطب ہو۔ تمہارے صحابہ اس کام میں حصہ لیں یا نہ لیں لیکن تم سے بہرحال میں نے کام لینا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رات دن اسی کام میں لگے رہتے تھے اور آپ کی ہر حرکت اور آپ کا ہر سکون اور آپ کا ہر قول اور ہر فعل اس بات کے لئے وقف تھا کہ خدا تعالیٰ کے دین کو دنیا میں قائم کیا جائے اور آپ اس بات کو سمجھتے تھے کہ یہ اصل میں میرا ہی کام ہے، کسی اور کا نہیں۔

(ماخوذ از قومی ترقی کے دو اہم اصول، انوار العلوم جلد 19 صفحہ 74-75)

اور یہی سنّت ہے جس کو ہمیں اپنانا ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور جماعت کی ترقی اور ہمارے فرائض کے بارے میں آپ نے اس طرح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی (جس کا ذکر ہو چکا ہے) اور میں نے آپ علیہ السلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی تمام زندگی وقف کر دی جس کا نتیجہ آج ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک میں ہمارے مشن قائم ہو چکے ہیں۔ ہزاروں لوگ جو اس سے پہلے شرک میں مبتلا تھے یا عیسائیت کا شکار ہو چکے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنے لگ گئے ہیں۔ لیکن ان تمام نتائج کے باوجود یہ حقیقت ہمیں کبھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ دنیا کی اس وقت سات ارب کے قریب آبادی ہے اور سب کو خدائے واحد کا پیغام پہنچانا اور انہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں شامل کرنا جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ پس ایک بہت بڑا کام ہے جو ہمارے سامنے ہے اور بڑا بھاری بوجھ ہے جو ہمارے کمزور کندھوں پر ڈالا گیا ہے۔ اتنے اہم کام میں اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائید اور نصرت کے سوا ہماری کامیابی کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ ہم اس کے عاجز اور حقیر بندے ہیں اور ہمارا کوئی کام اس کے فضل کے بغیر نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔ (ماخوذ از الفضل 2 جنوری 1963ء صفحہ 1 جلد 52/17 نمبر 2)

پس اس کے فضلوں کو جذب کرنے کی ہمیں حتی المقدور کوشش کرنی چاہئے۔ اس عہد کا حوالہ دیتے ہوئے جو آپ نے حضرت مسیح موعود کے سرہانے کھڑے ہو کر کیا تھا اور جو ہم سب کا عہد ہونا چاہئے کیونکہ اسی سے ترقیات ہونی ہیں اور اسی میں ہم جماعت کا فعّال حصہ بن سکتے ہیں کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اصل میں یہ خدا تعالیٰ سے ہے۔ حضرت مصلح موعود نے ایک جگہ فرمایا کہ جب ہم ایک انسان سے ایسا اقرار کر سکتے ہیں (جیسا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کیا تھا) تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیوں ایسا اقرار نہیں کر سکتے کہ یا اللہ اگر تمام دنیا بھی تجھے چھوڑ دے مگر ہم تجھے کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 12 صفحہ 151۔ خطبہ جمعہ 19 جولائی 1929ء)

پس یہ عہد ہے جو ہمیں ہر ایک کو کرنے کی ضرورت ہے۔ آج جبکہ دنیا میں دہریت کا بڑا زور ہے ہمیں اس عہد کو نئے سرے سے کرنے کی ضرورت ہے اور پُرجوش طریقے سے نبھانے کی ضرورت ہے اور اپنے عملوں کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم شرک سے بھی دُور رہیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کی بھی بھرپور کوشش کریں گے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ جو ہم نے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو لہرانے کا عہد کیا ہے اسے بھی پورا کریں گے انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

# سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی مئی، جون 2015ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا تھا کہ امام مہدی آئے گا تو اس کو مان لینا اور اس کو میرا اسلام پہنچانا، اسے قبول کرکے تم لوگوں کی حالت صحیح ہوگی ورنہ تم بگڑتے چلے جاؤ گے

*** *** ***

میں نے ہر جگہ اپنے انٹرویوز میں، اپنے ایڈریسز میں، امریکہ میں بھی، آئرلینڈ میں بھی، یوکے میں بھی یہی کہا ہے، یہی میرا پیغام ہوتا ہے کہ یہ مسلمان بگڑتے جائیں گے اور اُس وقت تک نہیں سنبھل سکتے جب تک یہ اللہ کی طرف سے آنے والے کو نہیں مانیں گے

*** *** ***

عیسائیت کا اکثر طبقہ، پچھتّر فی صد سے زیادہ مذہب کو چھوڑ چکا ہے۔ یہودی بھی کہتے ہیں ہمیں مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں۔ جو قومیں مذہب کے خلاف ہیں وہ چاہتی ہیں کہ اسلام بھی اسی طرح ختم ہوجائے جس طرح باقی مذاہب ختم ہوچکے ہیں لیکن ایسا کبھی نہیں ہوگا

*** *** ***

مجھے ایک عزیز نے بتایا کہ قطر میں بڑی ڈیولپمنٹ ہورہی ہے۔ میں نے کہا بیروت بھی ایک زمانہ میں پیرس کہلاتا تھا۔ بغداد بھی ایک زمانہ میں یورپ کہلاتا تھا۔ اب دیکھو ان دونوں ملکوں کا کیا حشر کیا ہے۔ مَیں نے کہا جب ان کو پتا لگے گا کہ قطر کی بھی لبنان اور بغداد کے برابر ڈیولپمنٹ ہوگئی ہے تو پھر اس کو ایسا ماریں گے کہ پتہ چل جائے گا

*** *** ***

ہم تو اسلام کی تعلیم کے مطابق عمل کرتے ہیں اور جماعت احمدیہ میں اصول وقواعد کے ذریعہ خلافت ہے۔ یہ نہیں کہ مَیں کھڑا ہوگیا اور مَیں نے اعلان کردیا کہ میں خلیفہ ہوں۔ مجھے تو زبردستی کھینچا گیا۔ جو دُنیاوی خلافت ہے وہ زبردستی کھینچی جاتی ہے اور جو حقیقی خلافت ہے وہ زبردستی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جاتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ڈال کے دی جاتی ہے۔

*** *** ***

جب ہم حقیقی مسلمان بن جائیں گے تو ہماری اصلاح بھی ہوجائیگی اور ہم دوسروں کی اصلاح کرنے کے قابل بھی ہوجائیں گے

*** *** ***

جب یہاں سے دس بیس آدمی ISIS میں جاتے ہیں تو تم اسکا کتنا پروپیگنڈا کرتے ہو اور اخباروں میں اشتہار دیتے ہو اور جو لاکھوں آدمی اپنی اصلاح کرکے امن پسند ہونے کیلئے جماعت میں ہر سال شامل ہوتے ہیں اُنکا تم اخباروں میں کوئی ذکر نہیں کرتے

*** *** ***

ابھی پاکستان میں جب سیلاب آیا تھا، زلزلے آئے تھے تو غیر احمدی مولویوں نے خود کہا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو ہمارے اوپر آیا ہے اور ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم کہاں غلط ہیں لیکن یہ بھی ساتھ کہہ دیا کہ قادیانیوں کی بات نہیں ماننی۔ اگر بات نہیں ماننی تو پھر عذاب ہی آنے ہیں۔ تبلیغ ہمارا کام ہے دعا ہمارا کام ہے اور اسی سے یہ غلبہ ہونا ہے اور اگر اس سے یہ نہیں مانیں گے تو بعض جگہوں پر پھر عذاب بھی آتے ہیں اور عذاب انہیں توجہ دلاتے ہیں

*** *** ***

جو ملک ڈیولپ ہوچکے ہیں وہ کہتے ہیں (باقی) ہمارے پیچھے لگے رہیں۔ امریکہ کہتا ہے کہ اگر چائنا اور انڈیا اوپر آگئے تو ہماری اِکونامی ختم ہوجائے گی اس لئے کلائمیٹ چینج کا شور مچادیا ہے۔ جو ترقی یافتہ ملک ہیں کم ترقی یافتہ ملک کو ڈیولپ نہیں ہونے دینا چاہتے۔ جو قومیں ڈیولپ ہورہی ہیں ان کیلئے کوئی نہ کوئی ایسی رسٹرکیشن لگانے کا سوال اٹھاتے رہتے ہیں

*** *** ***

سب سے بڑا خطرہ جو میں دیکھتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ سے دُوری ہے اور پھر اس کی اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبیوں کو نہ ماننے پر سزا نہیں دیتا اللہ تعالیٰ ظلموں کے بڑھنے پر سزا دیتا ہے۔ دُنیا میں ظلم بڑھ رہے ہیں

*** *** ***

جس کو اللہ تعالیٰ پہ یقین ہو وہ مایوس نہیں ہوا کرتا۔ ہم تو لگے رہیں گے اور کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ یہی ابھرتی ہوئی قوموں کا طریقہ ہے۔ مَیں مایوس ہوگیا تو آپ لوگ بالکل ہی مایوس ہوجائیں گے

*** *** ***

جرمن قوم کیلئے یہی پیغام ہے کہ ان میں جو برداشت ہے اور جو بڑاپن ہے تو جتنی قومیں یہاں آکر آباد ہورہی ہیں یا ہوچکی ہیں اور جرمن قوم کا حصہ بن چکی ہیں ان کو اپنی قوم کا حصہ بنائیں

**(جرمنی کے کثیرالاشاعت اخبار DIE ZEIT کو حضور پُرنور کا بصیرت افروز و پُرمعرفت انٹرویو)**

----------------(رپورٹ: عبد الماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)----------------

## 24 رمئی بروز اتوار 2015ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

پروگرام کے مطابق ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن کو طلب فرمایا اور بعض دفتری امور اور معاملات کے حوالہ سے ہدایات دیں۔

اس کے بعد فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

### فیملی وانفرادی ملاقات

آج صبح کے اس سیشن میں 35 فیملیز کے 137 افراد اور 48 افراد نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان سبھی فیملیز اور افراد نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی جماعتوں HOFHEIN, EPPELHEIM, من ہائم، TRIER, REUTLINGEN, بُرخسال, HEUSENSTAMM, ویزبادن، LANGEN,STUTTGART, NIDDA, AALEN, DRESDEN, فُلڈا، ہائڈل برگ، WALLDORF, USINGEN, KARLSRUHE, GELNHAUSEN, FRIEDBERG, NEUHOF, MAINZ, GINSHEIN اور HAMBURG سے آئی تھیں۔

بعض جماعتوں سے یہ فیملیز بڑے لمبے سفر طے کرکے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کیلئے پہنچی تھیں، خصوصاً ہمبرگ شہر سے آنے والی فیملیز پانچ صد کلومیٹر کا

فاصلہ طے کر کے پہنچی تھیں۔

جرمنی کی جماعتوں کے علاوہ ملک LITHUANIA سے آنے والے احباب نے بھی ملاقات کا شرف پایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت دوران ملاقات تعلیم حاصل کرنے والے بڑے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج ملاقات کرنے والوں میں سے ایک بڑی تعداد ان فیملیز کی ہے جو دوران سال پاکستان سے یہاں پہنچی ہیں اور اپنی زندگی میں پہلی بار خلیفۃ المسیح کے دیدار سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔ اپنے ہی ملک میں، اپنے ہم وطنوں کے مظالم سے ستائے ہوئے یہ لوگ اور ان کے بچے اور بچیاں کتنے ہی خوش نصیب تھے کہ انہوں نے آج اپنے پیارے آقا کے قرب میں چند ساعتیں گزاریں، ان کے غم کافور ہوئے اور دل تسکین سے بھر گئے اور کبھی نہ ختم ہونے والی دعاؤں کے خزانے لے کر یہاں سے رخصت ہوئے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بجکر پندرہ منٹ پر ختم ہوا۔

## تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین منعقد ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل پچیس بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل خوش نصیب بچوں اور بچیوں نے آمین کی تقریب میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔

عزیزم احمد فوزان رضا، عزیزم عدن محمود، عزیزم امنگ محمود، صباحت احمد شکیل، بلال احمد، تحسین رضا احمد، باسل احمد بٹ، ملک فاران احمد، احتشام احمد، مغفور احمد، باسل احمد باجوہ، جہاں زیب تنویر، صہیب کامران جاوید، ذیشان محمود ملک، فاران محمود ملک، عزیزم ذکی احمد، جاذب احمد، شازل ناصر۔

عزیزہ تہمینہ احمد، عزیزہ کائنات نفیس، عزیزہ سائرہ عفت، عزیزہ غزالہ تحریم، عزیزہ مریم گل، عزیزہ ہالہ قمر ظفر، عزیزہ قرۃ العین۔

آمین کی تقریب میں حصہ لینے والی یہ بچیاں اور بچے درج ذیل جماعتوں سے آئے ہوئے تھے۔

لیوبک، بُرخسال، HEILBRONN، NURNBERG,EPPELHEIM, BREMEN, PFORZHEIM, KARLSRUHE، ہائیڈل برگ، BUTEHUDE, HANNOVER, RATINGEN, SOEST, DORTMUND, CALW, WAIBLINGEN, RENNINGEN, اور ESSLINGEN

اس تقریب میں شامل ہونے کیلئے HANNOVER سے آنے والے بچوں اور بچیوں نے 350 کلومیٹر اور BREMEN سے آنے والے بچوں نے 430 کلومیٹر کا سفر طے کر کے شمولیت کی سعادت پائی۔

آمین کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بعض دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

## فیملی ملاقات

آج شام کے اس پروگرام میں جرمنی کی 43 جماعتوں سے آنے والی 56 فیملیز کے 204 افراد اور 48 افراد نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

KASSEL سے آنے والی فیملیز 180 کلومیٹر اور HONNOVER سے آنے والی فیملیز 350 کلومیٹر کا لمبا سفر طے کر کے اپنے آقا کے دیدار کیلئے پہنچی تھیں۔ ان سبھی فیملیز اور افراد نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقات کا یہ پروگرام نو بجے تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم سعید رفیق صاحب مبلغ سلسلہ کی دعوت ولیمہ میں شرکت فرمائی۔ اس تقریب کا انتظام بیت السبوح کے ہی ایک ہال میں کیا گیا تھا۔ (سعید رفیق صاحب MTA انٹر نیشنل کے شعبہ لائبریری میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور ان کی شادی جرمنی میں ہوئی ہے)۔

اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے اور پونے دس بجے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی، نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

۞...۞...۞

## 25 رمئی بروز سوموار 2015ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور دنیا کے مختلف ممالک سے موصول ہونے والی فیکس ز اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

## فیملی ملاقات

پروگرام کے مطابق صبح ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقات کا پروگرام شروع ہوا۔

آج پروگرام کے مطابق 39 فیملیز کے 143 افراد اور 6 افراد نے انفرادی طور پر اس طرح مجموعی طور پر 149 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا۔ ان سبھی فیملیز اور احباب نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت دوران ملاقات تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی جماعتوں SOEST, CALW, BURSTADT, RADOLFZELL, NORTHEIM, NIEDERHAUSEN, NIDDA, DUSSELDORF, KOBLENZ, HANAU, ALTMANN, RENNINGEN, OSNABRUCK, FREINSHEIM, HOFHEIM, WURZBURG, USINGEN, DORTMUND, GODDELAU, ERFELDEN, AALEN، من ھائم اور PADERBORN سے آئی تھیں۔

بعض جماعتوں سے یہ فیملیز بڑے لمبے سفر کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کیلئے پہنچی تھیں، کاسل سے آنے والے 180 کلومیٹر اور DUSSELDORF سے آنے والی فیملیز 230 کلومیٹر کا سفر طے کر کے پہنچی تھیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو پہر دو بجے ختم ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کیلئے مسجد کے ہال میں تشریف لائے۔

## نماز جنازہ حاضر و غائب

نمازوں کی ادائیگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل دو حاضر جنازے اور چھ احباب کے جنازہ غائب پڑھائے۔

**نماز جنازہ حاضر:**

1۔ مکرم قاضی طاہر احمد صاحب (ماربُرگ، جرمنی) مرحوم نے بقضائے الٰہی مورخہ 20 مئی 2015 کو 63 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو جرمنی میں 13 سال بطور نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ خدمت کی توفیق ملی، سلسلہ کے معروف عالم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری مرحوم کے بھانجے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

2۔ مکرمہ عزیز بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عبدالحق صاحب، ڈرام شٹڈ، جرمنی) مرحومہ نے 23 ر مئی 2015 کو 77 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مکرم شہباز احمد صاحب سیکرٹری صنعت و تجارت لوکل امارت ڈارم شٹڈ کی والدہ تھیں۔

**جنازہ غائب:**

1۔ مکرمہ رضوانہ پروین صاحبہ (اہلیہ مکرم نعیم احمد سندھو صاحب، پریم کوٹ ضلع حافظ آباد) مرحومہ نے 9 ر مارچ 2015 کو 42 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کو لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ پریم کوٹ خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

2۔ مکرمہ فتح خاتون صاحبہ (اہلیہ مکرم خدایار صاحب مرحوم آف چک 35 شمالی سرگودھا) مرحومہ نے 23 ر فروری 2015 کو وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہت نرم خو، ہمدرد، دعا گو، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

3۔ مکرم جمال دین صاحب (ابن مکرم خدا بخش صاحب مرحوم کلاسوالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ) مرحوم نے 28 ر اپریل 2015ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم باوفا اور سلسلہ کا درد رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔

4۔ مکرمہ ساجدہ پروین صاحبہ (اہلیہ مکرم بشارت احمد صاحب کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ) مرحومہ نے مورخہ 12 ر اپریل 2015 کو دو سال کی علالت کے بعد 47 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کو لمبا عرصہ صدر لجنہ کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور جماعتی کاموں کیلئے ہمہ وقت تیار رہتی تھیں۔

5۔ مکرم حفیظ احمد صاحب (ابن شفیع محمد صاحب، ربوہ) مرحوم نے ۲۱ رمئی 2015ء کو 66 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کارکن بہشتی مقبرہ ربوہ تھے اور دارالصدر ربوہ میں ٹیوب ویل آپریٹر کا کام کرتے رہے۔

6۔ مکرمہ بشیراں بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب رون ھائم، جرمنی) مرحومہ نے 7 رمئی 2015ء کو جرمنی میں وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں دین محمد صاحبؓ کی بیٹی اور مکرم غلام محمد اختر صاحب سابق ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کی بھتیجی تھیں۔ آپ کے بیٹے مکرم شاہد لطیف انجم صاحب صدر جماعت رون ہائم بطور اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری ضیافت خدمت انجام دے رہے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق تقریب آمین منعقد ہوئی۔

## تقریب آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت درج ذیل 24 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

عزیزم آذان محمود، عزیزم عظیم احمد، شایان احمد، تفرید احمد، قاہر احمد، صفوان احمد جاوید، فرید زکریا، خاقان رشید، رانا فرحان احمد، عزیزم ابتسام خان، عزیزم ظاہر ندیم بھٹی، احسن افضال، ایشان احمد، عزیزم توکیل احمد۔

عزیزہ تعبیر ناصر ڈوگر، عزیزہ منال حبیب، عزیزہ گل نتاشہ خان جاوید، عزیزہ سطوت طاہر، عزیزہ علین احمد، عزیزہ رداء احسن، عزیزہ ادیبہ احمد، عزیزہ فریحہ شہزاد، عزیزہ شافیہ افضل، عزیزہ غزالہ شاد۔

تقریب آمین کے دوران ایک بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی کہ پیارے آقا میرے سر پر ہاتھ پھیر دیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچی کے سر پر اپنا دست مبارک رکھا اور یہ خوش نصیب بچی ان چند لحات میں دعاؤں کے خزانے اور برکتیں لئے ہوئے یہاں سے رخصت ہوئی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

## اخبار DIE ZEIT کو حضور پُرنور کا انٹرویو

پروگرام کے مطابق ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ جرمنی کے ایک مشہور اخبار ’’DIE ZEIT‘‘ کے آن لائن ایڈیشن کے صحافی طاہر چوہدری صاحب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کیلئے آئے ہوئے تھے۔

طاہر چوہدری صاحب ایک احمدی نوجوان ہیں اور یونیورسٹی میں صحافت کی تعلیم حاصل کررہے ہیں اور اخبار DIE ZEIT سے وابستہ ہیں اور بہت سے سیاستدانوں، کھلاڑیوں، معاشرتی ماہرین کے انٹرویو کرچکے ہیں۔

اخبار ’’DIE ZEIT‘‘ ایک ہفت روزہ اخبار ہے جو 1946ء سے ہر جمعرات کو شائع ہوتا ہے۔ سابق چانسلر شمٹ اس اخبار کے ناشر اور ایک اطالوی صحافی مدیر اعلیٰ ہیں۔ یہ اوسطاً پانچ لاکھ کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے جب کہ اس کو پڑھنے والوں کی تعداد ڈیڑھ ملین ہے اور آن لائن ایڈیشن کو انٹرنیٹ پر دیکھنے والے لوگوں کی تعداد قریباً پانچ ملین ہے۔

**۞ صحافی جرنلسٹ طاہر احمد صاحب نے پہلا سوال یہ کیا کہ آجکل اسلام کی حالت کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے اور اسلام کے تنزل کی بنیادی وجوہات کیا ہیں؟**

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام کے تنزل کی بنیادی وجوہات معلوم کرنے کیلئے ہمیں اسلام کے اس ابتدائی زمانہ میں جانا پڑے گا جب اسلام کی ابتداء ہوئی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر ایک بگڑی قوم کو ٹھیک کیا اور ان کو انسان بنایا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کو جانوروں سے انسان بنایا، تعلیم یافتہ انسان بنایا پھر باخدا انسان بنایا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی پہچان کرنے لگ گئے جب یہ حالت ہوگئی اور یہ تبدیلی پیدا ہوگئی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ ایک زمانہ آئے گا جب یہ لوگ جن کی ایسی اعلیٰ تعلیم ہے ان کی دوبارہ وہی حالت ہوجائے گی بلکہ اس سے بھی بدتر حالت ہوجائے گی اور اس وقت جہاں تک اسلامی تعلیم کا سوال ہے جو قرآنِ کریم میں کھلے طور پر درج ہے وہ تو موجود ہوگی لیکن اس کو سمجھانے والے، اس کو بتانے والے جو علماء ہیں وہ بگڑ چکے ہوں گے۔ اور جب وہ زمانہ آئے گا تو اس وقت ایک شخص آئے گا جو پھر اسلام کو دوبارہ دنیا میں قائم کرے گا ، ایمان کو دنیا میں قائم کرے گا۔ اور ایمان اگر ثریا ستارہ پر بھی چلا گیا تو وہ وہاں سے زمین پر لے آئے گا۔

تو آج مسلمانوں کی جو یہ بگڑی ہوئی حالت ہے یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے اور اس کا علاج بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا تھا کہ وہ زمانہ آئے گا جب یہ حالت ہوگی تو اس وقت مسلمانوں کو پھر سدھارنے کیلئے ، ان کی ہدایت کیلئے امام مہدی آئے گا تو اس کو مان لینا اور اس کو میرا اسلام پہنچانا، اسے قبول کرکے تم لوگوں کی حالت صحیح ہوگی ورنہ تم بگڑتے چلے جاؤ گے۔ بگڑنے کی حالت کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ’’میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے، جن میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کا مرتکب ہوگا تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا بدبخت نکل آئے گا۔‘‘ اس سے گراوٹ کا اندازہ کرلیں کہ اخلاقی طور پر بھی اور مذہبی طور پر بھی اور دینی طور پر بھی اتنے بگڑ جائیں گے، جسکی کوئی انتہا نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اس وقت جسنے آنا تھا اس کو مان لوگے تو بچ جاؤ گے اور آج یہی ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہر فرقہ شدّت پسندی کی اگر تعلیم نہیں دیتا تو اپنے عمل سے شدت پسندی کی حمایت اور اظہار کرتا ہے۔ سوائے جماعت احمدیہ کے۔ ہم پہ ظلم بھی ہوتا ہے تو ہم اس کو برداشت کرتے ہیں اور ظلم کا بدلہ برداشت اور دعا سے دیتے ہیں اور صبر سے دیتے ہیں، حوصلہ سے دیتے ہیں۔ پس یہ حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق بگڑے ہیں اور اسی پیشگوئی کے مطابق آنے والا آگیا۔ تو اس نے دنیا کو بتادیا کہ حقیقی اسلام کیا ہے۔ اب جب تک اس کو نہیں مانتے یہ بگڑتے جائیں گے۔ یہی بات میں نے ہر جگہ اپنے انٹرویوز میں، اپنے ایڈریسز میں بتائی ہے۔ امریکہ میں بھی، آئرلینڈ میں بھی، یوکے میں بھی یہی میں نے کہا ہے۔ یہی میرا پیغام ہوتا ہے کہ یہ مسلمان بگڑتے جائیں گے اور اس وقت تک نہیں سنبھل سکتے جب تک یہ اللہ کی طرف سے آنے والے کو نہیں مانیں گے۔

**۞ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک لوگوں کی اسلام کے بارہ میں سب سے بڑی غلط فہمی کیا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ جرنلسٹ ہیں۔ آپ کو پتا ہونا چاہئے ، غلط فہمی کیا ہے۔ سب سے بڑی غلط فہمی تو میں نے بیان کردی کہ جو بگڑی ہوئی تعلیم یہ دے رہے ہیں جبکہ اسلام کی یہ تعلیم نہیں ہے۔ پچھلے دنوں داعش کے لیڈر نے یہی بیان دیا تھا، چار پانچ دن پہلے یہ بیان آیا تھا کہ اسلام تو جہاد اور شدت پسندی کا مذہب ہے اور اس میں پیار اور محبت اور بھائی چارہ والی بات ہی کوئی نہیں۔ تو جب یہ خیالات پیدا ہوجائیں تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے جو ہورہا ہے۔ سعودی عرب میں دیکھ لیں۔ ایک طرف تو یہ دعویٰ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے گھر کے متولّی ہیں۔ ایک طرف یہ دعویٰ کہ ہماری سرزمین پر دنیا کے سب سے اعلیٰ ارفع اور خاتم النبیین کا مزار ہے۔ یہاں وہ پیدا ہوئے۔ یہاں وہ مدفون ہوئے۔ اور ہم بغیر کسی امتیاز کے بغیر کسی discrimination کے ہر مسلمان فرقہ کو اجازت دیتے ہیں کہ یہاں وہ آتا ہے اور حج بھی کرتا ہے اور مدینہ بھی جاتا ہے۔ باقی سارے جو بھی حج کے مناسک ہیں وہ ہر ایک کو کھلے طور پر کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن اس کے باوجود جماعت احمدیہ کو حج کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

جماعت کی بات تو ایک طرف رہی لیکن دوسرے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ جو کلمہ پڑھتے ہیں۔ مسلمان کی تعریف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ جو لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے۔ جو کلمہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے، بلکہ یہ بھی روایت ہے جو لاالٰہ الااللہ کہہ دے وہ مسلمان ہے۔ تو ان مسلمانوں کے ساتھ جو کلمہ پڑھتے ہیں اب جو recent ڈویلپمنٹ ہوئی ہے وہ کیا ہورہی ہے۔ یمن میں جو جنگ لڑی جارہی ہے وہ فرقہ واریت کی جنگ ہے۔ ایک طرف یہ دعویٰ کہ ہم کھلی اجازت دیتے ہیں اور ہمارا کسی فرقہ سے تعلق نہیں دوسری طرف فرقہ واریت کی جنگ لڑرہے ہیں اور پھر یہی نہیں۔ دو دن پہلے یہاں سعودی عرب کے اندر شیعوں کی ایک مسجد یا امام بارگاہ تھی وہاں حملہ ہوا اور 22 آدمی مرگئے اور کافی سارے زخمی بھی ہوئے تو وہاں بھی یہ فساد شروع ہوگا اس لئے کہ یہ اُن کے پیدا کردہ ہیں۔

پھر یہی لوگ جو سلفی ہیں، سعودی عرب کی پیداوار ہیں۔ اسی طرح شدّت پسند وہابی ہیں۔ تو یہ ساری چیزیں بتاتی ہیں کہ یہ لوگ اور یہ جگہ جس کو مسلمانوں کے تمام فرقے مقدس سمجھتے ہیں اور وہاں جاتے ہیں اور وہاں کے بادشاہ کی عزت بھی اس لئے کرتے ہیں کہ وہ وہاں کے متولّی ہیں۔ اس کے باوجود یہ لوگ مسلمان فرقوں سے یہ سلوک کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں جو کدورتیں ہیں وہ اب باہر نکل رہی ہیں۔ جو اپنے آپ کو سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کے علم بردار ہیں اسلام کی اصلاح کرسکتے ہیں، وہی شدّت پسندی کی تعلیم دے رہے ہیں۔

اب تو شدّت پسندی کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ ہر جگہ چل رہی ہے اور چلتی چلی جائے گی۔ اور یہی اسلام پہ سب سے بڑا الزام ہے۔ ہم جماعت احمدیہ، یہ کہتے ہیں کہ تم جماعت احمدیہ پر جہادی ہونے کا الزام لگاتے ہو یا extremist ہونے کا یا شدّت پسند ہونے کا اور صرف اپنے مذہب کو صحیح سمجھتے ہو۔ تو یہ سب غلط الزامات ہیں جو نہ قرآن کریم سے ثابت ہوتے ہیں اور نہ احادیث سے ثابت ہوتے ہیں اور نہ جماعت کے عمل سے تم ان الزامات کو ثابت کرسکتے ہو۔

**۞ پھر جرنلسٹ نے سوال کیا کہ: اس وقت دنیا میں جو conflict دیکھ رہے ہیں اس میں مسلمان ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔ آپ کس کو زیادہ قصوروار ٹھہراتے ہیں؟ مسلمانوں کو یا مغربی طاقتوں کو جو اپنے مفادات کیلئے ایسا کررہی ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بات یہ ہے کہ اگر آپ عقل استعمال نہ کریں اور میری غلط باتوں میں آکے اپنے بھائی کی گردن اڑادیں تو قصوروار جتنا incite کرنے والا ہوگا اتنا ہی آپ ہوں گے، جو پاگل ہوگئے۔ جو مطلبی قومیں ہیں، یا وہ گروہ یا وہ لوگ یا وہ طبقہ جو اسلام کو پنپتا نہیں دیکھنا چاہتا یا کسی بھی رنگ میں اسلام کے خلاف ہے کیونکہ اس وقت عملاً اگر کوئی کسی مذہب کو ماننے والے اس مذہب پر عمل کرنا چاہتے ہیں یا اس مذہب پر رہنا چاہتے ہیں یا سمجھتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب سچا ہے اور مذہب ضروری ہے وہ مسلمان ہیں۔ عیسائیت کا اکثر طبقہ، پچھتّر فی صد سے زیادہ مذہب کو چھوڑ چکا ہے۔

ایک زمانہ میں یہ کہا جاتا تھا کہ امریکہ میں بہت مذہبی لوگ ہیں۔ ابھی حال میں ہی جو survey ہوا ہے اس میں بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ ہمیں مذہب میں کوئی دلچسپی نہیں۔ مذہب کو ماننے والے لوگ بڑی تیزی سے کم ہورہے ہیں۔ جو پہلے تقریباً 90 فیصد تھے دو تین سالوں میں 70 فیصد رہ گئے ہیں۔ تو یہ figure بتا رہے ہیں کہ مذہب سے دوری ہورہی ہے۔ وہاں اسرائیل میں سروے ہوا ہے جو پچھلے دنوں اخبار میں آیا تھا۔ جو یہودی ہیں ان میں سے بھی بڑی تیزی سے ایسے لوگ پیدا ہورہے ہیں جو کہتے ہیں ہمیں مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں اور یہ percentage تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

مسلمانوں کا چونکہ مذہب کی طرف رجحان ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا مذہب صحیح ہے اور مذہب ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے جو قومیں مذہب کے خلاف ہیں وہ چاہتی ہیں کہ اسلام بھی اسی طرح ختم ہوجائے جس طرح باقی مذاہب ختم ہوچکے ہیں لیکن ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ قومیں مسلمانوں کو بھڑکاتی ہیں، قوموں کو اور مختلف گروپوں کو بھڑکاتی ہیں اور یہ گروپ ان کے ہی پیدا کردہ ہیں۔ یہ کئی جگہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ پچھلے دنوں peace symposium کے موقع پر میں نے یہی کہا تھا کہ ISIS جو ہیں نہ ان کے پاس کوئی industry ہے، یہ نہ کوئی ہتھیار بناسکتے ہیں۔ نہ ان کے پاس سائنٹیفک ریسرچ کی approach ہے نہ اتنی sophisticated چیزیں ان کے پاس ہوسکتی ہیں۔ نہ ان کی economy اتنی مضبوط رہ سکتی ہے۔ ISIS کی economy کس طرح مضبوط ہورہی ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ چھ ملین ڈالر روزانہ ان کی کمائی ہے اور infrastructure کے اوپر یا جو سٹاف انہوں نے رکھا ہوا ہے یا payment کرتے ہیں، اس کا خرچ ایک ملین ڈالر ہے باقی پیسے کما رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ پیسے کہاں سے آرہے ہیں۔

اب دیکھیں ایران پر پابندیاں لگاتے ہیں، ایران جو ایک established پرانا ملک ہے اس کی economy ہے ان کا ایک سسٹم ہے ایک infrastructure ہے، دنیا کے ساتھ تجارت ہے اور تعلقات ہیں۔ اس کے باوجود جب پابندیاں لگتی ہیں تو انکی تیل کی پیداوار کی شرح کم ہوکر 70 فیصد سے نیچے چلی جاتی ہے۔ لیکن ISIS کی نہیں جاتی۔ ان کا تیل اسی طرح سمندروں میں جارہا ہے اور crude oil بوتل میں بھر کے car boot میں لے جاکر تو نہیں export ہوتا۔ کسی ٹینکر پر ہی جاتا ہے۔ آئل ٹینکر جاتے ہیں، بڑے بڑے vessel ہوتے ہیں۔

پس اصل بات یہی ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ کوئی فتنہ اسلام کے اندر پیدا ہوتا رہے اور یہ اصل میں منافقین کا فتنہ ہے۔ جو پہلے دن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی پیدا ہوا اور بعد میں ذرا بڑھ کے ہوا اور اب پھر بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اور یہ لوگ اسلام کے ہمدرد نہیں اسلام کے مخالفین ہیں اور بڑی طاقتوں کے ہاتھوں میں بیوقوف بن رہے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ ان کو پیسہ مل رہا ہے۔

ایک سنجیدہ طبقہ بھی ہے جو چاہتا ہے کہ ہم اسلام کی کوئی خدمت کریں تو یہ لوگ وہاں جاتے ہیں، یورپ سے بھی اور یوکے سے بھی اور مختلف جگہوں سے، آسٹریلیا سے بھی امریکہ سے بھی ، جواب سب radicalise ہوتے جارہے ہیں۔ آسٹریلیا سے پچھلے دنوں خبر تھی۔ کچھ لوگوں کو احساس ہوا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے اب وہ واپس آنا چاہتے ہیں لیکن اب واپسی کا راستہ کوئی نہیں۔ trap ہوگئے ہیں۔ یا لڑائی کرکے مرجاؤ یا جو ہم کہتے ہیں اس کے مطابق dictate ہوتے رہو یا باہر نکلنے کی کوشش کرو تو تب بھی مرجاؤ۔ کوئی راستہ نہیں ہے۔ بس وہیں کے وہیں رہ گئے۔ اب ان لوگوں نے پیغام بھیجے ہیں۔

اسی طرح پچھلے دنوں ایک ایڈریس میں میں نے ذکر بھی کیا تھا کہ ایک فرنچ جرنلسٹ کو آزاد کردیا گیا تھا وہ آیا اس نے دنیا کو بتایا کہ انہوں نے کہا ہمیں نہیں پتا قرآن کیا کہتا ہے، حدیث کیا کہتی ہے۔ اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمیں تو یہ پتا ہے کہ ہم کیا کہتے ہیں۔ اور ابھی ان کی لیڈرشپ بھی پتا نہیں کون ہے۔ پہلے ابوبکر بغدادی کا نام لیا جاتا تھا۔ پھر جو سیکنڈ اِن کمانڈ تھا، پچھلے دنوں امریکہ نے اعلان کیا کہ ہم نے اس کو بھی ماردیا۔ اب تیسرا کون آیا؟ یا اس قسم کے کئی ہیں اور ان کے نام کا فائدہ اٹھایا جارہا ہے یا پھر اس کی پچھلی ڈوری کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ ڈوری ہی ہے بس ہلانی ہے، کبھی اِدھر لے گئے کبھی اُدھر لے گئے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کہتے ہیں کہ قصوروار کون ہے؟ مسلمانوں کے یہ گروہ قصوروار ہیں اور یہ تو صرف گروہوں کی حد تک ہے۔ پھر حکومتوں کی طرف آجائیں۔ حکومتیں بھی مغرب کی طرف دیکھتی ہیں۔ بڑی طاقتوں کی طرف دیکھتی ہیں۔ اور بڑی طاقتیں ہی ان کی ڈوری کھینچ رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سعودی عرب کے بادشاہ نے ابھی اپنی طرف سے بڑی جرأت دکھائی ہے کہ وہاں امریکہ نے چھ سات ہیڈ آف سٹیٹ کی میٹنگ کال کی تو کہا کہ میں نہیں جاؤں گا اپنا نمائندہ بھیجوں گا۔ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ واہ واہ کمال ہوگیا۔ لیکن لوگوں کو پتہ نہیں وہ تو بیمار آدمی ہے، مریض ہے اس کو پتا ہی کچھ نہیں کہ ہو کیا رہا ہے۔ اس نے سب کچھ ہی بدل دیا ہے۔

جس کو بھیجا ہے وہی طاقتور چیز تھی اور وہ امریکہ چلا گیا ہے۔ یہ بھی لوگوں کی غلط فہمیاں ہیں کہ وہ ان کے سامنے بڑا کھڑا ہوا ہے، کچھ بھی نہیں کھڑا ہوا۔ امریکہ کے جواخانے (casinos) ان کے سر پہ چل رہے ہیں۔ اور ان کی اپنی ریاست امریکہ کے سر پہ چل رہی ہے۔ ان کی باگ ڈور اسرائیل کے ہاتھ میں ہے۔ اب اسرائیل سعودی عرب کو کہتا ہے شاباش ایران پہ حملہ کرو اور شیعوں کو مارو۔ تو یہ سب ظلم ہورہا ہے۔

حکومتیں بھی ان بڑی طاقتوں کے ہاتھ میں ہیں اور وہ طاقتیں نہیں چاہتیں کہ کوئی ملک develop کرے۔ مجھے ایک عزیز نے آکر بتایا کہ قطر میں بڑی development ہورہی ہے۔ میں نے کہا فکر نہ کرو بیروت بھی ایک زمانہ میں پیرس کہلاتا تھا۔ بغداد بھی ایک زمانہ میں یورپ کہلاتا تھا اور لوگ کہتے تھے واہ واہ ان کو تو کوئی ختم نہیں کرسکتا۔ انہوں نے ایسی ترقی کرلی لیکن اب دیکھو ان دونوں ملکوں کا کیا حشر کیا ہے۔ میں نے کہا جب ان کو پتا لگے گا کہ قطر کی بھی لبنان اور بغداد کے برابر development ہوگئی ہے تو پھر اس کو ایسا ماریں گے کہ پتہ چل جائے گا۔ اسی لئے آپ کسی بھی خوش فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔

**۞ جرنلسٹ نے سوال کیا ”کچھ عرصہ سے دنیا Boko Haram اور ISIS کی خلافت کے بارے میں سنتی ہے مگر خلافت احمدیہ اور ان دوسری خلافتوں کے بارہ میں جو کہ جرمن سنتے ہیں کیا فرق ہے؟“**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جہاں تک خلافت کا تعلق ہے، یہ تو نئی خلافت نہیں۔ Boko Haram والے claim کرتے ہیں کہ ہم خلیفہ، ISIS والے یہ claim کرتے ہیں کہ ہم اسلام کے خلیفہ ہیں۔ سعودی بادشاہ یہ کہے یا نہ کہے اس کے دل میں یہی ہے کہ میں خلیفہ ہوں۔ مراکش (Moroco) میں جو بادشاہ ہے وہ خلیفہ ہی کہلاتا ہے، اس کو خلیفہ سمجھتے ہیں۔ پھر اس سے قبل جب تک اسلام کا زوال نہیں ہوا، downfall نہیں ہوا، اس وقت تک سلطنتِ عثمانیہ میں بھی ایک خلافت چل رہی تھی۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اب کوئی خلافت نہیں، اب میں آگیا ہوں اور چند سال بعد ہی ان کی یہ خلافت ختم ہوگئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ کسی بھی کام کے کرنے کے اصول اور ضوابط ہوتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اسلام تو بڑی حکمت کی تعلیم دینے والا مذہب ہے اور جب حکمت کی تعلیم دیتا ہے تو پھر ایسی کوئی بات نہیں ہونی چاہئے جو حکمت کے مطابق نہ ہو۔ اب کوئی بھی حکومت قائم کرنی ہو، تو یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ایک دم آپ کھڑے ہوں اور اعلان کردیں کہ میں بادشاہ ہوں اور سب آپ کے پیچھے ہو جائیں یا چلے جائیں۔ دنیاوی حکومتیں بھی اس طرح کی ہوتی ہیں پہلے ایک گروپ بنتا ہے، پھر آہستہ آہستہ اس کی devepolment ہوتی ہے، لیکن وہ تو ہوتی ہی dictatorship ہے پھر وہ طاقت (might is right) کے اصول پر چلتی ہے۔ پھر دنیاوی حکومتیں لے لی بھی جاتی ہیں، بادشاہ دوسرے ملک پر حملہ کرتے ہیں اور حکومتوں پر قبضہ کرتے ہیں۔

پس اسلام حکمت کا مذہب ہے۔ اسلام نے ہر بات کی ایک دلیل دی ہے۔ اسلام نے بنیادی طور پر کہا کہ خلافت کا تعلق نبوت کے ساتھ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے نبوت ہے، پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت ہے۔ اسی طریقہ پر چلنے والی خلافت ہے جو نبوت کے اصول پر چلے گی۔ نبوت کا اصول کیا تھا؟ نبوت کا اصول یہی تھا کہ انصاف کرو، عدل کرو، خدا تعالیٰ کی طرف لے کر آؤ، رحم کرو۔ اگر ظلم ہی ظلم تھا تو اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو رحمان اور رحیم نہ کہتا۔ اگر ظلم ہی ظلم تھا تو اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین نہ کہتا، اسلام میں جہاں پہ جنگیں بھی ہوئیں تو اس کی دلیلیں قرآن کریم میں لکھی ہیں بغیر دلیل کے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ قرآن کریم نے تو کہا کہ تم بلاوجہ حملہ نہ کرو اور تلواریں نہ چلانی شروع کردو پہلے دوسرے فریق سے پوچھ لیا کرو کہ تم کیا چاہتے ہو؟ جنگ چاہتے ہو یا صلح چاہتے ہو؟ تمہارے اوپر کوئی جنگ نہیں ٹھونستا۔

فرمایا: قرآن کریم تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ جو تمہیں سلام کردیتا ہے اس کو بھی یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ تو خلافت عطا ہونے کے بھی کچھ اصول ہیں، تو اسی اصول کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا پہلے ’نبوت‘ ہے پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت ہے، پھر اس کے بعد باوجود اس کے کہ اسلام کی حکومت ہوگی اور بادشاہ اپنے آپ کو خلیفہ کہیں گے لیکن وہ بادشاہت ہوگی، پھر اس سے آگے جابر بادشاہت ہوگی، شدت پسند بادشاہت ہوگی۔ پھر وہ زمانہ آئے گا، جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہوگا۔ اور پھر دوبارہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ اب یہ جو دوسرے لوگ ہیں خلافت کے دعویدار ہیں، یہ تو ملوکیت اور بادشاہت اور جابر بادشاہت کے اوپر عمل کررہے ہیں۔ انہوں نے تو اس اصول کو تو مانا نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمبی حدیث میں بیان فرمایا تھا۔ تو وہ اصول یہ تھا ایذاءرساں بادشاہت اور جابر بادشاہت کے بعد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آتے اور ان کے بعد خلافت قائم ہوتی اور پھر خلافت اسلام کی تعلیم کو جاری کرتی۔

اگر تلوار چلا کر دنیا میں اسلام کو پھیلانا ہے تو وہ جو نہیں مانتا، اس کو قتل کرتے چلے گئے۔ عیسائیوں کو ماردیا ایک خونی مہدی آئے گا، مسیح موعود بھی آئے گا اور تلواریں بھی چلائے گا۔ مسیح موعود سؤروں کو بھی قتل کرے گا۔ دونوں اکٹھے ہو جائیں گے پھر ساری دنیا کو تباہ کردیں گے تو پیچھے رہ کون جائے گا۔ یہ ایک لمبی حدیث ہے مختصراً خلاصۃً بیان کررہا ہوں۔

اصل اصول یہی ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقیقی خلافت وہ ہوگی جو میرے مہدی کے آنے کے بعد قائم ہوگی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو خاتم الخلفاء بھی کہا ہے۔ پس بغیر نبوت کے خلافت ہو نہیں سکتی۔ خلفائے راشدین تو چار ہوگئے، اب یہ بغدادی صاحب ہیں کیا یہ پانچویں خلیفہ ہیں؟ پھر پچھلے چودہ سو سال میں تو کوئی خلیفہ نہ ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اصول وہی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جابر بادشاہت کے بعد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنا تھا اور پھر اس کے ذریعہ سے آگے خلافت قائم ہونی تھی جو نبوت کی بنیاد پر اسی طریق پہ اور انہی اصولوں پہ چلنی تھی جن پر پہلے خلافت راشدہ چلی۔ پس یہ فرق ہے کہ ہم تو اسلام کی تعلیم کے مطابق عمل کرتے ہیں اور جماعت احمدیہ میں اصول وقواعد کے ذریعہ خلافت ہے۔ یہ نہیں کہ میں کھڑا ہوگیا تو میں نے اعلان کردیا کہ میں خلیفہ ہوں اور آپ نے میری بیعت کرلی۔ میں تو بچتا تھا خلافت نہ ہی ملے تو اچھی بات ہے۔ مجھے تو زبردستی کھینچا گیا۔ جو دنیاوی خلافت ہے وہ زبردستی کھینچی جاتی ہے اور جو حقیقی خلافت ہے وہ زبردستی دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جاتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ڈال کے دی جاتی ہے۔

**۞ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں اتنی زیادہ تنظیمیں ہیں ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ ہم سچے مسلمان ہیں۔ تو آپ کے پاس کوئی غیر مسلمانوں کیلئے مشورہ ہے کہ وہ حقیقی مسلمانوں کو کیسے پہچان سکتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بات یہ ہے کہ ہر کوئی کہے بے شک ہم مسلمان ہیں۔ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ جو کہتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہ مسلمان ہے۔ باقی رہا حقیقی کون ہے اور کون نہیں تو اس کے لئے پھر ہمیں اس کے پاس جانا پڑے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تعلیم کے ساتھ بھیجا۔ تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تھا کہ جس طرح پہلے یہودیوں کے بہتر فرقے تھے یہاں اسلام میں تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ اور جو تہتر واں فرقہ ہوگا وہ جماعت کے ساتھ قائم ہوگا۔

یہ فرقے کس طرح بنے ۔ مین (Main) فرقے تو دو (2) ہیں۔ سنی ہیں یا شیعہ ہیں۔ اب ان میں بھی subdivision ہوگئی ہے۔ اب سنیوں میں چونتیس پینتیس فرقے ہیں۔ شیعوں میں بھی اتنے ہی فرقے ہیں۔ جو اصل فقہ ہے جس کے اوپر چلتے ہیں وہ چار ہیں، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، لیکن فرقے بہتر ہیں۔ ہر مولوی جو ہے اس نے فرقہ بنالیا ہے۔ اسبارہ میں میں نے کچھ ہفتے پہلے ایک خطبہ میں بھی بتایا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے کچھ حوالے تھے کہ کس طرح ہر ایک مولوی جو کہتا ہے میرا یہ مذہب ہے، گو عام آدمی جب یہ کہتا ہے کہ میرا یہ مذہب ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں اس چیز کو مانتا ہوں اس فرقہ کو مانتا ہوں۔ لیکن وہاں جب مذہبی لیڈر بن کے کوئی کہتا ہے کہ میرا یہ مذہب ہے تو مطلب ہے کہ تم میرے پاس آجاؤ اس دوسرے مولوی کو چھوڑ دو۔ یہ میری مسجد اور یہ میرا مذہب ہے۔ وہ تمہاری مسجد اور تمہارا مذہب ہے اور پھر ایک دوسرے کو گالیاں دو اور ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں نہ پڑھو۔

کافر تو یہ ہر ایک دوسرے کو کہتے ہیں۔ کسی کو کافر کہنا کسی کا حق نہیں۔ جس نے کلمہ پڑھا وہ مسلمان ہے۔ ہاں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہیں مانتا اور آپ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے مسیح اور مہدی علیہ السلام کو نہیں مانتا تو وہ بہر حال انکار کرنے والا ہے۔ اور اس لحاظ سے کفر کا مطلب انکار کرنا بھی ہوتا ہے یعنی کسی بھی ذات کا انکار کرنا۔

**۞ جرنلسٹ نے سوال کیا، جماعت احمدیہ کو بطور ایک اصلاحی سلسلہ دیکھا جاتا ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے کونسی اصلاحات فرمائیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سوال یہ ہے کہ یہ تو آپ کی definition ہے کہ اصلاحی سلسلہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ نہ تو اللہ نے یہ کہا نہ اس کے رسول نے یہ کہا کہ صرف اصلاحی سلسلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ جمعہ میں یہ فرمادیا ہے کہ جو دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا ہے اس دین پر قائم رہنے والے آخرین میں سے کچھ لوگ ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی پہنچ گیا ہو تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے یعنی مسیح موعود کو ماننے والے واپس لائیں گے۔ تو اس طرح جب دین کو صحیح طور پر قائم کردیں تو پھر دین کے دو بنیادی کام ہوتے ہیں جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ دو کام یہ ہیں کہ اول بندے کو خدا سے ملانا دوسرا انسانوں کے حقوق ادا کرنا۔ جب انسان خدا سے ملتا ہے اور خدا کی خاطر ہر کام کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ برائی کر ہی نہیں سکتا۔

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی وافراد خاندان

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ غریبوں کا خیال رکھو، یتیموں کا خیال رکھو، مسافروں کا خیال رکھو، اپنے ہمسایوں کا خیال رکھو، اپنی بیویوں کا خیال رکھو، اپنے بچوں کی تربیت صحیح کرو اور اس طرح بے شمار ہدایات ہیں۔تو یہ خیال رکھنا یہی ہے کہ اپنی اصلاح کرو اور انکا خیال کرو اور یہ اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک حقیقت میں اپنے خدا کو نہیں مانو گے۔ جب انسان کسی کام کو کرتا ہے جیسے اس ملک میں بہت سارے لوگ چوری سے بچتے ہیں یا ڈرتے ہیں یا کسی علاقے میں نہیں جاتے تو اس لئے ایسا کرتے ہیں کہ انہیں پولیس سے یا قانون سے خوف ہے۔ اگر آپ یہاں انہیں کھلی اجازت دے دیں اور کوئی قانون نہ ہو کوئی لا اینڈ آرڈر نہ ہو تو پھر یہی ہوگا کہ ہر ایک کے اخلاق بھی گر جائیں گے۔تو جب اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ہی انسان سب کچھ کر رہا ہوگا اسکے حق ادا کر رہا ہوگا تو پھر اسکے حکم کے مطابق دوسروں کے حقوق بھی ادا کریگا۔تو یہ اصلاحی سلسلہ اس لئے ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ ہمارا دین ایک کامل اور مکمل دین ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بھی ملاتا ہے اور دنیا میں لوگوں کے حقوق بھی دلواتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لا اینڈ آرڈر پر مجھے یاد آیا کہ پچھلے دنوں پاکستان سے کسی نے مجھے ایک اخبار کی کٹنگ بھیجی تھی جس میں ایک جلوس نکل رہا ہے اور انہوں نے ہاتھوں میں سیمی آٹومیٹک رائفلیں پکڑی ہوئی ہیں اور وہ پروٹسٹ کر رہے ہیں۔ اور نیچے Caption یہ ہے کہ یہ گھوٹکی کے علاقے کے ڈاکو ہیں جو یہ protest کر رہے ہیں کہ پولیس ہم پر ظلم کرتی ہے اور ہماری تو اتنی کمائی نہیں لیکن یہ ہم میں سے ہر ایک سے مہینہ یا دو مہینے کا ایک ایک لاکھ لے رہی ہے۔اور پولیس کے ایس پی صاحب بجائے اس کے کہ ان کو پکڑیں اور جیل میں ڈالیں کہ تم جو protest کر رہے ہو کہ تم لوگوں کو لوٹتے ہو اور پھر تم اپنی صفائی نہیں پیش کر رہے کہ ہم لوٹتے نہیں بلکہ اقرار کر رہے ہیں کہ ہماری لوٹ کا مال اتنا نہیں جتنا پولیس ہم سے لے رہی ہے۔تو تم لوٹ تو رہے ہو خواہ تھوڑا یا زیادہ، اس لئے سب کو جیل میں بند کرنے کی بجائے، ایس پی صاحب بیان دے رہے ہیں کہ یہ ڈاکو غلط بیان دے رہے ہیں ہم ان سے اتنے پیسے نہیں لیتے۔تو جب لا اینڈ آرڈر کی یہ صورتحال ہو جائے تو پھر اصلاح کیا ہونی ہے۔

ہم جو اصلاح کی بات کرتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ اسلام کے دو اصول ہیں خدا کی عبادت کرنا، اس کا حق ادا کرنا اور بندوں کے حقوق ادا کرنا، جب بندوں کے حقوق ادا ہوں گے تو وہی اصلاحی چیز بن جائے گی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں پہلے بھی بتا چکا ہوں بلکہ یہیں ایک دفعہ کسی جگہ سے پروفیسر صاحب آئے تھے انکو بھی بتایا تھا کہ ایک مرتبہ موزے تنگ کے زمانے میں پاکستان کے منسٹرز کا وفد چین کے دورے پر گیا اور اس نے پوچھا کہ آپ نے بہت ڈویلپمنٹ کر لی ہے، آپ نے اتنا ریفارم کس طرح کر لیا ہے تو اس نے کہا کہ تم مجھ سے کیوں پوچھتے ہو جاؤ اور اپنے رسول کی کتاب پڑھو اس میں کھول کر ساری باتیں لکھی ہیں۔تم ان پر عمل کر لو تو تب سب ٹھیک ہو جائے گا۔تو قرآن کریم اصلاحی کتاب ہے۔مذہب کے ساتھ اصلاح بھی کرتی ہے۔

پس اصل بات یہ ہے کہ جب ہم حقیقی مسلمان بن جائیں گے تو ہماری اصلاح بھی ہو جائیگی اور دوسروں کی اصلاح کرنے کے قابل بھی ہو جائیں گے۔ دو دن قبل آخن میں آپ کے کئی ممبر آف پارلیمنٹ اور دیگر احباب نے کئی باتیں کیں تو میں نے انہی باتوں کو قرآن کے حوالے سے بتلا دیا تو اس پر کمنٹس جو مجھے ملے کہ یہ تعلیم ایسی اعلیٰ ہے کہ ہر ایک کو اسے اپنانا چاہئے۔پس یہی اصلاح ہے جو ہم نے کرنی ہے اور یہی اصلاح ہے جو اسلام کرتا ہے۔

**۞ جرنلسٹ نے سوال کیا، مسلمانوں کے اندر احمدیہ جماعت ہی ہے جو کہتی ہے کہ جسکا انتظار تھا وہ آ گیا۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سوال یہ ہے کہ اگر سارے ہی کہنے لگ جائیں تو آنحضرت ﷺ یہ کیوں فرماتے کہ ایک فرقہ ناجی ہے اور دوسرے ناری ہیں۔ یہ ہونا تھا اور یہ پیشگوئی بھی پوری ہونی تھی۔ وہ لوگ جو یہ realize کر رہے ہیں جس نے آنا تھا آ گیا ہے اور اسلام کی اصل تعلیم یہی ہے تو ایسے لوگ احمدی ہو رہے ہیں۔لندن کا LBC ریڈیو ہے۔اسکی ایک بڑی مشہور صحافی نے میرا انٹرویو کیا تھا۔ شاید آپ نے بھی سن لیا ہو، اسکو میں نے یہی کہا تھا کہ جب یہاں سے دس بیس آدمی ISIS میں جاتے ہیں تو تم اسکا کتنا پروپیگنڈا کرتے ہو اور اخباروں میں اشتہار دیتے ہو اور جو لاکھوں آدمی اپنی اصلاح کر کے امن پسند ہونے کیلئے جماعت میں ہر سال شامل ہوتے ہیں انکا تم اخباروں میں کوئی ذکر نہیں کرتے۔تم جو کہتی ہو کہ تم بڑی انصاف پسند ہو تو ہمارا جلسہ آ رہا ہے اس میں بیعتوں کا اعلان ہوگا تم انکی ریڈیو پر خبر دینا پھر میں دیکھوں گا کہ تم کتنی انصاف پسند ہو۔

پس پیشگوئی کے مطابق یہ تو ہونا تھا اسی لئے وہ لوگ جو یہ realize کر رہے ہیں وہ شامل بھی ہو رہے ہیں۔اب آپ کے والدین، باپ دادے بھی تو کسی زمانے میں کسی وجہ سے ہی احمدیت میں شامل ہوئے تھے۔اگر یہ کہا جائے کہ ایک منٹ میں ایسا ہو جائے تو ایسا نہیں ہوا کرتا۔بعض دفعہ تبلیغ کے ذریعہ اور بعض دفعہ نشانات کے ذریعے سے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی فرمائی کہ طاعون کی وبا پھوٹے گی، زلزلے آئیں گے اور یہ میرے زمانے کے نشانات ہیں اور پھر یہ سب آئے بھی تو اُس زمانے میں masses (گروہوں) کی صورت میں لوگ جماعت میں شامل ہوئے۔ طاعون کے بعد روزانہ چارسو پانچ سو بیعتیں ہوتی تھیں۔تو اس لئے لوگ شامل ہوتے تھے۔ ابھی بھی جہاں جہاں نشانات دیکھتے ہیں وہاں ہوتے ہیں۔ افریقہ کی رپورٹس آتی ہیں۔بعض دفعہ میں ذکر بھی کر دیا کرتا ہوں۔لوگ نشان دیکھتے ہیں اور پورے کا پورا گاؤں احمدی ہو جاتا ہے۔ دو دو سو چار چار سو گھر احمدی ہو جاتا ہے۔دو چار سو گھر کا مطلب ہے ہزار بارہ سو آدمی۔بعض اوقات چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہیں چھوٹے قصبے ہیں، ٹاؤن ہیں سب احمدی ہو جاتے ہیں۔پس شامل ہو رہے ہیں ایک دن میں تو دنیا نے قبول نہیں کر لین۔اسلام بھی دنیا میں ایک دن میں تو نہیں پھیلا تھا۔

**۞ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ غلبہ جس کی پیشگوئی ہے یہ تبلیغ کے ذریعہ سے ہوگا یا آپ کہتے ہیں کہ کسی catastrophical event (قدرتی تباہی یا جنگ) کے ذریعہ سے ہوگا۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سوال یہ ہے کہ تبلیغ تو ہمارا کام ہے۔ یہی آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ تبلیغ کا حکم تجھ پر نازل کیا گیا ہے۔پس تبلیغ تو کرنی ہے لیکن اگر تبلیغ کے بعد دوسرے ظلم پر کھڑے ہو جاتے ہیں تو پھر نشانات بھی نازل ہوتے ہیں اور یہ مخالف لوگ ان چیزوں کو مانتے ہیں۔ابھی پاکستان میں جب سیلاب آیا تھا، زلزلے آئے تھے تو غیر احمدی مولویوں نے خود کہا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو ہمارے اوپر آیا ہے اور ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم کہاں غلط ہیں لیکن یہ بھی ساتھ کہہ دیا کہ قادیانیوں کی بات نہیں ماننی۔ اگر بات نہیں ماننی تو پھر عذاب ہی آنے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا وقت رکھا ہوا ہے۔ تبلیغ ہمارا کام ہے دعا ہمارا کام ہے اور اسی سے یہ غلبہ ہونا ہے اور اگر اس سے یہ نہیں مانیں گے تو بعض جگہوں پر پھر عذاب بھی آتے ہیں اور عذاب انہیں توجہ دلاتے ہیں۔ اس لئے میں جامعہ کے لڑکوں کو یہی کہا کرتا ہوں کہ ہمارا کام ہے تبلیغ کرنا اور لوگوں کو بتانا ہے کہ یہ حقیقی راستہ ہے۔اگر اس طرف نہیں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی آ سکتا ہے۔

**۞ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ، اوباما نے state of the union میں ایک تقریر کے دوران کہا کہ no challenge is a greater threat than to our future generation than climate change۔آپ کا اس بارہ میں کیا نظریہ ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس کے بعد ایک politician نے اور ایک سینیٹر نے ایک اور بیان بھی دے دیا تھا کہ یہ بات درست نہیں ہے۔کلائمیٹ چینج کو لے کے بیٹھے ہوئے ہو۔اس وقت اس سے بڑی تھریٹ تمہارا وہ ظلم ہے جو تم لوگ ایک دوسرے کے خلاف کر رہے ہو۔کلائمیٹ چینج کے بارہ میں تو جو سائنٹسٹ ہیں اور موسم کے ماہرین ہیں وہ تو یہ کہتے ہیں کہ کچھ سالوں کے بعد کئی decades کے بعد ایک چینج آتا ہے۔ north pole اور اس طرح کے ایریا وغیرہ میں جو برف جمی ہوئی ہے۔ پہلے بھی ایسا ہوا تھا کہ وہ پگھل گئی تھی۔ پھر دوبارہ جمنی شروع ہوئی۔سوال یہ ہے کہ ایک کلائمیٹ چینج تو ہے لیکن اس کے پیچھے دیکھیں کہ امریکہ کا کیا مقصد ہے۔ان لوگوں کا جو ہر بیان ہوتا ہے اس کو صرف اسی حد تک محدود نہ رکھا کریں سوچ کر دیکھا کریں۔ ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آپ کی جو کاربن ایمیشن وغیرہ ہے اس کی وجہ سے بہت ساری تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔موسم میں گرمی پیدا ہو رہی ہے جس کی وجہ سے ozon layer میں فاصلہ پیدا ہو گیا ہے یا پھٹ گئی۔ یہ لمبی کہانی سنائی جاتی ہے اس لئے ہمیں اپنی اس چیز پہ کام کرنا چاہئے اور امریکہ آج اعلان کرتا ہے کہ ہم کم کر دیں گے۔ چائنا کہتا ہے کہ میں تمہاری ہوشیاری سمجھتا ہوں۔تم نے ترقی کی تھی میرے سے سو سال پہلے اور یہ سب چیزیں تم نے ہوا میں چھوڑیں۔اب میں جب تک سو سال تک اس مقام پہ نہیں پہنچتا اور اتنی ترقی نہیں کر لیتا کہ تمہارے مقابلہ میں آ کر تمہیں نیچے نہیں گرا لیتا، میں اس پر مانوں گا نہیں۔ ابھی جو قصور ہوگا تمہارا ہوگا اور پھر سو سال کے بعد میرا ہوگا۔اصل بات یہ ہے کہ جو دنیا develop ہو رہی ہے وہ develop نہ ہو اور آپ ان کے نیچے لگے رہیں۔ جو ملک develop ہو چکے ہیں وہ کہتے ہیں ہمارے نیچے لگے رہیں۔امریکہ کہتا ہے کہ اگر چائنا اور انڈیا اوپر آ گئے تو ہماری economy ختم ہو جائے گی۔ اس لئے کلائمیٹ چینج کا شور مچا دیا ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا کلائمیٹ میں یہ جو تبدیلی آ رہی ہے اس کی وجہ سے یہ دوسرے ممالک بنے ہیں۔ پہلے اپنے علاقوں کو تو سنبھالو۔وہاں تو تم کام نہیں کر رہے۔

**۞ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ، آپ نے یہ کہا کہ سب سے بڑا خطرہ جو آپ کو نظر آ رہا ہے وہ تیسری جنگِ عظیم ہے۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سب سے بڑا خطرہ جو میں دیکھتا ہوں (میں دنیاوی لیڈر تو نہیں ہوں) وہ اللہ تعالیٰ سے دوری ہے اور پھر اس کی اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نبیوں کو نہ ماننے پر سزا نہیں دیتا۔اللہ تعالیٰ ظلموں کے بڑھنے پر سزا دیتا ہے۔ دنیا میں ظلم بڑھ رہے ہیں۔ اسلام ختم ہو رہا ہے۔مسلمانوں کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔آپ نے


کلام الامام

”جب خدا تعالیٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت بھی آ جاتی ہے اس لئے مومن کبھی بُزدل نہیں ہوتا۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 317)

طالبِ دعا: ایڈوکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم مع فیملی، حیدرآباد



JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

ابھی خود ہی بتایا۔ جو ترقی یافتہ ملک ہیں کم ترقی یافتہ ملک کو develop نہیں ہونے دینا چاہتے۔ جو قومیں develop ہو رہی ہیں ان کیلئے کوئی نہ کوئی ایسی restriction لگانے کا سوال اٹھاتے رہتے ہیں۔ یہ کلائمیٹ چینج والا سوال ہو گیا۔ اس کے اوپر میٹنگیں ہوتی رہتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کلائمیٹ چینج کا معاملہ تو پچھلے دو decades سے چل رہا ہے لیکن یہ شور نہیں مچ رہا کہ کتنے لوگ مرے؟ ان کے بموں اور جنگوں سے کتنے لوگ مرے؟

بلکہ لوگ تو اب یہ بھی کہتے ہیں (پتا نہیں کہاں سے یہ خبر ہے صحیح ہے یا غلط ہے) کہ جو مختلف بیماریاں پھیلتی ہیں ان کا وائرس بھی خود ہی ایک دفعہ چھوڑتے ہیں اور پھر اس کے علاج کی دوائی سے اپنی انڈسٹری کو develop کرتے ہیں۔ کبھی Mad Cow کا سوال اٹھ جاتا ہے کبھی برڈ فلو کا سوال اٹھ جاتا ہے۔ افریقہ میں جو ایبولا پھیلی تھی اس کا سوال اٹھ جاتا ہے۔ تو بہرحال انسان جب اپنی حدوں سے باہر نکلتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا قانون قدرت بھی تو وہاں کام کرتا ہے۔ اب دیکھیں پہلے آبادی کی نسبت سے، جنگلات زیادہ تھے۔ اس کا سوال اٹھایا جاتا ہے۔ جہاں ظلم ہونے شروع ہو جائیں اور بلا وجہ اللہ تعالیٰ کے بیلینس کو بھی خراب کیا جائے تو پھر اس کے جو نیچرل رزلٹ ہیں وہ بھی تو ظاہر ہونے ہیں۔ پاکستان میں ٹھیک ہے آبادی بڑھ رہی ہے لیکن پاکستان میں جو north کا علاقہ ہے بلکہ راولپنڈی سے اوپر چلے جائیں تو سارا علاقہ ایک زمانہ میں بڑا گرین ایریا تھا اور بڑا گھنا forest تھا۔ اسی طرح سوات کے علاقہ میں، کشمیر کے علاقہ میں آگے نیلم ویلی وغیرہ کے علاقہ میں اور بعض ایسی جگہوں پہ جہاں forest تھے اچھے گھنے علاقے ہوتے تھے۔ اس کو لوگوں اور سیاست دانوں نے کاٹ کاٹ کے اور اپنے جنگل بیچ بیچ کے فائدہ اٹھالیا ہے اور نئی پلانٹیشن نہیں کی۔ تو جب تک یہ پلانٹیشن نہیں ہوتی اس وقت جو نقصان ہوا ہے وہ تو پورا نہیں ہوسکتا۔

**۞ جرنلسٹ نے سوال کیا، آپ نے world leaders کو بھی خطوط لکھے اور آپ نے لیکچرز بھی دئے اور کتاب بھی شائع کی اور جب آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا امن کی طرف نہیں جارہی ہے تو آپ کبھی مایوس بھی ہو جاتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک شعر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے کہا جو بڑا اچھا ہے۔

مایوس وغمزدہ کوئی اس کے سوا نہیں
قبضے میں جس کے قبضہ سیفِ خدا نہیں

جس کو اللہ تعالیٰ پہ یقین ہو وہ مایوس نہیں ہوا کرتا۔ آئرلینڈ میں مجھے کسی اخبار کے جرنلسٹ نے یہی سوال کیا تھا۔ میں نے کہا ہم give up کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم تو لگے رہیں گے اور کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ اور ایک دن آئے گا جب دنیا realize کرے گی اور ٹھیک ہو جائے گی۔ یہی ابھرتی ہوئی قوموں کا طریقہ ہے اور اسی طرح ہوتا ہے۔ مایوس ہو گئے تو بیٹھ گئے اور ختم ہو گئے۔ میں مایوس ہو گیا تو آپ لوگ بالکل ہی مایوس ہو جائیں گے۔ باقی رہ گئی خطوط کی بات۔ obama صاحب کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے اس کا ایک political adviser مجھ سے خود ملا اس نے کہا میں اس سے بات کروں گا مجھے حیرانی ہے کہ ابھی تک جواب نہیں ملا۔ کچھ عرصہ بعد اس کا جواب آیا کہ مشکل لگ رہا ہے۔ اس کے بعد پھر جواب آیا کہ ہمارے جو سرکردہ افراد تھے وہ سرجوڑ کے بیٹھے ہیں اور کہا ہے کہ اس خط کا جواب دینا بہت مشکل ہے، اس لئے جواب نہ دینا۔

کینیڈا کے پرائم منسٹر نے پہلے چھوٹا سا جواب مجھے دیا۔ اس کا ایک نائب تھا اتفاق سے مجھے ملا۔ اس سے بات ہوئی تو کچھ دن بعد پھر ذرا سا بہتر جواب آ گیا کہ ہم یہ کر رہے ہیں۔ صرف ڈیوڈ کیمرون نے مجھے ایک جواب صحیح دیا تھا کہ آپ نے مجھے لکھا ہے اور ہم اٹامک پاور کو کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم سارے جو G8 کے ملک ہیں اب G7 رہ گئے ہیں وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو کم کریں۔ رشیا کو باہر نکال دیا۔ اور 2020 تک ہم کو امید ہے کہ ہم اپنی نیوکلئر پاور کم کرتے ہوئے تیسرے حصہ تک لے جائیں گے اور اسی طرح باقی دنیا بھی کم کرے گی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، لیکن اس بیان کے باوجود بعض ممالک نیوکلیئر پاور میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ اسرائیل کے پرائم منسٹر کو بھی میں نے لکھا تھا لیکن کیا اثر ہوا؟ اس نے دو دن پہلے threat کیا اور کہا ہے کہ امریکہ نے جاپان پہ جو ایٹم بم گرایا ہے اس کو جسٹیفائی اس نے اس طرح کیا کہ اگر ہم اس طرح نہ کرتے جس سے جو لاکھوں لوگ مرے ہیں تو جنگ اس سے زیادہ لمبی ہوتی اور زیادہ لوگ مرتے۔ اس لئے اگر ہم بھی جنگ سے روکنے کیلئے ایران پہ ایٹم بم مارتے ہیں تو اس کی بھی justification ہمارے پاس ہے۔ ساتھ یہ کہہ دیا کہ ہم ماریں گے نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اس نے یہ سوال تو اٹھا دیا۔ اب incite کیا ہے ایران کو۔ اب اگر ایران کے پاس نیوکلئر پاور بننے کا potential ہے تو کیا وہ اس threat کے بعد رکے گا؟ وہ تو کریگا پھر اس کے بعد امریکہ کہے گا یہ بات تو یہ ساری بڑی طاقتیں ایران کے خلاف اکٹھی ہو جائیں گی۔ میں ایک پاگل کی مثال دیا کرتا ہوں۔ ایک پاگل ربوہ میں ہوتا تھا جو لوگوں کے خلاف بولتا تھا۔ اور یہ بات کرتا تھا کہ یہ لوگ جو بڑے طاقتور لوگ ہیں یہ مجھے گراتے ہیں اور مارتے ہیں۔ مار مار کے مجھے زمین پر گرا دیتے ہیں اور میرا گلہ دباتے ہیں۔ جب میری آنکھیں باہر نکلتی ہیں اور سانس رکتا ہے تو کہتے ہیں خبیث آنکھیں نکالتا ہے اسے اور مارو۔ یہ تو ان کا حال ہے۔ یہ پہلے مارتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ آنکھیں نکالتا ہے اور مارو۔ یہ جو ساری پالیسیاں ہیں، یہ دجّالی پالیسیاں ہیں۔

**۞ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ دنیا میں اس وقت دو بلاکس بنے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کو ان کے لیڈر یعنی Obama اور Putin سے آپ کو ملنے کا موقع ملے تو آپ ان کو کیا کہیں گے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ موقع پیدا کر دیں پھر میں بتا دوں گا کہ میں کیا کہوں گا۔

**۞ جرنلسٹ نے کہا اب آخری ایک سوال یہ ہے کہ جرمنی کیلئے آپ کا کیا پیغام ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جرمنی کیلئے میرا پیغام یہ ہے کہ جرمنی نے حوصلہ سے یورپی یونین کو سنبھالا ہوا ہے اس کو سنبھالے رکھیں تو بچتے رہیں گے۔ گو ہمارے پرائم منسٹر صاحب اس کے بڑے خلاف جا رہے ہیں۔ یہاں زیادہ بوجھ بھی جرمنی کے اوپر پڑ رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ یورپ کی اس strength کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ اب جرمنی کے بحیثیت علیحدہ ملک ہونے کا سوال نہیں رہا، بلکہ یورپ کا continent بھی ایک ملک بن چکا ہے اور مقابلہ امریکہ سے ہے۔ Economically بھی آپ نیچے جا رہے ہیں۔ ڈالر strong ہو رہا ہے اور یورو نیچے جا رہا ہے۔ اور سب سے بڑا ہتھیار اس وقت economic crisis کا ہوتا ہے۔ آپ لوگ یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہماری industry بڑی ہے۔ ہماری مارکیٹ چین میں بھی چلی گئی اور انڈیا میں بھی چلی گئی اور ایشیا اور دوسری جگہ بھی چلی گئی اور افریقہ بھی جا رہی ہے لیکن ایک حد تک یہ ہوتا ہے۔ اور اب سوال یہ بھی ہے کہ اگلوں کی purchsing پاور کس حد تک ہے۔ ان ممالک کا جہاں آپ کی انڈسٹری جا رہی ہے سیچوریشن پوائنٹ کہاں تک ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ سعودی عرب وغیرہ یا جو تیل پیدا کرنے والے ملک تھے، لوگ کہا کرتے تھے کہ بڑی لمبی گاڑیاں رکھتے ہیں اور کام کرنے کیلئے، یا سودا لینے کیلئے سُپر مارکیٹ جاتے ہیں یا بینک میں کام کرنے جا رہے ہیں تو آدھا آدھا گھنٹہ بھی پارکنگ میں کار آن رکھتے تھے اور گرم موسم میں ایئر کنڈیشننگ کو آن رکھتے تھے تاکہ کار کہیں گرم نہ ہو جائے۔ اب یہ حال ہو گیا ہے کہ چھوٹی گاڑیاں رکھتے ہیں اور ٹائر بھی اتنی جلدی نہیں بدلتے جتنا پہلے بدلا کرتے تھے اور گاڑیاں فوراً switch off کر دیتے ہیں۔ بلکہ اب ان کاروں میں automatic سسٹم آ گیا ہے جہاں آپ نے ٹریفک لائٹ کیلئے بریک لگائی وہیں کار آف ہو جائے۔ تو یہ economic crisis سب سے بڑے ہتھیار ہوتے ہیں۔ اس لئے جرمنی کو اپنی economy پہ زیادہ توجہ دے کر اس کو مضبوط کرنا چاہئے اور جرمنی کی economy کے ساتھ یورپ کی economy وابستہ ہے۔

**۞ جرنلسٹ نے کہا اور جرمن قوم کیلئے کیا پیغام ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جرمن قوم کیلئے یہی پیغام ہے کہ ایک برداشت کا حوصلہ زبردستی پیدا کر دیا ہے بہرحال ان میں جو برداشت ہے اور جو بڑا پن ہے تو جتنی قومیں یہاں آ کر آباد ہو رہی ہیں یا ہو چکی ہیں اور جرمن قوم کا حصہ بن چکی ہیں ان کو اپنی قوم کا حصہ بنائیں۔ جرمن قوم بھی تو ایک قوم نہیں ہے۔ پچھلی دو سو، چار سو سال کی history میں جائیں تو ان میں بھی مختلف قومیں شامل ہوئی ہیں۔ اس لئے بڑا پن دکھانا چاہئے اور باہر سے آنے والوں کو اپنے میں مدغم کرنا چاہئے۔ اور جو باہر سے آنے والے ہیں، کئی لاکھ ترک یا ایشین آباد ہیں ان کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ یہ سمجھیں کہ ہم اس ملک کا حصہ ہیں اور اپنے اس ملک کے ساتھ وفا سے رہنا چاہئے۔ اور جو باہر سے آنے والے اس ملک کے وفادار ہیں جرمن لوگوں کو ان کا Regard کرنا چاہئے۔

## فیملی ملاقات

انٹرویو کا یہ پروگرام چھ بجکر 23 منٹ پر ختم ہوا۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 44 فیملیز کے 187 افراد نے اور اس کے علاوہ 50 احباب نے انفرادی طور پر ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اس طرح مجموعی طور پر 237 افراد نے شرف ملاقات پایا۔

آج ملاقات کرنے والی یہ فیملیز اور احباب جرمنی کی ساٹھ جماعتوں سے آئے تھے۔ بعض احباب اور خاندان بڑے لمبے سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کیلئے پہنچے تھے۔

HONNOVER سے آنے والے احباب 350 کلومیٹر اور میونخ (MUNCHEN) سے آنے والے 395 کلومیٹر اور برلن (BERLIN) سے آنے والے 550 کلومیٹر کا لمبا سفر طے کر کے ملاقات کیلئے پہنچے تھے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم عبد الخبیر رضوان صاحب مبلغ سلسلہ (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کی تقریب ولیمہ میں شرکت فرمائی۔ اس تقریب کا انتظام بیت السبوح کے ایک ہال میں کیا گیا تھا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

☆......☆......☆

### نماز باجماعت کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’انسان اکیلی نماز زیادہ پڑھتا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز گو چھوٹی اور مختصر ہی ہو مگر اس میں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ امام کے ماتحت اعمال میں کس قدر زیادتی ہوتی ہے۔ (خطبات نور صفحہ 13-12)

طالب دُعا: برہان الدین چراغ مع فیملی ولد چراغ الدین صاحب، ننگل باغبان۔ قادیان

### احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی مخلوق کے بارہ میں غور وفکر کیا کرو لیکن اللہ کی ذات کے بارہ میں نہ سوچو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے کیونکہ تم اس کی قدرت کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ (العظمۃ جلد 1 صفحہ 215 حدیث نمبر 4_5 باب الامر بالتفکر فی آیات اللہؒ از عبد اللہؒ بن محمد اصبہانی۔ دار العلمیہ ریاض)

طالب دعا: ایڈوکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی و افراد خاندان

**آپ احمدی خواتین اُن خوش قسمت خواتین میں شامل ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور غلامِ صادق کی جماعت میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ یقیناً یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جو آپ کو ملا ہے۔ لیکن اس انعام کا فائدہ تب ہوگا جب آپ اپنے اندر وہ تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گی جو ایک مومن عورت میں ہونی چاہئیں اور جن کی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے**

## بعض رپورٹس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ جس طرح ایک احمدی کو عبادت گزار ہونا چاہئے اور جس طرح ایک احمدی کو خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل اور مکمل توکّل ہونا چاہیے وہ معیار کم ہو رہے ہیں

**جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ رہی ہے بہت سی برائیاں بھی نئے آنے والوں کے ساتھ آجاتی ہیں اس لئے شعبہ تربیت کو بہت زیادہ فعّال ہونے کی ضرورت ہے تاکہ کبھی کسی قسم کا کوئی شرک ہمارے اندر داخل نہ ہو۔ نئے شامل ہونے والوں کی جو اچھائیاں ہیں، جو خوبیاں ہیں وہ تو لیں لیکن برائیوں کی اصلاح کریں اور ساتھ ساتھ اپنی برائیوں کی بھی اصلاح کریں**

**ہر احمدی عورت یہ عزم کرے کہ اس نے ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہمیشہ بھروسہ اور توکّل رکھنا ہے۔ عابدات، قانتات، تائبات بننا ہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے آپ کو پیدا کیا ہے اس کا حق ادا کرسکیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے احمدیت کی جو نسل آپ کی گود میں بڑھ رہی ہے اس کا شمار ذریت طیّبہ میں ہو**

جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر 27 ردسمبر 2005ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (التغابن:14)

آپ احمدی خواتین اُن خوش قسمت خواتین میں شامل ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور غلامِ صادق کی جماعت میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ یقیناً یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جو آپ کو ملا ہے۔ لیکن اس انعام کا فائدہ تب ہوگا جب آپ اپنے اندر وہ تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گی جو ایک مومن عورت میں ہونی چاہئیں اور جن کی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔ جس معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں لانا چاہتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم اور ضروری چیز کیا ہے؟ وہ ایک خدا پر یقین اور ہر معاملے میں اس پر توکّل ہے۔ جب آپ کے دل اس یقین سے پُر ہو جائیں گے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی ذات ہے جس کے آگے ہر معاملے میں جھکنا ہے، ہر ضرورت کے وقت اس کے حضور حاضر ہونا ہے۔ نہ بھی ضرورت ہو تو اس کی عبادت اس کے حکموں کے مطابق کرنی ہے۔ اُسی سے مانگنا ہے اور اُسی پر توکّل کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ ایسی عورتیں کامیاب ہوں گی۔ اور اس کے ساتھ اس بات کی بھی ضمانت دی جاسکتی ہے کہ احمدیت کی نئی نسلیں نیکیوں میں سبقت لے جانے والی اور اپنے خدا پر ایمان لانے والی ہوں گی ، ان باتوں پر عمل کرنے والی ہوں گی جن کا خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، اس تعلیم پر چلنے والی ہوں گی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہمیں بتائی ہے۔ خدا کرے کہ آپ میں سے ہر ایک اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے والی ہو اور یہ خاص دن جو آپ کو میسّر آئے ہیں، ان دنوں میں آپ دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتی رہیں۔ اپنے جائزے لیتی رہیں کہ کس حد تک آپ کو خدا کی وحدانیت پر یقین ہے؟ کہاں تک آپ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل کرنے والی ہیں؟ کہاں تک آپ کے ایمان میں، آپ کے دل میں یہ بات راسخ ہے کہ جیسے بھی حالات ہو جائیں، جو بھی ہم پر گزر جائے ہم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس پر توکّل کرتے چلے جانا ہے۔

آج کل ہم اپنے ماحول میں ہر طرف دیکھتے ہیں کہ دنیا خدا کو بھلا بیٹھی ہے۔ مذہب کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ اور اس معاشرے میں رہنے کی وجہ سے قدرتی طور پر احمدی بھی کچھ نہ کچھ متأثر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مَیں نے کہا کہ ہر وقت یہ جائزے لیتے رہنے ہوں گے تاکہ اگر کبھی بھی کوئی خدانخواستہ اس ماحول سے متاثر ہو رہا ہو تو اس کو اپنی اصلاح کا موقع مل سکے۔

اپنی ملاقاتوں کے دوران جو لوگ میرے سے ملتے ہیں مَیں جائزے لیتا رہتا ہوں۔ بعض دفعہ ان جائزوں سے اور بعض رپورٹس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ جس طرح ایک احمدی کو عبادتگزار ہونا چاہیے اور جس طرح ایک احمدی کو خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل اور مکمل توکل ہونا چاہیے وہ معیار کم ہو رہے ہیں۔ ترقی کرنے والی قومیں کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے یہ نہیں کہا کرتیں کہ شائد بلّی بھی ہمیں نہیں دیکھ رہی بلکہ ہمیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنی چاہیے تاکہ اصلاح کا موقع ملے۔ اس سے پہلے کہ معاشرے کی بُرائیاں ہم تک پہنچ سکیں ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے ان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کریں۔ فی زمانہ سب سے بڑی بُرائی جو بظاہر نظر نہیں آتی اور بڑی خاموشی سے انسان پر حملہ کرتی ہے وہ شرک ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ:

"یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بُت ہو، خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو، منزّہ سمجھنا۔" یعنی اللہ تعالیٰ کی جو ذات ہے وہ ہر چیز سے بالا ہے۔ یہ جو چھوٹے چھوٹے شرک ہیں یہ حملہ آور نہ ہوں۔ اور فرمایا کہ "اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی مُعِزّ اور مُذِلّ خیال نہ کرنا، کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا۔ اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اُسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اُسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلّل اُسی سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اُسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اُسی سے خاص کرنا۔" (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 350,349)

جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے اب اگر جائزہ لیا جائے تو کتنے ہی بت ہیں جو انسان نے اپنے اندر بنائے ہوئے ہیں۔

فرمایا کئی قسم کے شرک ہیں جو تمہیں خدا تعالیٰ سے دور لے جانے کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً بعض لوگ انسان کو اللہ کا شریک بنا لیتے ہیں۔ ایک انسان کے آگے اس طرح جھک رہے ہوتے ہیں جیسے نعوذ باللہ وہ خدا ہو۔ اس کے آگے پیچھے اس طرح پھرا جا رہا ہوتا ہے جس طرح اس شخص کو خدائی کا درجہ مل گیا ہو۔ ہمارے معاشرے میں کم علمی کی وجہ سے پیروں فقیروں کے پاس جا کر ان سے مانگنے کی عادت ہے۔ احمدیوں میں تو نہیں ہے لیکن معاشرے میں، مسلمان معاشرے میں بھی اور دوسری جگہ پہ بھی دیکھ لیں بہت زیادہ ہے۔ بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ سے مانگا جائے نام نہاد پیروں سے مانگا جاتا ہے۔ بعض دفعہ جو بظاہر بڑے عقلمند لوگ ہیں، جو علم والے لوگ ہیں وہ اس شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

پھر بعض عورتیں ہیں جو گھروں میں جاتی ہیں اور اپنی باتوں سے، اپنی نیکی کے نام نہاد قصّوں سے گھر والوں کو خاص طور پر عورتوں کو اپنے فریب میں پھنسا لیتی ہیں۔ ہماری عورتیں عموماً اپنے بچوں کے معاملوں میں بڑی وہمی ہوتی ہیں جو اس قسم کی باتونی عورتوں کی باتوں میں آ کر ان کی خوب خدمت خاطر بھی کرتی ہیں، ان سے متاثر بھی ہو رہی ہوتی ہیں، ان

سے تعویذ گنڈے بھی لے لیتی ہیں۔ یہ سب لغویات ہیں بلکہ شرک ہے۔ یہ تعویذ گنڈے کرنے والی جو عورتیں ہیں اگر آپ ان کے ساتھ رہ کر جائزہ لیں تو شائد وہ کبھی نماز بھی نہ پڑھتی ہوں۔ تو جو شخص مسلمان کہلانے کے بعد نماز بھی نہیں پڑھتا، آپ اس سے کیا امید رکھتی ہیں کہ کس طرح اس کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نماز کی اتنی تاکید فرمائی، آپ نے تو اپنی ساری زندگی نماز کی پابندی فرمائی لیکن آج کل کے یہ پیر فقیر اور اس قسم کی جو عورتیں ہیں وہ اپنے آپ کو کہتی ہیں کہ نہیں جی ہم نے تو خدا کو پالیا ہے اس لئے ہمیں عبادتوں کی ضرورت نہیں۔ یہ سب ڈھکوسلے، دھوکے اور فریب ہوتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے یہ باتوں میں ایسے الجھاتی ہیں کہ اکثر عورتوں کی مت بالکل ماری جاتی ہے۔ یہاں آ کے عقل ختم ہوجاتی ہے۔ عموماً احمدی عورت ان فضولیات سے آزاد ہے۔ بعض جگہ سے یہ شکایات آتی ہیں کہ احمدی عورتیں بھی بعض دفعہ ان تعویذ گنڈے کرنے والی عورتوں کے دام میں پھنس جاتی ہیں۔

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے اپنی والدہ کے بارہ میں لکھا ہے کہ ان کے بیٹے پیدا ہوتے تھے اور فوت ہوجاتے تھے۔ ایک دن ایک بیٹے کو جو چھوٹا سا بچہ تھا نہلا رہی تھیں۔ یہ بچہ صحتمند بھی تھا اور یہ ایک بچہ تھا جو اس عمر تک پہنچا تھا۔ انہوں نے نہلاتے ہوئے دیکھا کہ اسی طرح کی ایک عورت جو تعویذ گنڈے کیا کرتی تھی اور لوگوں کو اپنی بددعاؤں سے ڈرایا دھمکایا کرتی تھی وہ سامنے کھڑی ہے۔ اس عورت نے حضرت چوہدری صاحب کی والدہ کو کہا کہ اگر اس بچے کی زندگی چاہتی ہو تو جو کچھ میرا مطالبہ ہے مجھے دو۔ اس نے کچھ مانگا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ چاہے یہ بچہ زندہ رہے یا مر جائے مگر مَیں اس قسم کا شرک نہیں کروں گی۔ جو کچھ بھی مانگنا ہے میں تو خدا سے مانگتی ہوں۔ اگر تم نے اور طرح مانگنا ہے، غریب ہو اور مدد چاہتی ہو تو لے لو، مدد کرنے کو تیار ہوں۔ وہ غریبوں کی بہت مدد کیا کرتی تھیں۔ لیکن یہ کہہ کر کہ اس بچے کی زندگی اور موت میرے ہاتھ میں ہے تم مانگو اور میں تمہیں کچھ دوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں شرک کر رہی ہوں۔ یہ مَیں کبھی نہیں کروں گی۔ اللہ تعالیٰ شاید حضرت چوہدری صاحب کی والدہ کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ بہرحال یہ عورت ابھی ان کے گھر سے باہر نہیں نکلی تھی کہ کسی وجہ سے بچے کو دورہ پڑا یا طبیعت خراب ہوئی یا جو بھی ہوا اور بچہ نہاتے نہاتے ہی ان کے ہاتھوں میں فوت ہوگیا۔ اگر کوئی اللہ کی عبادت نہ کرنے والی اور اس پر کامل ایمان نہ لانے والی عورت ہوتی تو وہ ڈر جاتی اور شاید اس عورت کو بلا کر معافی بھی مانگتی۔ لیکن اس صابرہ ماں نے اِنَّالِلّٰہ پڑھا اور بچے کے باپ کو بلا کر اس بچے کو دفنانے کے لئے بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت چوہدری صاحب کی والدہ کو اس صبر کے بعد ایسا نوازا کہ ان کے کئی بیٹے پیدا ہوئے جنہوں نے بڑی عمر پائی اور جو صاحبِ اولاد ہوئے۔ پھر ان کے ہاں حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ جیسا بیٹا پیدا ہوا جنہوں نے لمبی زندگی بھی پائی اور دنیا میں خوب شہرت بھی پائی، بڑا نام کمایا۔ تو اگر ایسے ابتلاء یا امتحان آئیں اور ان سے اس حد تک ڈر یا خوف ہو کہ میری شامتِ اعمال ہے تو یہ ابتلاء اللہ تعالیٰ کے آگے مزید جھکانے والا ہونا چاہئے، نہ کہ بندوں کے آگے جھکانے والا۔

پھر ہمارے معاشرے میں (یعنی) جماعت کے باہر جو معاشرہ ہے اس میں زندہ انسانوں کے علاوہ مردہ پرستی بھی بہت ہے۔ یہاں ہندوستان میں بھی دیکھ لیں اور پاکستان میں بھی دیکھ لیں پیروں فقیروں کی قبروں پہ جاتے ہیں اور وہاں مرادیں مانگتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو کہیں پتہ نہیں اللہ والے ہوتے بھی ہیں یا نہیں لیکن بعض بزرگ جنہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے کرتے گزار دی، شرک کے خلاف جہاد کرتے گزار دی ان کی قبروں کو خدا کے مقابل پر کھڑا کر دیتے ہیں۔ اب ان قبروں کو بھی لوگوں نے شرک کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور ان کے مجاوروں نے کمائی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ کسی بزرگ کے مزار پر آپ چلے جائیں یہ نظارے آپ کو نظر آئیں گے۔ جماعت میں جو نئے آنے والے مرد ہیں یا عورتیں ہیں، جو بیعت کر کے شامل ہو رہے ہیں ان میں سے بعض ایسے معاشرے سے بھی آئے ہوں گے جن کی اس قسم کی عادتیں ہوں گی۔ عادتیں پکّی ہوجاتی ہیں اور خدا سے زیادہ ان پیروں فقیروں اور قبروں پر اعتقاد اور اعتماد ہوتا ہے، اس لئے یہ خطرہ رہتا ہے کہ جب اس طرح جماعت میں شمولیت ہو رہی ہو تو ایسے لوگ دوسرے کم علم والوں کو بھی متاثر نہ کر دیں۔ اس لئے لجنہ کے نظام کو تربیت کے معاملے میں بہت فعّال ہونا چاہیے۔ معمولی سی بھی کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس سے شرک کی بُو آتی ہو۔ ان نومبایعات کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔ جو پرانی احمدی ہیں ان کے بھی جائزے لیتی رہیں۔ وہ خود بھی اپنے جائزے لیتی رہیں کہ کس حد تک وہ احمدیت میں رہ کر خدا کے قریب ہو رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد تو بندے کو خدا کے قریب لانا تھا جس کو دنیا بھول چکی تھی۔ یہ جو نئی شامل ہونے والی ہیں ان میں سے کچھ تو بالکل دیہاتی ماحول سے آئی ہوئی ہیں۔ ان کی تربیت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ان میں سے جو پڑھی لکھی ہیں ان کو خود سوچنا چاہیے کہ ایک طرف تو عقل یہ کہتی ہے اور ہم اس کو سمجھتے ہیں کہ خدا ہی ہے جس کے ہاتھ میں زندگی اور موت ہے۔ خدا ہی ہے جو سب قدرتوں کا مالک ہے۔ خدا ہی ہے جو ربّ العالمین ہے۔ تمام کائنات کی ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ پھر اِن نام نہاد پیروں فقیروں یا قبروں کے چکّر میں کیوں پڑا جائے۔ خود عقل کرنی چاہیے، سوچنا چاہیے اور اس لحاظ سے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں، مجھے کسی نے بتایا کہ پاکستان میں ایک نئی بیعت کرنے والی عورت تھی یا شاید احمدیت کے قریب تھی بہرحال اس نے احمدی عورت کو اپنا بچہ دکھایا اور کہا کہ یہ مجھے داتا صاحب نے دیا ہے۔ تو احمدی عورت نے اس سے کہا کہ اولاد تو خدا دیتا ہے کسی مرے ہوئے میں بلکہ کسی زندہ میں بھی یہ طاقت کہاں ہے کہ کسی کو اولاد دے سکے۔ تو اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں مَیں کئی سال خدا سے مانگتی رہی۔ (اب کس طرح مانگتی رہی یہ تو نہیں پتہ) میری اولاد نہیں ہوئی اور پھر صرف ایک دفعہ میں داتا صاحب کے مزار پر گئی اور میں نے بیٹا مانگا تو میرے یہ بیٹا پیدا ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ بعض دفعہ آزماتا بھی ہے، دیکھتا ہے کہ کسی میں کتنا ایمان ہے۔ اور بعض دفعہ قانونِ قدرت کے تحت ویسے ہی ایک چیز مل جاتی ہے جس کو انسان سمجھ رہا ہوتا ہے کہ شاید مجھے فلاں جگہ سے مل گئی۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں ہی تمہیں اولاد دیتا ہوں۔ یہ قدرت صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، کسی اور کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ تو یہ ایسے شرک ہیں جو عورتوں میں ان کی طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا اب جبکہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ رہی ہے بہت سی برائیاں بھی نئے آنے والوں کے ساتھ آجاتی ہیں اس لئے شعبہ تربیت کو بہت زیادہ فعّال ہونے کی ضرورت ہے تاکہ کبھی کسی قسم کا کوئی شرک ہمارے اندر داخل نہ ہو۔ نئے شامل ہونے والوں کی جو اچھائیاں ہیں، جو خوبیاں ہیں وہ تو لیں لیکن برائیوں کی اصلاح کریں اور ساتھ ساتھ اپنی برائیوں کی بھی اصلاح کریں۔

جو نئے احمدی ہو رہے ہیں ان کے دل میں یقیناً کوئی نہ کوئی نیکی ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دیا ہے کہ جماعت میں شامل ہوجائیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ وہ صرف سرتاپا برائیاں ہی ہیں اور ان میں کوئی نیک نہیں اور ہم سب نیک ہیں یہ بھی غلط ہے۔ بہت ساری نیکیاں ان میں ہوں گی جو آپ میں یعنی پرانے احمدیوں میں نہیں ہیں۔ اور بہت بڑی نیکی ان کی یہ ہے کہ آج کل کے حالات کے باوجود انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبّیک کہتے ہوئے اس زمانے کے مسیح و مہدی کی آواز کو سنا اور اس کو مانا۔ مسلمانوں میں سے بہت سارے شامل ہوئے ہیں جنہوں نے اللہ کے رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس مسیح و مہدی کو مان کر اس کو سلام پہنچایا۔ یقیناً یہ ان کی نیک فطرت ہے جس کی وجہ سے ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا بعض معاشرے کی برائیاں اثرانداز ہو رہی ہوتی ہیں جن کا بعض دفعہ احساس نہیں ہوتا تو ان کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے، اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو بیعت کروانے والی ہیں، جو تربیت کرنے والی ہیں ان کو خود بھی اپنی اصلاح کا موقع ملے گا۔ ان کو خود بھی ان کے لئے دعاؤں کا موقع ملے گا۔ جب بھی آپ کسی کی تربیت کریں تو اس کے لئے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بہتر رنگ میں اس مقام کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے لئے اس نے جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے۔ اور جب آپ دوسرے کے لئے دعا کر رہی ہوں گی تو یقیناً آپ کے دل میں بھی خیال آئے گا کہ میں اپنے جائزے بھی لوں کہ آیا میں اس مقام تک پہنچ گئی ہوں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

پھر اپنے نفس کا شرک ہے، اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ہے جس سے تکبّر پیدا ہوتا ہے۔ کل میں نے اس بارے میں تفصیل سے بتایا تھا کہ چالاکیاں، ہوشیاریاں، مکر، فریب، دغا، جھوٹ یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو شرک کی طرف لے جانے والی ہیں۔

اب جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بتوں کی پلیدی کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (الحج: 31) یعنی پس بتوں کی پلیدی سے اعراض کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔ بعض دفعہ انسان جھوٹ کو اپنی جان بچانے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ بعض دفعہ کسی مفاد کے اٹھانے کے لئے غلط بات کہہ دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ معمولی سی غلط بات ہے، یہ جھوٹ نہیں ہے۔ حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم مٹھی بند کر کے اپنے بچے کے سامنے رکھتے ہو اور کہتے ہو کہ بتاؤ اس مٹھی میں کیا ہے اور اس میں کچھ نہ ہو، خالی ہاتھ ہو تو یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔ بیٹوں بیٹیوں کے رشتوں میں جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے۔ خاص طور پر جو لڑکے والے ہیں بہت غلط بیانی کرتے ہیں اور پھر باہر بچیوں سے رشتے طے ہوجاتے ہیں یا طے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مَیں بتادوں کہ یہ یہاں سے بھی ہوتا ہے اور پاکستان سے بھی۔ اور اب ایسے کیسز میں بہت زیادہ اضافہ ہونے لگ گیا ہے۔ بہرحال ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہے تاکہ یہ باتیں نہ بڑھیں۔ جب لڑکے کو شہریت مل جاتی ہے تو پھر لڑکی پر اور لڑکی کے ذریعے اس کے والدین پر ظلم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان سے کئی مطالبے شروع ہوجاتے ہیں۔ پھر تعلیم کے بارے میں غلط معلومات لڑکی والوں کو دی جاتی ہیں۔ رشتے کرنے کے لئے جھوٹ بولے جاتے ہیں۔ لڑکے کی نوکری کے بارے میں غلط معلومات لڑکی والوں کو دی جاتی ہیں۔ غرض کہ ایسے لوگ ہر قدم پر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اور عموماً دیکھا گیا ہے کہ اِس معاملے میں مائیں بچوں کی زیادہ طرف داری کر رہی ہوتی ہیں۔ جب ایسے معاملات جماعت کے پاس آتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ ماؤں نے ہی غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ ایسی مائیں ہیں جو شادیاں کروانے کے بعد لڑکوں کے گھروں میں فساد پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔

گو یا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے صحیح بات کہنے کی بجائے جھوٹ پر انحصار کرتے ہیں جبکہ رشتوں کے وقت تقویٰ اور قولِ سدید یعنی صاف ستھری اور کھری بات جس میں کوئی جھول نہ ہو کہنے کا، بہت زیادہ حکم آیا ہے۔ بہر حال اس طرح جھوٹ پر انحصار کیا جاتا ہے تو یہ بھی ایک شرک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہیے کیونکہ جھوٹ فسق وفجور کا باعث بن جاتا ہے اور فسق وفجور سیدھا آگ کی طرف لے جانے والے ہیں۔ اور یہ آگ جو ہے یہ صرف مرنے کے بعد کی آگ نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ پھر اس دنیا میں بھی فسق و فجور کی وجہ سے آگ میں پڑے ہوتے ہیں اور جل رہے ہوتے ہیں۔ ایسے گھروں کے سکون برباد ہوجاتے ہیں۔ برکتیں اٹھ جاتی ہیں۔ فسق و فجور کا مطلب ہی یہی ہے کہ بد اعمالی۔ اور دنیا میں دیکھ لیں کہ جھوٹ بولنے والے ایک کے بعد دوسرا گناہ کرتے چلے جاتے ہیں اور بد اعمالیوں کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح جو ایک جھوٹ ہے وہ کئی بد اعمالیوں کے بچے پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ ”بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ یعنی جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے“۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 361)

پس یہ کتنی خطرناک تنبیہ ہے۔ ایک احمدی برداشت نہیں کرسکتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا کہ خدا اس سے چھوٹ جائے۔ اگر خدا ہی ہمارے ساتھ نہیں تو پھر ہمارے پاس رہ ہی کیا گیا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ سے تعلق قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ سچائی کا دامن کبھی نہ چھوڑو اور جیسے بھی حالات ہوں، کتنی بھی منفعتیں حاصل ہونے کا امکان ہو، کسی احمدی کو کبھی جھوٹ کے قریب بھی نہیں پھٹکنا چاہیے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ تمام قدرتوں کا مالک ہے۔ وہ سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ کوئی چیز بھی اس کے قانونِ قدرت سے بالا اور باہر نہیں ہے۔ جب سب کچھ وہی ہے تو پھر کون عقلمند انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ اس کے دامن سے علیحدہ ہو کر ہم کوئی مفاد حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ وہی رازق ہے، رزق دینے والا ہے۔ اپنے سچے اور وفادار کو وہی رزق دیتا ہے۔

عورتوں میں طبعاً ایک یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ ان کے حالات بہتر ہوں، پیسے کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے، ایک دوسرے کو دیکھ کر توجہ پیدا ہوتی ہے کہ ہمارے پاس ویسی چیز ہو، اُس سے بہتر چیز ہو۔ اگر نیکیوں کی طرف توجہ دیں گی تو اللہ تعالیٰ آپ میں ایک تو قناعت پیدا کرے گا۔ دوسرے آپ کی ضروریات پوری کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تو اپنے کامل مومن اور تقویٰ پر چلنے والوں کو ایسی ایسی جگہوں اور طریقوں سے رزق دیتا ہوں کہ جو اس کی سوچ سے بھی باہر ہیں۔ انسان کی سوچ وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتی۔ جیسا کہ فرمایا: وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق: 4) یعنی وہ اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا اور جو اللہ پر توکّل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے، اس کی عبادت کرنے والے، اس کے حضور جھکنے والے، اللہ تعالیٰ کی خشیت دل میں رکھنے والے ہیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مَیں رزق بھی دوں گا اور دنیاوی اور روحانی فائدے بھی ملیں گے۔ روحانی اور جسمانی ہر طرح کے رزق مہیا ہوں گے۔ جب ایک انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہو پھر کسی اور کے آگے جھکنا، جھوٹ کا سہارا لینا، کسی کو اپنا رازق سمجھنا، ان باتوں کو جہالت اور بے وقوفی کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

پھر ہر وقت یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ تمام عزّتوں کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر اللہ نہ چاہے تو کوئی انسان نہیں جو کسی دوسرے انسان کو عزت دے سکے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء: 139) کہ سب کی سب عزت اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اگر عزت بھی حاصل کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والی بنیں۔ اس سے ہمیشہ مدد مانگیں۔ جب آپ عابدات بن کے اس سے مدد مانگ رہی ہوں گی، اس پر توکّل کر رہی ہوں گی تو جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے روحانی ترقی کے بھی سامان کر رہی ہوں گی اور دنیاوی ترقی کے بھی سامان کر رہی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے بہترین عورت کی جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں وہ یہ ہیں کہ مسلمات ہوں۔ اسلام قبول کیا ہے تو اس کو سمجھ رہی ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر چلنے والی ہوں۔ مومنات ہوں۔ ایمان میں یہاں تک کامل ہوں کہ کبھی کوئی ابتلاء یا کوئی امتحان بھی آپ کے پائے ثبات میں لغزش لانے والا نہ ہو۔ آپ کو کبھی خدا تعالیٰ سے دُور کرنے والا نہ ہو بلکہ اور زیادہ خدا کے قریب لانے والا اور اس کے آگے جھکانے والا ہو۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا جیسے بھی حالات ہوجائیں آپ کے ایمان میں ہلکا سا بھی جھول نہ آئے۔ پھر یہ کہ قانتات ہوں۔ فرمانبرداری میں بڑھی ہوئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی فرمانبردار ہوں۔ اللہ کے رسول کے حکموں کی اطاعت کرنے والی ہوں۔ نظامِ جماعت کی اطاعت کرنے والی ہوں۔ جب ہم ایک نظام کے تحت چل رہے ہوں گے تو تب ہی ہم ترقی کرسکتے ہیں۔ تائبات ہوں۔ توبہ کرنے والی ہوں۔ اپنے گزشتہ گناہوں اور غلطیوں کی خدا تعالیٰ سے بخشش طلب کر رہی ہوں اور آئندہ اس عزم کا اظہار کر رہی ہوں کہ تمام گزشتہ کوتاہیوں اور غلطیوں سے محفوظ رہنے کی کوشش کریں گی۔ صحیح توبہ تب ہی ہوتی ہے جب تمام بدعات جو مختلف قسم کی عورتوں میں رائج ہو جاتی ہیں ان سے بچنے کی کوشش کریں گی۔ ہمارے اس مشرقی معاشرے میں ہر علاقے کی، ہر قبیلے کی، ہر خاندان کی مختلف رسومات ہیں جو بعض دفعہ بوجھ بن جاتی ہیں اور یہی بوجھ ہیں جو بدعات ہیں۔ ان کی اس طرح پابندی کی جاتی ہے جس طرح یہ دین کا کوئی حصہ بن چکی ہیں حالانکہ دین تو سادگی سکھاتا ہے۔ اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے ہوئے، اس سے مدد مانگنے والی ہوں۔ عابدات ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی ہوں اور سب شرکوں سے اپنے آپ کو پاک کرنے والی ہوں۔ صالحات ہوں۔ روزے رکھنے والیاں اور اپنے روحانی مقام کو بڑھانے کے لئے عبادتوں کی طرف توجہ دینے والیاں ہوں۔

پس اگر احمدی عورتیں ان خصوصیات کی حامل ہو جائیں۔ ہر لمحہ اور ہر آن صرف خدا تعالیٰ کی ذات ان کے پیشِ نظر ہو۔ ہر قسم کی برائیوں سے بچنے والی ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں احمدیت کی آئندہ نسلوں کے روشن مستقبل کی ضمانت ملتی رہے گی۔ عورت کو جو مقام دیا گیا ہے کہ اس کے پاؤں کے نیچے جنّت ہے صرف اولاد کو حکم نہیں ہے کہ ماں کی عزت کرو اور جنت کماؤ بلکہ ماؤں کو حکم ہے کہ تم بھی اُن خصوصیات کی حامل بنو جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں اور اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرو کہ وہ جنّت میں جانے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والی ہو۔ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے والی ہو۔ نظامِ جماعت کا احترام کرنے والی ہو۔ ہر قسم کی لغویات سے پرہیز کرنے والی ہو۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والی ہو۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا یہ نہیں کہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے اولاد کی شادیاں کرلیں اور مقصد حاصل کر لئے اور پھر فساد پیدا کردیا۔ جب آپ کی تربیت اور آپ کے اپنے عمل کی وجہ سے ایسی اولادیں پیدا ہوں گی جو عبادت گزار بھی ہوں، اللہ کا خوف رکھنے والی بھی ہوں اور بندوں کے حقوق ادا کرنے والی بھی ہوں تو اس جہان میں بھی ایک جنت نظیر معاشرہ قائم ہوگا اور آئندہ زندگی میں بھی آپ اور آپ کی اولادیں خدا تعالیٰ کی جنت کی وارث ہوں گی۔

پس ہر احمدی عورت یہ عزم کرے کہ اس نے ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہمیشہ بھروسہ اور توکّل رکھنا ہے۔ عابدات، قانتات، تائبات بننا ہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے آپ کو پیدا کیا ہے اس کا حق ادا کرسکیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے احمدیت کی جو نسل آپ کی گود میں بڑھ رہی ہے اس کا شمار ذریت طیّبہ میں ہو، نہ کہ ان میں جو شیطان کی گود میں جا پڑتے ہیں۔

بچوں کی طرف خاص توجہ کریں۔ بحیثیت گھر کے نگران کے ہر عورت اپنے بچوں کے بارے میں جوابدہ ہوگی۔ پس اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تمہیں نگران بنایا گیا تھا تم نے ان کی اچھی طرح تربیت کیوں نہیں کی۔ اس کام کو کوئی معمولی کام نہ سمجھیں۔ عورت کا صرف یہ کام نہیں ہے کہ گھر میں کھانا پکا دیا اور خاوند کے کپڑے دھو دیئے اور استری کر دیئے اور بچوں کو سکول بھیج دیا بلکہ آپ نے ان کی تربیت میں بھی مکمل طور پر حصہ لینا ہے۔

آج کل کی برائیوں میں سے ایک برائی ٹی وی کے بعض پروگرام ہیں، انٹرنیٹ پر غلط قسم کے پروگرام ہیں، فلمیں ہیں۔ اگر آپ نے اپنے بچوں کی نگرانی نہیں کی اور انہیں ان لغویات میں پڑا رہنے دیا تو پھر بڑے ہو کر یہ بچے آپ کے ہاتھ میں نہیں رہیں گے۔ پھر وہی مثال صادق آئے گی جب ایک بچے کی ہر غلط حرکت پر ماں اس کی حمایت کیا کرتی تھی۔ ہوتے ہوتے وہ بہت بڑا مجرم بن گیا، قاتل بن گیا۔ آخر پکڑا گیا اور اس کو سزا ملی۔ سزا کے بعد جب اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے کہا میں اپنی ماں سے علیحدگی میں ملنا چاہتا ہوں۔ اس کا کان میرے قریب کرو۔ زبان میرے قریب کرو میں اسے پیار کرنا چاہتا ہوں۔ اور پیار کرتے ہوئے اس نے اس کی زبان کاٹ لی۔ لوگوں نے کہا اے ظالم، تم ساری عمر ظلم کرتے رہے ہو، آخری وقت میں بھی تم نے یہ نہیں چھوڑا۔ تو اس شخص نے کہا کہ اگر میری یہ ماں بچپن میں میری اصلاح کرتی رہتی تو آج میں یہ حرکت نہ کرتا۔ اور آج پھانسی کا پھندا میرے گلے میں نہ ڈالا جاتا۔ جب بھی میں کوئی غلط حرکت کر کے آتا تھا تو میری ماں میری حمایت کیا کرتی تھی اور اس حمایت کی وجہ سے مجھ میں اور جرأت پیدا ہوتی چلی گئی اور یہاں تک نوبت پہنچی۔ اس لئے کبھی یہ نہ سمجھیں کہ معمولی سی غلطی پر بچے کو کچھ نہیں کہنا، ٹال دینا ہے، اسکی حمایت کرنی ہے۔ ہر غلطی پر اس کو سمجھانا چاہیے۔ آپ کے سپرد صرف آپ کے بچے نہیں ہیں، قوم کی امانت آپ کے سپرد ہے۔ احمدیت کے مستقبل کے معمار آپ کے سپرد ہیں۔ ان کی تربیت آپ نے کرنی ہے۔ پس خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے اپنے عمل سے بھی اور سمجھاتے ہوئے بھی بچوں کی تربیت کریں۔ اور پھر میں کہتا ہوں اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اپنے عہدِ بیعت کو جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے کیا ہے پورا کریں۔ اپنے آپ کو بھی دنیاوی لغویات سے پاک کریں۔ عابدات بنیں اور اپنے بچوں کے لئے بھی جنت کی ٹھنڈی ہواؤں کے سامان پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5 رجون 2015ء)

☆......☆......☆

# رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآنِ مجید کی اہمیت وآداب

(حافظ سید رسول نیاز، مبلغ سلسلہ، دفتر نشر واشاعت قادیان)

قرآن کتابِ رحماں ،سکھلائے راہِ ایماں
جو اِس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں

اکثر اہلِ علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ غارِ حرا میں ۲۵ یا ۲۷ رمضان المبارک کو سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات نازل ہوئیں۔سنِ عیسوی کے حوالے سے یہ ۶۱۰ء کا واقعہ ہے۔جبلِ حِرا، جسے جبلِ نُور بھی کہتے ہیں، مکہ سے تقریباً ۳ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔اس کی ایک غار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثتِ رسالت سے قبل عبادت کیلئے جایا کرتے تھے۔غارِ حرا میں نزولِ قرآن کی اس مبارک ابتداء کے بعد اس بابرکت وحی کا سلسلہ مسلسل ۲۳ سال جاری رہا۔ اِس حوالے سے ہم رمضان المبارک کو نزولِ قرآن کی سالگرہ کہہ سکتے ہیں۔ ہر سال رمضان المبارک کی آمد سے یہ خوشگوار یاد تازہ ہوجاتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِىۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ (البقرۃ186)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ (مبارک مہینہ) ہے جس میں قرآنِ کریم انسانوں کیلئے عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کردینے والے امور ہیں۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان اور قرآنِ کریم کا باہم ایک گہرا تعلق ہے۔جب کامل انسان کی روحانی تڑپ انتہا کو پہنچی تو ماہِ رمضان میں قرآنِ کریم کا نزول ہوا۔رمض کے معنے ہی گرمی کے ہیں جس سے رمضان نکلا ہے۔جب دُنیا پر سخت تاریکی چھاگئی تو رحمتِ عالم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی دن اور کئی راتیں غارِ حرا میں خدا کی رحمت کو جذب کرنے کیلئے عبادت وریاضت میں گزاریں تب ارحم الراحمین خدا نے آپؐ کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے قرآنِ کریم کا نزول فرمایا۔

رمضان میں تلاوتِ قرآنِ کریم سے متعلق حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ كَانَ جِبۡرِيۡلُ يَعۡرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ الۡقُرۡآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرَضَ عَلَيۡهِ مَرَّتَيۡنِ فِي الۡعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيۡهِ ۔(صحیح البخاری, کتاب فضائل القرآن) کہ جبرائیل ہر سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک مرتبہ قرآنِ مجید کا دور کیا کرتے تھے لیکن جس سال حضور کی وفات ہوئی اُس میں آپ نے نبی کریمؐ کے ساتھ دومرتبہ تلاوت کا دور مکمل کیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرآنِ کریم کا دور اور دہرائی کیلئے باقی گیارہ ماہ کو چھوڑ کر صرف رمضان کو اختیار کرنا بتاتا ہے کہ اِس ماہ میں تلاوتِ قرآنِ کریم خدا تعالیٰ کو خاص محبوب ہے۔اور اُس کے حضور اِس کا عظیم مقام اور درجہ ہے۔پس واضح ہے کہ ماہِ رمضان کا قرآنِ کریم سے ایک تعلق لا ینفک ہے۔رسولِ کریمؐ کی اتباع میں رمضان المبارک میں کم از کم ایک مرتبہ قرآنِ کریم کا ایک دور مکمل کرنے کی سنّت آپؐ کے زمانہ سے چلی آرہی ہے۔اِس کے علاوہ نفل نماز میں بھی قرآنِ کریم کا ایک دور ہے۔ یہ مبارک عادت حضرت عمرؓ کے دور سے نمازِ تراویح کی شکل میں باقاعدہ جاری ہے۔صدیوں سے اِس پر عمل ہورہا ہے کہ رمضان میں حفاظِ کرام قرآنِ کریم سناتے ہیں۔گویا حفاظ کیلئے یہ ماہ ریفریشر کورس کا وقت ہے۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’ہر رمضان میں ساری دُنیا کی ہر بڑی مسجد میں سارا قرآنِ کریم حافظ لوگ حِفظ سے بلند آواز کے ساتھ ختم کرتے ہیں ۔ایک حافظ امامت کراتا ہے اور دوسرا حافظ اُس کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے تاکہ اگر کسی جگہ بھول جائے تو اُس کو یاد کرائے۔اِس طرح (اِس ایک ماہ میں ہی) ساری دُنیا میں لاکھوں جگہ قرآن کریم صرف حافظہ سے دہرایا جاتا ہے۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۲۷۷)

صبح فجر کے وقت تلاوتِ قرآنِ کریم کو اللہ تعالیٰ نے مقبول عمل قرار دیا ہے۔لفظ قرآن کا مطلب ہے بار بار اور کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب۔تلاوتِ قرآنِ کریم کی اہمیت کے بارے آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔أَعۡبُدُ النَّاسِ أَكۡثَرُهُمۡ تِلَاوَةً لِلۡقُرۡآنِ کہ لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہی کثرت سے قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والے ہیں۔

(کنزل العمال جلد ا ص ۲۵۷)

پھر فرمایا کہ ’’اے قرآنِ کریم پر ایمان رکھنے والو! قرآنِ کریم کو اپنا تکیہ بنا کر نہ رکھو، بلکہ دن اور رات کی مختلف گھڑیوں میں اِس طرح اُس کی تلاوت کیا کرو ،جیسا کہ تلاوت کرنے کا حق ہے ،اور اُس کو پھیلاؤ، اور اُس کو سنوار کر پڑھا کرو اور جو کچھ اُس میں ہے اُس پر تدبر کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ اور اِس تلاوت کا اجر جلدی نہ مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس کا عظیم ثواب اور معاوضہ مقدر ہے۔‘‘ (شعب الایمان)

پھر ایک جگہ حضرت معاذ بن انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مَنۡ قَرَأَ أَلۡفَ آيَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُتِبَ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا إِنۡ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى۔ (مسند أحمد, کتاب مسند المكيين) کہ جس نے خالصۃً اللہ کی رضا کیلئے ایک ہزار آیات تلاوت کیں وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین میں لکھا جائے گا اور یہ کیا ہی اچھی رفاقت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے ابدی شریعت اور خاتم الکتب کو رمضان المبارک میں نازل فرمایا ہے۔اِسی لئے بزرگانِ دین نے خاص طور پر ماہِ رمضان میں رات دن تلاوتِ قرآنِ کریم میں مشغول رہنے کو اپنا نصب العین بنالیا تھا۔اِس ماہ میں تلاوتِ قرآنِ کریم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’پس رمضان کلامِ الٰہی کو یاد کرانے کا مہینہ ہے۔ اِسی لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اِس مہینہ میں قرآنِ کریم کی تلاوت زیادہ کرنی چاہئے ۔اور اِسی وجہ سے ہم بھی اِس مہینہ میں درسِ قرآن کا انتظام کرتے ہیں۔ دوستوں کو چاہئے کہ اِس مہینہ میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کیا کریں۔اور قرآنِ کریم کے معانی پر غور کیا کریں تاکہ اُن کے اندر قربانی کی روح پیدا ہو جس کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی۔‘‘

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ آیت ۱۸۶)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’قرآنِ کریم جو کہ ایک کامل اور مکمل شرعی کتاب ہے، اس مہینے میں اتاری گئی ہے۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال جتنا قرآن نازل ہوا ہوتا تھا رمضان میں اُس کی دہرائی کرواتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے جو رمضان تھا اس میں دو دفعہ دہرائی کروائی گئی۔تا بتایا کہ اِس میں ایک عظیم ہدایت ہے اس لئے تم بھی اِس مہینے میں اِس کو غور سے پڑھا کرو،اس کا ترجمہ پڑھو۔ اور جہاں جہاں درس کا انتظام ہے وہاں لوگ درس بھی سنیں۔کیونکہ بعض باتوں کا ہر ایک کو پتہ نہیں لگ رہا ہوتا۔تو تمہیں اس کا گہرا فہم، ادراک اور سمجھ بوجھ حاصل ہوگی۔اور تمام امور اور تمام احکامات کی وضاحت ہوگی جن کو تم اپنی زندگیوں کا حصہ بنا سکتے ہو۔‘‘ (خطبہ جمعہ ۱۵راکتوبر ر ۲۰۰۴)

## تلاوتِ قرآنِ کریم کے آداب

اک سحر ہے اعجاز ہے یہ پاک صحیفہ
جس گھر میں یا سینہ میں ہے برکت کیلئے ہے

رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک خاص اور مقبول عمل ہے۔قمر الانبیاء سیدنا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔’’اِس مہینہ میں قرآنِ کریم کی تلاوت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔اور بہتر یہ ہے کہ دو دور مکمل کئے جائیں۔ورنہ کم از کم ایک تو ضرور ہو۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ ۹ر مارچ ر ۱۹۶۰)

مسلمان عموماً رمضان المبارک میں کثرت کے ساتھ تلاوتِ قرآنِ کریم میں مشغول رہتے ہیں۔لھٰذا اِس دوران تلاوتِ قرآنِ کریم کے ظاہری و باطنی آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَتۡلُوۡنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ ؕ (البقرۃ:۱۲۲) کہ حقیقی مؤمن وہ ہیں، جن کو ہم نے کتاب دی، وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔تلاوتِ قرآنِ مجید کے آداب خود قرآنِ مجید سکھاتا ہے۔

(1) مثلاً تلاوت کرنے سے قبل ظاہری و باطنی پاکیزگی لازمی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ ۔ (الواقعہ:۸۰) سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے کوئی اسے چھونہیں سکتا۔

(2) تلاوت سے قبل شیطانی وساوس سے بچنے کی ہدایت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ (النحل:۹۹) پس جب تُو قرآن پڑھے تو دھتکارے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ۔

(3) تلاوتِ قرآنِ کریم کے وقت مکمل خاموشی اختیار کرنے کا ادب بھی ہمیں سکھایا گیا ہے۔جیسا کہ خود قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَاِذَا قُرِئَ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ وَاَنۡصِتُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ (الاعراف 205) یعنی اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔قرآنِ کریم کی اِن تعلیمات کے مطابق خود رسولِ کریمؐ نے صحابہ کرامؓ کو خاموشی سے قرآن سننے کی اِن الفاظ میں ترغیب فرمائی۔ إِنَّ الَّذِي يَقۡرَأُ الۡقُرۡآنَ لَهُ أَجۡرٌ وَإِنَّ الَّذِي يَسۡتَمِعُ لَهُ أَجۡرَانِ۔ (سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن) یعنی جو قرآنِ کریم کی تلاوت کرتا ہے اُس کیلئے ایک اجر ہے اور جو غور سے سنتا ہے اُس کیلئے دُوہرا اجر ہے۔

(4) پھر قرآنِ کریم ہاتھ میں لیکر دُنیاوی گفتگو یا فضول باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔قرآنِ کریم کے نسخہ کو پورے ادب واحترام سے پکڑیں۔اور خیال رکھا جائے کہ قرآنِ کریم لیکر کسی کی پیٹھ کے پیچھے نہ بیٹھیں۔

(5) ایک دن میں کتنی مقدار میں قرآنِ کریم کی تلاوت کی جائے اِس سلسلہ میں خود حاملِ قرآن آنحضرتؐ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے بارے میں آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ وہ ہر رات قرآنِ کریم کا ایک دور مکمل کرتے ہیں تو اُن سے آپ نے فرمایا کہ ایک مہینہ میں ایک بار قرآنِ کریم کا دور مکمل کرلیا کرو۔انہوں نے عرض کیا کہ حضور! مَیں اِس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔فرمایا اچھا تو بیس دن میں ایک دور مکمل کرلیا کرو۔انہوں نے پھر عرض کیا کہ حضور! مجھ میں اِس سے زیادہ ہمت ہے۔اِس پر آنحضرتؐ نے فرمایا۔تو پھر دس میں ایک دور مکمل کرلیا کرو۔انہوں نے پھر عرض کیا حضور! مَیں اپنے اندر اِس سے بھی زیادہ ہمت پاتا ہوں۔فرمایا تو پھر سات دن میں قرآنِ کریم کا ایک دور مکمل کرلیا کرو اور اِس سے نہ بڑھو! کیونکہ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے ،تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے اور خود تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔

یہ اِس لئے بھی ضروری ہے کہ قرآنِ مجید کی تلاوت اطمینان، سکون اور وقار سے کرنی چاہئے۔جلد جلد اور غیر معمولی تیز رفتار سے تلاوت کرنا آدابِ تلاوت کے خلاف ہے۔ اِس ضمن میں ارشادِ ربانی

باقی مضمون صفحہ نمبر 23 پر ملاحظہ فرمائیں

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ

RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985

Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

# نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25رمئی 2015ء بروز سوموار بیت السبوح فرنکفرٹ جرمنی میں درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

## نماز جنازہ حاضر

(۱) مکرم قاضی طاہر احمد صاحب (ماربُرگ، جرمنی)

مکرم قاضی طاہر احمد صاحب، ماربُرگ جرمنی بقضائے الٰہی مورخہ 20مئی 2015 کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو تقریباً 13 سال جرمنی میں نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ پنج وقتہ نمازی، نیک اخلاق کے حامل، خاموش طبع اور مخلص انسان تھے۔ سلسلہ کے معروف عالم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کے بھانجے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(۲) مکرمہ عزیز بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عبد الحق صاحب، ڈارم شٹڈ جرمنی)

مکرمہ عزیز بیگم صاحبہ مورخہ 23 مئی 2015ء کو 77 سال کی عمر میں ڈارم شٹڈ میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد بھی باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں شامل ہونے کو ہر حال میں ترجیح دیتی تھیں۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بھی مالی تحریک ہوتی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں اور اپنی اولاد کو بھی توجہ دلاتیں۔ مرحومہ مکرم شہباز احمد صاحب سیکرٹری صنعت وتجارت لوکل امارت ڈارم شٹڈ کی والدہ تھیں۔

## نماز جنازہ غائب

(۱) مکرمہ رضوانہ پروین صاحبہ (اہلیہ مکرم نعیم احمد سندھو صاحب، پریم کوٹ ضلع حافظ آباد)

مکرمہ رضوانہ پروین صاحبہ مورخہ 9مارچ 2015 کو 42 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو لمبا عرصہ صدر لجنہ اماء اللہ پریم کوٹ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ جماعتی کام بڑی خوشی اور دلجمعی سے سرانجام دیتی تھیں۔ آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، مہمان نواز، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(۲) مکرمہ فتح خاتون صاحبہ (اہلیہ مکرم خدایار صاحب مرحوم آف چک 35 شمالی سرگودھا)

مکرمہ فتح خاتون صاحبہ مورخہ 23 فروری 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ بہت نرم خُو، ہمدرد، دعا گو، صلح جو، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(۳) مکرم جلال دین صاحب (ابن مکرم خدابخش صاحب مرحوم، کلاسوالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ)

مکرم جلال دین صاحب مورخہ 28اپریل 2015ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ باوفا اور سلسلہ کا درد رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔

(۴) مکرمہ ساجدہ پروین صاحبہ (اہلیہ مکرم بشارت احمد صاحب، کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ)

مکرمہ ساجدہ دین صاحبہ مورخہ 12راپریل 2015ء کو دو سال کی علالت کے بعد 47 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو لمبا عرصہ صدر لجنہ کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ جماعتی کاموں کیلئے ہمہ وقت تیار رہتی تھیں۔ اپنے علاقہ کے متعدد قریبی گاؤں میں دعوت الی اللہ کیلئے کوشاں رہتی تھیں۔ آپ بہت نرم دل، ہمدرد، غریب پرور، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(۵) مکرم حفیظ احمد صاحب (ابن شفیع محمد صاحب آف ربوہ)

مکرم حفیظ احمد صاحب ابن شفیع محمد صاحب مورخہ 21رمئی 2015 کو 66 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی ربوہ میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کارکن بہشتی مقبرہ ربوہ تھے اور دار الصدر ربوہ میں ٹیوب ویل آپریٹر کا کام کرتے رہے۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(۶) مکرمہ بشیراں بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب، رون ھائم جرمنی)

مکرمہ بشیر اں بیگم صاحبہ مورخہ 7رمئی 2015ء کو رون ھائم جرمنی میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں دین محمد صاحب رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور مکرم غلام محمد اختر صاحب سابق ناظر اعلیٰ انجمن احمدیہ پاکستان کی بھتیجی تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں جن میں سے ایک بیٹے مکرم شاہد لطیف انجم صاحب صدر جماعت رون ھائم بطور اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری ضیافت مرکزی میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

☆......☆......☆

بقیہ خلاصہ خطبہ از صفحہ نمبر 24

روحانی اور اخلاقی ان کی تھی وہی حالت اب ہے؟ نہیں بلکہ جو آپ کے آنے سے پہلے جہالت تھی وہ جہالت یہاں نئے سرے سے پیدا ہوچکی ہے تبھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق مسیح موعود اور مہدی موعود کو بھیجا تھا۔ ایک زمانہ تھا جب مسلمانوں نے توحید کی خاطر جانیں دیں ہر قسم کی قربانیاں دیں۔ اسلام کو پھیلایا اور دنیا میں ایک نمایاں تغیر پیدا ہو گیا لیکن اب مسلمان توحید کے بجائے قبروں کو سجدے کرتے ہیں مُردوں سے مرادیں مانگتے ہیں۔ شرک میں مبتلا ہیں۔ لا الہ الا اللہ تو اب بھی ہے لیکن اب وہ کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے جاننے والے اس کا مطلب یا ماننے والے اس کا مطلب اور مفہوم نہیں جانتے۔ ان کا مسلمان ہونا برائے نام ہے۔ ایسے بھی ہیں جو بیشک پانچ دفعہ عبودیت کا ظاہری اقرار کرتے ہیں۔ نماز اور اذان میں توحید کی شہادت دیتے ہیں۔ لیکن حرکتیں مشرکانہ ہیں۔

پس ایسے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا ضروری تھا تاکہ وہ ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنائیں اور آپ نے ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا بھی دیا۔ پس ہم نے اگر اس بات کی دلیل دینی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح نئی زمینیں اور نیا آسمان بنایا تو اس کا سب سے بڑا ثبوت ہماری ذات ہونی چاہئے۔ توحید کا قیام ہماری اولین ترجیح ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے میں ہماری کوشش ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف ہماری توجہ رہنی چاہئے۔ ہم صرف اعتقادی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے نہ ہوں بلکہ عملی تبدیلیاں بھی ہمارے اندر نظر آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مؤمن کا دل زمین کی طرح ہوتا ہے۔ پس اپنے دلوں کو عقیدے کے لحاظ سے نہیں بلکہ عملوں کے لحاظ سے بھی فائدہ مند بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہمارے اعمال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے نیک بنائے اور ہمارے ہاتھوں سے زمین کو درست کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں طریق بتادیئے اسے کام میں لانا ہمارا کام ہے۔ اب ہم نے دیکھنا ہے کیا واقعی ہم یہ کام کر رہے ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ایک جگہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ تدبیریں تو کرتے ہیں مگر دعا سے غفلت کی جاتی ہے بلکہ اسباب پرستی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ تدابیر دنیا کو خدا بنالیا گیا ہے اور دعا پر ہنسی کی جاتی ہے اور اس کو ایک فضول شئے قرار دیا جاتا ہے۔ یہ خطرناک زہر ہے جو دنیا میں پھیل رہا ہے مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس زہر کو دور کرے۔ چنانچہ یہ سلسلہ اس نے اسی لئے قائم کیا ہے تا دنیا کو خدا تعالیٰ کی معرفت ہو اور دعا کی حقیقت اور اس کے اثر سے اطلاع ملے۔

پس اس غرض کو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اپنے تعلق باللہ کو بڑھانے کی ضرورت ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعے پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔

پس اس روحانی لڑائی کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور آگے بڑھنے کی ضرورت ہے اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک ہم اپنی روحانیت کے نئے زمین و آسمان پیدا نہ کریں۔ آپ نے فرمایا جو یہ فرمایا ہے کہ شیطان کو شکست دینے کے لئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔ اپنے ہر ماننے والے پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ روحانیت میں ترقی کر کے شیطان کا مقابلہ کرے اور حقوق العباد کے معیاروں کو حاصل کرنے کی طرف پھر توجہ دلائی اور یہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس بات کو خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے دو حکم ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ خدا کی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں سے ہی کرو بلکہ کوئی ہو۔ آدم زاد ہو اور خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو۔ مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو (یعنی اپنے بدلے خود لینے کی کوشش نہ کرو۔) جس قدر نرمی اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر خوش ہو گا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا کے حوالے کرو۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنے تمام حقوق ادا کرنے والے ہوں ہم اعتقادی اور عملی لحاظ سے وہ بنیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں بنانا چاہتے ہیں۔ ہماری زمین بھی نئی بن جائے اور ہمارا آسمان بھی نیا بن جائے اور ہم وہ انسان بن جائیں جو نئی زمین اور نئے آسمان بنانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاون و مددگار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو بھی ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور یہاں آنے والے بے شمار فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں۔ جلسے کے پروگراموں کو آپ لوگ توجہ سے سنیں اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کریں ہر تقریر ہر پروگرام بڑا اچھا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

**ارشاد حضرت امیر المومنین**

’’اس وقت جس کامیابی کے حصول کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے وہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنا اور آپ کی بعثت کا مقصد بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور اس سے زندہ تعلق پیدا کروانا ہے۔ اسی طرح مخلوق کے جو ایک دوسرے پر حق ہیں اُن کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا اور اُن کی ادائیگی کرنا ہے۔‘‘

(بیان فرمودہ خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین مورخہ 8رنومبر 2013)

طالبِ دُعا: سید عبید السلام صاحب مرحوم اینڈ سنز مع فیملی سونگڑہ اُڈیشہ

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان

Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں

098141-63952

نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

## جماعتی رپورٹیں

# ضلع ورنگل میں جلسہ یوم خلافت

الحمدللہ کہ ضلع ورنگل کی مختلف جماعتوں میں جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا جس کی مختصر رپورٹ پیش ہے۔

★ جماعت احمدیہ کنڈور میں خاکسار کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد مدار صاحب نے کی۔ مکرم محمد قربان علی صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہ خاکسار نے ’’خلافت احمدیہ سے وابستگی کی اہمیت‘‘ کے موضوع پر بزبان تلگو تقریر کی۔ دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پزیر ہوا۔ مردوزن کی کل تعداد 70 سے زائد تھی۔

★ جماعت احمدیہ پالا کرتی میں مکرم محمد نذیر احمد صاحب صدر جماعت پالا کرتی کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد یعقوب صاحب نے کی۔ نظم عزیز صباح الدین نے پڑھی۔ بعدہ مکرم محمد نورالدین صاحب معلم سلسلہ اور مکرم محمد مظفر پاشا صاحب معلم سلسلہ نے تقاریر کیں۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پزیر ہوا۔ شاملین کی تعداد پچاس سے زائد تھی۔

★ جماعت احمدیہ کٹا کشاپور میں مکرم محمد حسین صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم عزیزم جاوید نے کی۔ عزیز محمد عمر نے نظم پڑھی۔ بعدہ مکرم محمد اکبر صاحب اور مکرم حافظ محمد شریف صاحب نے تقریریں کیں۔ دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

★ جماعت احمدیہ نرملہ میں مکرم شیخ نذیر الدین صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ عزیزہ سلیمہ بیگم نے تلاوت قرآن مجید کی۔ عزیزہ عالیہ سلیم نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہ مکرم محمد سلیم صاحب معلم سلسلہ نے تقریر کی۔ دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

★ جماعت احمدیہ نانچاری مڈور میں مکرم محمد یعقوب صاحب صدر جماعت نانچاری مڈور کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ عزیز محمد نورالدین صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ عزیز علاء الدین نے نظم پیش کی۔ بعدہ مکرم محمد عبدالرحمن صاحب معلم سلسلہ نے تقریر کی۔

★ جماعت احمدیہ نلابیلی میں مکرم محمد سرور میاں صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ عزیز انور پاشا نے تلاوت قرآن مجید کی۔ مکرم محمد ابراھیم باطن صاحب نے نظم پڑھی۔ بعدہ مکرم محمد بشیر صاحب معلم سلسلہ نے تقریر کی۔

★ جماعت احمدیہ ملم پلی میں مکرم محمد فرید احمد صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ مکرم محمد اظہر صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ بعدہ مکرم محمد مصطفی صاحب معلم سلسلہ نے تقریر کی۔ دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

★ جماعت احمدیہ میلارم میں مکرم محمد اصغر صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ عزیزہ رضوانہ نے تلاوت قرآن مجید کی۔ مکرم محمد سلطان احمد صاحب معلم سلسلہ نے خلافت کی اہمیت کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔

★ جماعت احمدیہ جنگو پلی میں مکرم راج محمد صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ عزیز حبیب پاشا نے تلاوت قرآن مجید کی۔ مکرم محمد حکیم پاشاہ صاحب نے نظم پڑھی۔ بعدازاں مکرم محمد یعقوب صاحب اور مکرم شیخ جعفر احمد صاحب معلم سلسلہ نے خلافت کی اہمیت کے بارے میں تقاریر کیں۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

★ جماعت احمدیہ پسرہ گونڈہ میں مکرم محمد حسین صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ مکرم عباس علی صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ عزیزہ افسرہ نے نظم پڑھی۔ بعدہ مکرم محمد مجیب خان صاحب معلم سلسلہ نے تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

★ جماعت احمدیہ قاضی پیٹھ میں مکرم محمد رفیق احمد صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ عزیز احمد پاشا نے تلاوت قرآن مجید کی۔ عزیز وسیم احمد نے نظم پڑھی۔ بعدہ مکرم محمد اقبال کنڈوری صاحب نے بعنوان ’’خلافت کی اہمیت‘‘ اور مکرم وزیر احمد صاحب معلم سلسلہ نے بعنوان ’’خلافت کا مقام ومرتبہ اور اس کی ضرورت‘‘ تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام کو پہنچا۔

★ جماعت احمدیہ تمڑ پلی میں مکرم محمد رحیم پاشا صاحب معلم سلسلہ کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد ایک تقریر ہوئی۔

(شبیر احمد یعقوب، امیر ومبلغ انچارج ضلع ورنگل)

**وصـــایا** : وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

**مسل نمبر** 7305: میں حامدہ بیگم زوجہ مکرم شاہد احمد ملکانہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 38 سال پیدائشی احمدی ساکن حلقہ ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 15-11-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند -/10,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد انور احمد　　الامۃ: حامدہ بیگم　　گواہ: شاہد احمد ملکانہ

**مسل نمبر** 7306: میں منور احمد بھٹی ولد مکرم نصیر احمد بھٹی صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن حلقہ ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 17-11-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/945 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد انور احمد　　العبد: منور احمد بھٹی　　گواہ: شریف احمد

**مسل نمبر** 7307: میں مبشر احمد ولد مکرم شاہد احمد ملکانہ صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن حلقہ ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 15-11-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/900 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شاہد احمد ملکانہ　　العبد: مبشر احمد　　گواہ: محمد انور احمد

**مسل نمبر** 7308: میں خورشید احمد ولد مکرم نصیر احمد بھٹی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 29 سال پیدائشی احمدی ساکن حلقہ ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 17-11-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تنخواہ ماہوار -/6200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد انور احمد　　العبد: خورشید احمد　　گواہ: شریف احمد

# اپنے ایمان کو مضبوط رکھیں، خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑے رکھیں اور اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے دعا بھی کرتے رہیں
# سورج طلوع ہوگا اور ضرور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کی مدد آئے گی اور ضرور آئے گی

## خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 8 رمئی 2015 بطرز سوال و جواب
## بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2015

**سوال:** قادیان کی ترقی اور دوسرے شہروں کی ترقی میں سیدنا حضرت امیر المومنین نے کیا فرق بیان فرمایا ہے؟

**جواب:** قادیان کی ترقی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ہوئی اس لئے یہ آپ کی صداقت کی ایک عظیم الشان دلیل ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''قادیان کس طرح ترقی کر رہا ہے اور یہ ترقی عام آبادیوں کی ترقی کی طرح نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا تھا کہ یہ ترقی ہوگی۔ بڑی شاہراہوں اور سڑکوں کے قریب جو آبادیاں ہوتی ہیں وہ تو ترقی کرتی ہیں لیکن قادیان تو ایک کونے میں تھا، سڑک بھی نہیں تھی پھر بھی ترقی کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی اور پھر ترقی ہوئی اور آجکل کے قادیان کو دیکھنے کے لئے دُور دُور سے لوگ آتے ہیں۔''

**سوال:** خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے حق میں حالات بدل دیتا ہے، دلوں کو تبدیل کر دیتا ہے اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا واقعہ بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ ایک واقعہ بیان فرمایا۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''مجھے یاد ہے کہ ہمارا ایک کچا کوٹھا ہوتا تھا اور بچپن میں کبھی کبھی کھیلنے کے لئے بھی ہم اس پر چڑھ جایا کرتے تھے۔اس پر چڑھنے کے لئے جن سیڑھیوں پر ہمیں چڑھنا پڑتا تھا وہ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکان کے پاس سے چڑھتی تھیں۔اس وقت ہماری تائی صاحبہ جو بعد میں آکر احمدی بھی ہوگئیں مجھے دیکھ کر کہا کرتی تھیں کہ ''جیہو جیا کاں او ہو جئی کوکو''۔ میں بوجہ اس کے کہ میری والدہ ہندوستانی ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ بچپن میں زیادہ علم نہیں ہوتا اس پنجابی فقرے کے معنی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے اس کے متعلق پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جیسا کوا ہوتا ہے ویسے ہی اس کے بچے ہوتے ہیں۔کوے سے مراد (نعوذ باللہ) تمہارے ابا ہیں اور کوکو سے مراد تم ہو۔(آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو) مگر پھر میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا کہ وہی تائی صاحبہ (جو یہ سب کچھ کہا کرتی تھیں) اگر کبھی مَیں ان کے ہاں جاتا تو بہت عزت سے پیش آتیں۔میرے لئے گدا بچھاتیں اور احترام سے بٹھاتیں اور ادب سے متوجہ ہوتیں اور اگر میں کہتا کہ آپ کمزور ہیں، ضعیف ہیں، ہلیں نہیں یا کوئی تکلیف نہ کریں تو وہ کہتیں کہ آپ میرے پیر ہیں۔گویا وہ زمانہ بھی دیکھا جب میں 'کوکو' تھا اور وہ بھی جب میں پیر بنا۔اور ان ساری چیزوں کو دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ جب دنیا کو بدلنا چاہتا ہے تو کس طرح بدل دیتا ہے۔پس ان انسانوں کو دیکھو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو کہ جو تمہیں خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دے اور تم حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔''

**سوال:** ہماری ترقی اور ہمارے آباد رہنے کا کیا ذریعہ حضور انور نے بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقی کا یہی ذریعہ رکھا ہے کہ ہماری مسجدیں بڑھتی جائیں اور لوگوں سے ہر وقت آباد رہیں۔جب تک تم مسجدوں کو آباد رکھوگے اس وقت تک تم بھی آباد رہوگے اور جب تم مسجدوں کو چھوڑ دوگے اس وقت خدا تعالیٰ تمہیں بھی چھوڑ دے گا۔پس قادیان کی وسعت، جماعت احمدیہ کی ترقی اور وسعت صرف رقبہ کے لحاظ سے اور تعداد کے لحاظ سے ہی نہیں ہے بلکہ اس وسعت کا اظہار ہمارے گھروں کی آبادی کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کے گھر کی آبادی سے بھی ہے۔پس ہر احمدی چاہے وہ قادیان کا رہنے والا ہے جس نے قادیان کی ترقی دیکھنی ہے یا ربوہ کا رہنے والا ہے جس نے ربوہ کی ترقی دیکھنی ہے یا کسی بھی ملک کا رہنے والا ہے جس نے جماعت کی ترقی کا حصہ بننا ہے اور جماعت کی ترقی دیکھنی ہے تو اپنی آبادیوں کے ساتھ مسجدوں کو آباد رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ یہ ترقیاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہیں اور خدا تعالیٰ کا فضل اس کے گھر کی آبادی کا حق ادا کرنے سے بڑھتا ہے۔''

**سوال:** جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کی ترقی کی پیشگوئی فرمائی اس وقت قادیان کی کیا حالت تھی؟

**جواب:** اس وقت قادیان کی حالت کا جو نقشہ حضرت مصلح موعودؓ نے کھینچا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس وقت قادیان کی حالت یہ تھی کہ اس کی آبادی دو ہزار کے قریب تھی۔سوائے چند ایک پختہ مکانات کے باقی سب مکانات کچے تھے۔مکانوں کا کرایہ اتنا گرا ہوا تھا کہ چار پانچ آنے ماہوار پر مکان کرائے پر مل جاتا تھا۔مکانوں کی زمین اس قدر ارزاں تھی کہ دس بارہ روپیہ کو قابل سکونت مکان بنانے کے لئے زمین مل جایا کرتی تھی۔بازار کا یہ حال تھا کہ دو تین روپے کا آٹا ایک وقت میں نہیں مل سکتا تھا کیونکہ لوگ زمیندار طبقہ کے تھے اور خود ہی بجائے اس کے کہ آٹا رکھیں، گندم رکھا کرتے تھے اور خود ہی دانے پیس کر روٹی پکاتے تھے۔ چکّیاں تھیں۔تعلیم کے لئے ایک مدرسہ سرکاری تھا جو پرائمری تک تھا۔اس کا مدرّس کچھ الاؤنس لے کر ڈاکخانے کا کام بھی کر دیا کرتا تھا۔ڈاک ہفتے میں ایک دفعہ آتی تھی۔تمام عمارتیں فصیل قصبہ کے اندر تھیں اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے ظاہری کوئی سامان نہ تھے کیونکہ قادیان ریل سے گیارہ میل کے فاصلے پر تھا۔(یعنی ریلوے لائن گیارہ میل پر تھی) اور اس کی سڑک بالکل کچی ہے۔اور جن ملکوں میں ریل ہوا ان میں اس کے کناروں پر جو شہر واقعہ ہوں انہی کی آبادی بڑھتی ہے (یا سڑکیں ہوں یا ریل ہو۔) کوئی کارخانہ قادیان میں نہ تھا کہ اس کی وجہ سے مزدوروں کی آبادی کے ساتھ شہر کی ترقی ہو جائے۔کوئی سرکاری محکمہ قادیان میں نہ تھا کہ اس کی وجہ سے قادیان کی ترقی ہو۔نہ ضلع کا مقام تھا، نہ تحصیل کا حتّیٰ کہ پولیس کی چوکی بھی نہ تھی۔قادیان میں کوئی منڈی بھی نہ تھی جس کی وجہ سے یہاں کی آبادی ترقی کرتی۔جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مرید بھی چند سو سے زیادہ نہ تھے کہ ان کو حکماً لا کر یہاں بسا دیا جاتا تو شہر بڑھ جاتا۔''

**سوال:** قادیان کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

**جواب:** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ''بنیادی چیز وہی ہے جسے ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہئے کہ سب ترقیوں کا راز یا ترقی کا حصہ بننے کا راز خدا تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے اور اس سے تعلق جوڑنے سے ہے۔جہاں کسی نے خدا تعالیٰ کو چھوڑا وہاں خدا تعالیٰ بھی چھوڑ دیتا ہے۔اور یہ اب صرف قادیان کی ترقی سے وابستہ نہیں بلکہ جماعت کی مجموعی ترقی بھی اس سے وابستہ ہے کہ اپنی مسجدوں کو چھوٹا کرتے چلے جائیں اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی امید رکھیں۔ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف قادیان کی ترقی ہی نہیں بلکہ جماعت کی ہر طرح کی ترقی کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔جب ایک نشان ہم پورا ہوتا دیکھتے ہیں تو دوسرے نشان کے پورے ہونے کے بارے میں بھی یقین بڑھتا ہے۔..... پس اپنے ایمان کو مضبوط رکھیں۔خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑے رکھیں اور اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے دعا بھی کرتے رہیں۔سورج طلوع ہوگا اور ضرور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کی مدد آئے گی اور ضرور آئے گی۔''

**سوال:** ایک وقف نو بچی کے سوال 'قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے یا پھول رکھنے میں کیا حرج ہے؟ یہ جائز ہے کہ نہیں؟' حضور انور نے کیا جواب دیا؟

**جواب:** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا: ''میں نے جواب دے دیا تھا کہ یہ فضولیات ہیں، بدعات ہیں۔ان سے بچنا چاہئے اور ان کا فائدہ بھی کوئی نہیں۔لوگ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر بھی بعض دفعہ ایسی حرکات کرتے تھے۔پہلے بھی کرتے تھے، بعد میں بھی کرنے لگے۔اس لئے اب وہاں جنگلہ لگا کر اس علاقے کو بند بھی کر دیا گیا ہے تاکہ یہ بدعات نہ پھیلیں۔''

**سوال:** جلسہ اعظم لاہور میں پڑھے جانے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مضمون کے متعلق خواجہ کمال الدین صاحب کا کیا رویہ تھا؟

**جواب:** اس تعلق میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ''مضمون جب خواجہ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا تو انہوں نے اس پر بہت کچھ ناامیدی کا اظہار کیا اور خیال ظاہر کیا کہ یہ مضمون قدر کی نگاہوں سے نہ دیکھا جاوے گا اور خواہ مخواہ ہنسی کا موجب ہوگا۔مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بتایا تھا کہ ''مضمون بالا رہا''۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبل از وقت اس الہام کے متعلق اشتہار لکھ کر لاہور میں شائع کرنا مناسب سمجھا اور اشتہار لکھ کر خواجہ صاحب کو دیا کہ اسے تمام لاہور میں شائع اور چسپاں کیا جائے اور خواجہ صاحب کو بہت کچھ تسلی اور تشفی بھی دلائی۔مگر خواجہ صاحب چونکہ فیصلہ کر بیٹھے تھے کہ مضمون نعوذ باللہ لغو اور بیہودہ ہے انہوں نے نہ خود اشتہار شائع کیا نہ لوگوں کو شائع کرنے دیا۔آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم بتا کر جب بعض لوگوں نے خاص زور دیا تو رات کے وقت لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر چند اشتہار دیواروں پر اونچے کر کے لگا دیئے تاکہ لوگ ان کو پڑھ نہ سکیں۔''

**سوال:** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلامی اصول کی فلاسفی کی کیا کیا خوبیاں بیان فرمائیں؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: ''یہ مضمون تو ایسا ہے کہ آج بھی جب ہم پڑھے لکھے غیروں کو یہ دیتے ہیں تو اس کو پڑھ کے وہ اس کی علمی حیثیت اور اسلام کی تعلیم سے متاثر ہو جاتے ہیں بلکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب ان سے پوچھتا ہوں کس طرح احمدیت قبول کی؟ تو وہ بتاتے ہیں کہ ہم نے اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھ کے احمدیت قبول کی۔لیکن خواجہ صاحب کے نزدیک یہ استہزاء کا موجب بن سکتا تھا اور پھر ڈھٹائی اتنی کہ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں ہونے کا دعویٰ لیکن ساتھ ہی آپ کے حکم پر عمل بھی نہیں ہو رہا لیکن بعد میں لوگوں نے جو اس کی تعریف کی تو اللہ تعالیٰ کے فعل نے خود ہی ان کے منہ پر ایک طمانچہ لگا دیا۔''

❁...❁...❁

بقیہ علمی نشست حضور انور از صفحہ 2

ہو جاتے ہیں تو ہندوستان میں ہم اس کو بتاتے ہیں۔ اخباروں میں ہماری خبر چھپتی ہے کہ دیکھو انگلستان سے خبر آئی ہے کہ انگریز احمدی ہوگیا، مسلمان ہوگیا۔ یہاں کے لوگ چونکہ انگریزوں کے ماتحت ہیں ان پر بڑا اثر پڑتا ہے اور اس کی وجہ سے یہاں مسلمانوں کا بھی جماعت کی طرف رجحان بڑھتا ہے اور اس سے اَور بیعتیں ہوتی ہیں۔ تو وہ بزنس مَین کہنے لگا اس کا مطلب ہے کہ آپ وہاں یوکے میں جو خرچ کر رہے ہیں اس تبلیغ کا indirect فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ وہ تو بزنس مَین تھا۔ کہتا ہے ہاں اس لحاظ سے تو پھر منافع بخش کاروبار ہے۔ ہمارے یہاں جو Peace Symposium ہوتے ہیں اس کی پبلسٹی یہیں تک نہیں رہتی ۔ یہ جو ابھی 14 مارچ کو ہوا ہے پورے کا پورا گھانا ٹیلی ویژن نے دکھایا ہے۔ سیرالیون ٹیلی ویژن نے دکھایا، ریڈیو نے نشر کیا اور وہاں اللہ کے فضل سے افریقہ میں پیغام بڑا وسیع پیمانے پر پہنچا اور ان لوگوں کو بھی پتا لگا ہے کہ ان بڑی طاقتوں کو بھی کوئی آئینہ دکھانے والا ہے۔ صرف ڈر کے جی حضور، جی حضور کرنے والے نہیں ہیں۔ بتانے والے بھی ہیں کہ اگر مسلمانوں کے قصور ہیں تو تم لوگوں کا بھی قصور ہے۔ اللہ کے فضل سے اس کے بعد وہاں جامعہ کے لڑکوں نے اور اساتذہ نے ٹیلی فون پر ایک پروگرام سوال جواب کا شروع کیا ہوا ہے اور فری کال آتی ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ کے فضل سے یہ بھی دیکھا ہے کہ اس کا feedback بڑا اچھا آیا۔ لوگوں نے ردّعمل دکھایا اور پھر سوال و جواب میں بھی یہ باتیں آجاتی ہیں تو اس سے احمدیت کی طرف لوگوں کا رجحان بھی بڑھ رہا ہے۔ پہلے بھی تھا، مزید بڑھ رہا ہے اور بیعتیں بھی ہوتی ہیں اور بہت سارے لوگ اگر مصلحتاً بیعتیں نہیں بھی کرتے تو کم از کم جماعت احمدیہ کا نقطہ نظر جو سامنے آتا ہے تو ان کو پتا لگ جاتا ہے کہ دنیا میں اسلام کی تعلیم کی صحیح عکاسی کرنے والی بھی کوئی ایک جماعت ہے۔ تو اس کا فائدہ بعض دفعہ direct نہیں ہوتا یا براہِ راست نہیں ہوتا تو بالواسطہ ہو رہا ہوتا ہے۔ اللہ کے فضل سے یہاں بھی بہت سارے لوگ آتے ہیں سوال تو وہی کرتے ہیں لیکن بہت سارے فائدہ اٹھانے والے بھی ہوتے ہیں۔ یا کم از کم اس سے اگر اتنا ہی فائدہ ہو جائے کہ ایک بہت بڑے طبقے میں تم اسلام کی صحیح تصویر بتا دو، جو بدنامی ہو رہی ہے اس کو ختم کر دو تو یہی کامیابی ہے۔ باقی تم لوگوں کا کام ہے کہ بنیادی کام کرتے چلے جانا۔ جب وقت آئے گا، جب اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی، منشاء ہوگا تو پھر break through بھی ہو جائے گا۔ لیکن اگر دنیا میں آفتیں آ جائیں، جنگیں ہو جائیں، سب کچھ ہو جائے اور کسی کو یہ پتا ہی نہ ہو کہ کیا وجوہات ہیں تو لوگ اِدھر اُدھر ہی پھرتے رہیں گے ۔ لیکن جب تمہاری طرف سے بار بار ان کے سامنے بات آتی رہے گی تو سوچنے کا ایک وقت آئے گا کہ یہ جو تباہیاں آ رہی ہیں تو وہ کچھ تو خدا کی طرف رجوع کریں۔ خدا کی طرف رجوع کریں تو کس ذریعہ سے کریں۔ جماعت احمدیہ کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ تو براہِ راست بعض فائدے نہیں ہوتے بالواسطہ فائدے ہو رہے ہوتے ہیں۔

پھر ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ:

**سوال: ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جب کوئی مسلمان کوئی ایسا برا کام کرے جس سے فساد پھیلتا ہے تو اسے شدت پسندی کا نام دے دیا جاتا ہے مگر جب کوئی دوسرے مذہب کا ماننے والا ایسا کام کرے تو اسے ذہنی بیماری کی وجہ سے قرار دے دیا جاتا ہے۔**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** بس یہی حال ہے۔ اب یہ جو کل پرسوں جرمن ایئر لائن کا جہاز گرایا۔ وہ مجھے کسی نے message بھیجا تھا۔ جس کا خلاصہ یہی ہے کہ چونکہ پائلٹ جرمن تھا وہ مسلمان نہیں تھا تو اس کو depression کی بیماری کا نام دے دیا گیا۔ اگر پائلٹ خود غلطی سے کہیں مسلمان ہوتا تو انہوں نے کہہ دینا تھا دہشتگرد ہے۔ چونکہ ان لوگوں کے اپنے معیار کوئی نہیں۔ ان کے اپنے بھی Double standard ہیں۔ جو مرضی ہو یہ لوگ صرف اسلام کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں Peace Conference میں ایک شخص آیا ہوا تھا۔ کسی کے بڑا زور دینے پہ وہ آ گیا۔ اسلام کا بڑا سخت مخالف ہے۔ ساری باتیں سن کے اور میری تقریر سننے کے بعد کہتا ہے کہ ٹھیک ہے یہ تو مجھے پتا لگ گیا کہ اسلام مکمل طور پر ایسا نہیں ہے کہ شدت پسند ہو لیکن پھر بھی مَیں مانوں گا نہیں۔ ان میں شدت پسندی ہے۔ لیکن میں مزید سوچوں گا۔ میرے شکوک وشبہات کچھ دُور ہوئے، کچھ نہیں دُور ہوئے۔ تو یہ اس طرح کی دوغلی باتیں کرتے ہیں ۔ لیکن دیکھیں! انہوں نے پہلے ہی سوچ کے رکھا ہوا ہے کہ ہم مسلمان ایسے ہی ہیں۔ message میں یہی لکھا ہوا تھا کہ اگر وہ پائلٹ مسلمان ہوتا اور اس طرح جہاز کریش ہوتا یا خود کروایا جاتا تو اس کے بعد سارے مسلمان جب تک کھڑے ہو کے معافی نہ مانگ لیتے مغرب نے معاف نہیں کرنا تھا۔ لیکن اب یہاں یہ ہو گیا۔ اس ایئر لائن نے بھی کچھ نہیں کہا حالانکہ compensate کرنا چاہئے ۔ اب ہر فیملی جن کے بچے ضائع ہوئے ہیں سترہ بچے جو spanish تھے ان کو کم از کم دو دو لاکھ، تین تین لاکھ یورو دیں۔ تا ایئر لائن کو پتا لگے کہ کیا بھاؤ بکتی ہے۔ اگر پائلٹ کہیں مسلمان ہوتا تو انہوں نے جان کھا لینی تھی۔ اسی طرح اور بھی بڑے لوگ ہیں ہمارے functions پر جب آتے ہیں تو کچھ حد تک چُپ تو کر جاتے ہیں لیکن پھر اعتراض تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بغض بھرے ہوئے ہیں۔ کینے بھرے ہوئے ہیں۔ تم تو سمجھتے ہو یہ بڑے شریف لوگ ہیں کوئی ایسے شریف بھی نہیں ہیں، بڑے خطرناک لوگ ہیں۔ ان کے اندر رہ کے کام کرنا پڑے گا۔

ایک اور طالبعلم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ سوال کیا کہ:

**سوال: جب بطور مربّیان ہم باہر تبلیغ کرنے جاتے ہیں تو غیر مسلمانوں کو بھی ہم نے تبلیغ کرنی ہوتی ہے تو ہم کیسے بغیر ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچائے ان کو بتائیں۔**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** تم نے مسلمان اور غیر مسلمان ہر ایک کو تبلیغ کرنی ہے۔ کہاں لکھا ہوُا ہے کہ جذبات کو ٹھیس پہنچا کے تبلیغ کرو۔ قرآن شریف کا موعظۃ الحسنۃ کا حکم ہے۔ یعنی اچھے الفاظ میں احسن رنگ میں وعظ و نصیحت کرو۔

اس پر طالبعلم نے اپنے سوال کو واضح کرتے ہوئے مزید عرض کیا:

**سوال: جی حضور۔ لیکن ہم ان کو کیسے بتائیں کہ ان کا مذہب صحیح نہیں ہے۔**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** تمہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان کا مذہب صحیح یا غلط ہے۔ ہر چیز کی ایک positive approach ہوتی ہے، ایک negitive ۔ تم لوگ پہلے تو یہ دیکھو کہ جس کو تم تبلیغ کر رہے ہو اس کا اپنا ایمان کیا ہے؟ تم جا کر کہو کہ احمدیت بڑی سچی ہے اور تم سارے جھوٹے ہو۔ تو وہ کہے گا، ہوں گے سارے جھوٹے، مجھے اس سے کیا! مَیں تو اللہ پہ ہی یقین نہیں رکھتا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کو بتاؤ کہ اللہ ہے۔ کسی کو تمہیں یہ بتانا پڑے گا جو خدا پہ یقین نہیں رکھتا کہ خدا تعالیٰ ہے۔ پھر اس کو جب خدا پہ یقین آ جائے تو پھر بتانا پڑے گا مذہب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ جب یہ یقین آ جائے گا تو پھر بتانا پڑے گا کہ اس زمانے میں کونسا مذہب سچا ہے اور اس کی کیا کیا نشانیاں ہیں۔ تمہارا خود اللہ سے تعلق نہیں ہے تو پھر نشانی کیا بتاؤ گے۔ تو تمہیں پہلے معلوم کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ سے خود بھی تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تبلیغ کے مختلف طریقے ہیں۔ ہر ایک کو ایک ہی لاٹھی سے نہیں ہانکا جا سکتا۔

پھر ایک طالبعلم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سوال کیا کہ:

**سوال: آیا حضور انور کی رائے میں ایسے قوانین لاگو کئے جا سکتے ہیں جن سے میڈیا میں تمام ایسے پروگرام بند کروائے جائیں جو آپس میں نفرت پھیلاتے ہیں۔**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** قانون اس وقت لاگو ہو سکتے ہیں جب لوگ realise کرلیں کہ آزادی کی کوئی حدود ہوتی ہیں۔ جب یہ کہا جائے کہ تم آزاد ہو جو مرضی چاہے کرو تو پھر تو نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر جس طرح پوپ نے کہا تھا اس کی بات مان لو کہ تم میری ماں کو برا کہو گے تو پھر توقع رکھو کہ میں بھی تھپڑ یا مکّا ماروں گا ۔ اس چیز کو سمجھ لیں تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر آزادی کے نام پر جو مرضی آئے وہ کہتے رہو تو پھر یہاں کچھ نہیں ہو سکتا۔ صرف یہ ایک آزادی رائے کی بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ جب اخلاقی قدریں ختم ہو جائیں، جب بے حیائی آ جائے، اگر مرضی سے زنا ہو رہا ہے تو اس کو زنا نہ سمجھا جائے۔ parliments یہ قانون بنانے لگ جائیں کہ gay ہونا جائز ہے۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بڑی سختی سے مناہی کی اور اس کی وجہ سے قوم تباہ ہوئی اور اس کا ذکر بائبل میں بھی ہے اور قرآن شریف میں بھی ہے۔ جب اخلاق گرتے ہیں تو پھر دوسری برائیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ انہوں نے بظاہر شرافت کا لبادہ اوڑھا ہوتا ہے لیکن اندر سے انتہائی غلیظ۔ اس لئے جن میں اعلیٰ معیار نہ ہوں جب ان کے قانون بنتے ہیں تو وہ بھی ویسے ہی بنتے ہیں۔ اور پھر وہ اپنی مرضی سے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ چیز اچھی ہے، یہ چیز اچھی نہیں۔ جو جس کا دل چاہتا ہے وہ اچھی بن جاتی ہے، جو دل چاہتا ہے اچھی نہیں بنتی۔ آزادی اظہار کے نام پہ جو مرضی چاہیں کر دیں۔ اب غلاظت پھیلانے کے لئے یہاں آزادی کا قانون پاس ہونے لگ گیا ہے تو باقی آزادی کا کیا ہے۔ غلاظتوں کے لئے بھی تو پارلیمنٹ نے قانون بنا دیئے ہیں۔ جب parliments اس حد تک گر جائیں تو باقی پھر جو مرضی چاہیں کریں۔ اس لئے ایک ہی ہے کہ اپنے خدا کو پہچان لیں۔ اس لئے مَیں ہر دفعہ ان کو آخر میں ضرور کہتا ہوں خدا کو پہچانو گے تو ٹھیک ہو گے۔ نہیں تو نہیں۔

ایک طالبعلم نے کہا:

**سوال: جیسا کہ حضور انور ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جانتے ہیں اور آجکل ہم خبروں میں بھی دیکھتے ہیں کہ سعودی عرب یمن کی باغی شیعہ حکومت پر حملہ کر رہا ہے لیکن اس کے بالمقابل ایران سعودی عرب کے خلاف اس حکومت کی حمایت کر رہا ہے اور اندیشہ ہے کہ ان دونوں مسلمان ملکوں کے درمیان ایک proxy war شروع ہو سکتی ہے۔ ان حالات کے بارے میں حضور کیا فرماتے ہیں؟**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** حقیقی war شروع ہو سکتی ہے۔ سوال ہے کہ جتنے فیصد وہاں شیعہ ہیں اتنے فیصد سنّی ہیں۔ اور شیعہ rebels کو حکومت کے خلاف اس طرح نہیں اٹھنا چاہئے تھا تا کہ وہاں فساد پیدا ہو۔ یہ بھی غلط ہے۔ لیکن حکومت کا بھی فرض ہے کہ چاہے وہ سنّی ہے، شیعہ ہے کہ شہری کی حیثیت سے ان کے حقوق ادا کئے جائیں۔ ہر ایک کو برابر کے حقوق دیئے جائیں۔ ایک زمانہ تھا مسلمانوں کی حکومتیں ہوتی تھیں تو ہندو اور عیسائی بھی ان کے بڑے بڑے منسٹر اور ایڈوائزر ہوتے تھے۔ انصاف سے کام لیا جاتا تھا اور جب تک مسلمان انصاف سے کام لیتے رہے وہ دنیا پہ حکومتیں کرتے رہے۔ جب انصاف سے کام لینا ختم ہو گیا اور عیّا شیوں میں پڑ گئے تو ان کی حکومتیں بھی ختم ہو گئیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ایک حد تک ان کو موقع دیا ہوا ہے کہ انصاف سے کام لے کے حکومتیں قائم کریں ۔ نہیں تو یہ جنگ جو ہے صرف ایران کی بات نہیں ہے یا سعودی عرب کی بات نہیں ہے۔ سعودی عرب کو امریکہ support کر رہا ہے جو اسلحہ دے گا۔ پاکستان نے بھی کہہ دیا کہ ہم حمایت کریں گے لیکن چلو دیکھتے ہیں کس حد تک کرتے ہیں۔ ترکی نے ان کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ ایران کے لئے پُوٹن (Putin) صاحب نے حمایت کا اعلان کر دیا۔ یہ جنگ صرف اس محدود علاقے میں نہیں رہے گی بلکہ اس جنگ کے وسیع ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے جب تک مسلمان اپنے حقوق ادا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے نہ حکومتیں اور نہ رعایا ان کو اس وقت تک فساد کا خطرہ ہے اور فساد کا خطرہ ہی نہیں بلکہ بڑی شدید جنگ کا خطرہ ہے۔ میں پہلے بھی اس ریجن کے لوگوں کو دو تین دفعہ خطبات میں کہہ چکا ہوں ۔ اس لئے تم لوگ دعا کرو کہ جنگ ٹل جائے۔ نہیں تو اس کا اثر پھر یورپ پر بھی ہوگا۔

پھر ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ:

**سوال: یہ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف Charlie Hebdo کے کارٹون تھے۔ وہ ہمیں تو تکلیف پہنچاتے ہیں لیکن کچھ لوگوں کے نزدیک وہ جائز ہیں۔ اسی طرح اگر کل کو کوئی یہودی یا عیسائی کھڑا ہو کے قرآن کریم پر یا ہمارے لٹریچر پہ یہ اعتراض کرے کہ فلاں فلاں بات مجھے تکلیف پہنچا رہی ہے تو اس سلسلے میں پھر ہمارا ردّعمل کیا ہوگا؟**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** بہت زیادتی ہے۔ یہاں بھی انصاف نہیں ہے۔ اب ان سے یہ کہو نا کہ یہودیوں کے خلاف اگر کوئی باتیں اگر لکھنی شروع کر دو یا جو کچھ 2nd World War میں ہوُا اس کے بارے میں لکھو، یہودیوں کے خلاف کچھ بات تو کرو تو دنیا میں anti-semitism کے تعلق میں شور پڑ جاتا ہے۔ تو یہ آزادی وہاں کیوں نہیں ۔ اب قانوناً منع کیا گیا ہے۔ بعض جگہوں پہ ان کے خلاف بولنا کیوں منع کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ انصاف کے معیار کوئی نہیں ہیں۔ باقی رہ گئی بات کہ قرآن کریم سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ قرآن کریم سے Western Interest کو تکلیف پہنچتی ہے۔ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ ان کے بتوں کو بھی برا نہ کہو کہ وہ تمہارے خدا کو گالیاں دیں گے۔ ابھی تم نے

پڑھ کے سنایا۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں بوجہ اس کے کہ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔ اب یہاں یہ ایک چیز بتادوں کہ اس نے پڑھا ہے قرآن کریم کہتا ہے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآن کریم نے کہہ دیا ہے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ اس لئے چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔ جیسے ہمارے بعض احمدی جو ہیں کہہ دیتے ہیں۔ تو پھر تبلیغ کس کو کرو۔ اس کا مطلب ہے حکمت سے تبلیغ تو تم نے کرنی ہے کیونکہ اگلی جو سورت ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ وہ تمہیں دعاؤں کے ذریعہ سے فتح کی خبر بھی دے رہی ہے اور وہ اس صورت میں کہ استغفار کرو اور تسبیح وتحمید کرو۔ اور اس زمانے میں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے خاص طور پر دعاؤں کے ذریعہ سے ہی اسلام نے پھیلنا ہے اور ترقی کرنی ہے۔ اب دیکھو یہ مسلمانوں پر براہ راست حملے نہیں کر رہے۔ مسلمانوں کے اندر ہی دو گروہ پیدا کر کے حملے کر رہے ہیں، آگیں لگوا رہے ہیں۔ شیعہ سنی فساد کرا دیا۔ سعودی عرب، ایران کا فساد کروا دیا۔ ISIS کو کھڑا کر دیا۔ اب یہ ISIS تمہارا کیا خیال ہے آپ ہی بن گئی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں یہ بھی ان کی بنائی ہوئی ہے۔ پھر ان کو اسلحہ بھی دیا جا رہا ہے۔ اسلحہ کہاں سے آرہا ہے؟ یہ سپلائی لائن کہاں سے آرہی ہے؟ اور تیل کہاں سے جا رہا ہے۔ ایران پر تو sanction لگاتے ہیں کہ تیل نکل نہیں سکتا۔ لیبیا پہ sanction لگائی تو وہ بیچارہ تو ختم ہی ہو گیا۔ ان پہ sanction نہیں لگی۔ ان کے آئل ویل (Oil Well) سے تیل نکلتے جا رہے ہیں۔ تو بہر حال یہ ایک فساد کی چیز ہے۔ ہاں باقی رہ گئی تمہاری یہ بات کہ قرآن سے جذباتی تکلیف ان کو پہنچتی ہے۔ جذبات کا جہاں تک سوال ہے تو اس کی ایک background تو یہ ہے کہ جنہوں نے فساد پیدا کرنا ہے ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ جہاں جب ان کو موقع ملے گا یہ قرآن میں سے بھی نکال لیں گے کہ جی ہمیں فلاں چیز سے تکلیف پہنچی ہے حالانکہ قرآن کریم میں کوئی تکلیف والی بات ہے ہی نہیں۔ تم ڈھونڈو، تلاش کرو۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے جس جگہ تم قرآن پہ اعتراض کرتے ہو، اسی جگہ اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کا جواب بھی دیا ہوا ہے۔ اگر تم تکلیف والا اعتراض کرو گے غور سے نہیں پڑھو گے تو تمہیں اعتراض نظر آئے گا لیکن اگر غور کرنے والے ہو گے تو وہیں تمہیں اعتراض کا جواب بھی نظر آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے ناں کہ قرآن شریف مومنوں کو فائدہ دیتا ہے اور ظالموں کو خسارے میں بڑھاتا ہے۔ اس لئے اعتراض کرنے والے تو ابھی بھی اعتراض کرتے ہیں۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ جہاد کا حکم ہے پھر خود ہی جہاد کی غلط تشریح کرتے ہیں۔ پھر جہاں قتال کا حکم آیا ہے تو بعض شرائط کے ساتھ یا جہاد کا بھی جنگ کے ساتھ اگر حکم ہے تو بعض شرائط کے ساتھ ہے اور پھر اس میں بھی نرمی کے بہت پہلو ہیں۔ تم لوگ قرآن کریم میں سے آیتیں نکالو تو کتنی نکلیں گی؟ ایک اندازے کے مطابق 190 آیتیں ہیں۔ بائبل میں ساڑھے پانچ سو سے اوپر ہیں۔ اس بارہ میں کبھی کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ ان میں سے جو عقلمند ہیں وہ خود بھی یہی کہتے ہیں۔ یہ نہیں کہ سارے ہی بدمعاش ہیں لیکن ان کے اپنے western interest ہیں۔ سیاسی پارٹیاں جو ہیں ان کے اپنے پروگرام ہوتے ہیں یا جو manifesto دیتے ہیں ان میں کچھ اور لکھا ہوتا ہے اور جب حکومت میں آتے ہیں تو کچھ اور کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر سیاسی پارٹیوں کی یا ہر ممبر کی جو ایفیلی ایشن (affiliation) ہے اس کی وجہ سے اس کو خواہ اپنا نظریہ کچھ بھی ہو پارٹی کا نظریہ بیان کرنا ہوتا ہے۔ ہاں علیحدہ بیٹھو گے تو ان میں سے جو شرفاء ہیں وہ کہہ دیں گے یہ چیزیں غلط ہیں۔

اس کے بعد ایک اور طالب علم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سوال کیا کہ:

**سوال: داعش نے جو اپنی نئی خلافت قائم کی ہے تو کیا معاذ اللہ اس کا بھی امکان ہے کہ انہوں نے اس نام نہاد خلافت کو اس لئے کھڑا کیا ہے تا ہماری اس الٰہی خلافت کو دبا دیں جو امن کا پیغام پوری دنیا میں پھیلا رہی ہے؟**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** دیکھو جی پہلے انہوں نے طالبان کو کھڑا کیا۔ القاعدہ کو کھڑا کیا۔ ان کا ایک حد تک اثر رہا۔ میرے نزدیک تو انہوں نے سمجھا کہ اگر ہم کسی گروپ کو خلافت کے نام پر کھڑا کریں گے تو وہ شاید مسلمانوں کو زیادہ attract کرنے والا ہو اور ایک حد تک کر بھی رہا ہے اور اس سے ہم اپنے مقاصد زیادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ پیدا ہو گیا کہ خود ان میں سے بھی جو سر پھرے ہوتے ہیں وہ خود ان کے خلاف ہو گئے۔ اب وہ جو ابوبکر بغدادی صاحب تھے جو ان کے خلیفہ کہلاتے ہیں کہیں نظر ہی نہیں آتے۔ ایک دفعہ پبلک میں آیا اس کے بعد غائب ہو گیا۔ میرے خیال میں تو وہ ویسے ہی ختم ہو چکا ہے۔ وہ مر چکا ہے اور صرف اس کا نام استعمال ہو رہا ہے اور جو دہشت ہے داعش یا ISIS کی اس کے نام پر سارا کام ہو رہا ہے۔ کبھی وہ لیبیا میں پھیل گئی، کبھی وہ Syria میں چلی گئی، کبھی جورڈن (Jorden) کے کچھ علاقے میں آگئی یا عراق میں اسی علاقے میں کچھ جمع ہو گئی تو وہ تو ختم ہو چکی ہے۔ کسی دن یہ پتا لگ گیا ناں، باہر خبر نکل گئی کہ ان کے اندر کوئی جان نہیں تو اس دن یہ بھی ختم ہو جائے گی اور بیٹھ جائے گی۔ یہ گروپ بنا ہوا ہے لوگ اس نام سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ باقی یہ کہ خلافت کیا ہے؟ خلافت کا نام تو پھر سامنے آنا چاہئے۔ جو بات کرنی ہے کرو یہ تو نہیں کہ چھپ کے لوگوں کو لڑاتے رہو۔ پتا ہی نہیں لگ رہا کہ خود بغدادی صاحب کہاں گئے ہیں؟ ٹھیک ہے دنیا میں تو یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ مقابلہ تو یہ ہے کہ سامنے آؤ۔ زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن پھر دنیا کے سامنے حقیقت تو بیان کرنی چاہئے۔ صحیح خلافت تو پھر یہ کام کرے گی۔ یہ فائدہ اٹھوانا چاہتے تھے اور الٹی پڑ گئی۔ ان کے اندازے ہمیشہ غلط ہو جاتے ہیں۔ ان نام نہاد مسلمانوں کو پتا ہی نہیں کہ جس طرح یہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اس طرح فائدہ اٹھایا نہیں جا سکتا۔

پھر ایک اور طالبعلم نے حضور انور کی خدمت میں یہ سوال کیا کہ:

**سوال: دنیا میں homosexuality کی بیماری پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ ہم کیسے لوگوں کو سمجھا سکتے ہیں کہ یہ خراب بات ہے اور بہت بری چیز ہے۔**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** تمہارا کام سمجھانا ہے۔ سمجھاتے جاؤ۔ قوم لوط بھی نہیں سمجھی تو تباہ ہو گئی تھی۔ یہ بھی تباہ ہو جائیں گے۔ کینیڈین پرائم منسٹر سے ایک دفعہ میری ملاقات ہوئی جب وہاں parliament میں اس نئے قانون پر بحث ہو رہی تھی۔ میں نے اس کو بڑا صاف واضح کہا تھا کہ یہ پانچ سات سو لوگ ہیں جو چھپ کے غلط کام کرتے ہیں۔ تم parliament میں قانون بنا دو گے تو اس کو ظاہر کر دو گے اور ظاہر کرنے کی وجہ سے جو اس کام میں involve نہیں بھی ہیں وہ بھی اس کو جائز سمجھیں گے کیونکہ یہاں یورپ اور مغربی دنیا میں ہر چیز کو ایک fun سمجھ لیا جاتا ہے۔ بعض لوگ fun کی خاطر کام کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ جی یہ ان کی نفسیاتی بیماری ہے اس لئے وہ یہ سب کر رہے ہوتے ہیں۔ اب انہوں نے ریسرچ کی ہے کہ ان میں سے 80% سے زیادہ وہ لوگ ہیں جو صرف غلاظت اور اپنے lust کے لئے کام کر رہے ہوتے ہیں اور مغلّظات میں ملوث ہو چکے ہیں۔ پھر اس کو میں نے یہ بھی کہا کہ تمہاری بائبل بھی یہی کہتی ہے۔ قوم لوط تباہ ہوئی تھی۔ ہمارا قرآن بھی یہی کہتا ہے۔ پھر تم لوگ بھی ہوش کرو۔ تباہ ہو جاؤ گے۔ تو یہ سمجھانے کا کام ہے۔ ہمیں بھی سمجھاتے رہنا چاہئے کیونکہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اگر لوط کی قوم میں وہ برائی تھی تو اس کو اللہ تعالیٰ نے اس برائی کے نام کی وجہ سے تباہ کر دیا لیکن اس زمانے میں جو برائی ہے اس کی کوئی سزا نہ ملے تو پھر قیامت والے دن لوط کی قوم کہے گی کہ کیا ہمارا زیادہ جرم تھا جو ہمیں تو سزا دے دی اور ان خبیثوں کو چھوڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح پکڑنا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن یہ مَیں بتادوں کہ اگر یہ باز نہیں آتے تو ایک دن تباہی ہونی ضرور ہے۔ ظلموں کی وجہ سے تباہیاں آتی ہیں اور یہ بھی ظلموں میں سے ایک ظلم ہے۔

ایک اور متعلّم جامعہ احمدیہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ سوال کیا کہ:

**سوال: اگر کوئی شخص اسلامی حکومت میں رہتے ہوئے کسی مذہبی لیڈر کو گالی دیتا رہے اور باز نہ آئے تو اسلامی تعلیم کی رو سے اس کی مناسب سزا کیا ہوگی؟**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** دیکھو جی کسی کو بھی گالی دینا غلط ہے۔ اگر کسی اسلامی ملک میں اسلامی قانون چل رہا ہے تو ٹھیک ہے اور مجھے یہ بتاؤ کہ کون سے اسلامی ملک میں اسلامی قانون چل رہا ہے۔ کہتے ہیں سعودی عرب میں اسلامی قانون چلتا ہے۔ لیکن صرف چور کے ہاتھ کاٹنے تک یا زانی کو کوڑے مارنے تک۔ اسلامی قانون تو یہ کہتا ہے کہ غریبوں کا خیال رکھو۔ یتیموں کو کھانا کھلاؤ۔ قیدیوں کو آزاد کرو۔ غلاموں کو آزاد کرو۔ ابھی سعودی عرب کی ایک ڈاکومنٹری آئی تھی۔ اتنا امیر ملک ہونے کے باوجود وہاں بے شمار عورتیں، یتیم بچے اور غریب families انتہائی گندی حالت میں چھوٹے چھوٹے کمروں میں رہ رہی ہیں اور ان کو کھانا بھی نہیں ملتا، بھیک مانگ کے کھانا کھاتے ہیں۔ ظاہری طور پہ دو چار قوانین جاری کر دینے سے اسلامی حکومتیں نہیں بن جایا کرتیں۔ اسلامی حکومت کو پھر ہر چیز کا خیال رکھنا ہوتا ہے اور جب ہر چیز کا خیال رکھو گے اپنی رعایا کے ہر فرد کا خیال رکھو گے تو پھر کوئی انتہائی مجرم ہوگا یا پاگل ہوگا جو دوسرے کو گالیاں دے۔ جو پاگل ہوگا اس کو پاگل خانے داخل کرا دینا اور جو مجرم ہوگا اس کی سزا پھر جو بھی قاضی اور جج دے دے۔ اس کے لئے کوئی defined سزا تو نہیں ہے۔

ایک طالبعلم نے حضور انور کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ:

**سوال: ہمارے Peace Symposium میں جو Councillors اور MPs وغیرہ شامل ہوتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہیں۔ کیا یہ بس دکھاوا ہے اور اندر سے ان کی کوئی اور گیم چل رہی ہوتی ہے۔**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** نہیں۔ کچھ تو دیکھنے آتے ہیں کہ آیا ان میں یہ consistancy ابھی تک قائم ہے۔ اپنی بات کے اوپر قائم ہیں یا حالات دیکھ کے کچھ بدل گئے ہیں۔ کچھ اس لئے آتے ہیں کہ شاید کوئی نئی چیز مل جائے گی۔ کچھ روٹی کھانے کے لئے آتے ہیں۔ کچھ courtesy میں آتے ہیں تمہارے ساتھ دوستی ہے تو چلو آ گئے۔

اردو کا ایک پاکستانی اخبار Nation ہے جس کے ایک نمائندہ ہر دفعہ Peace Symposium میں آتے ہیں اور پھر اس کے بعد مجھے بیٹھ کے سوال کرتے ہیں۔ میں نے کہا آپ ہر سال آتے ہیں۔ ہر سال آپ سوال کرتے ہیں مگر خبر آپ چھوٹی سی لگاتے ہیں۔ کوئی ایسا خاص کام تو آپ کرتے نہیں۔ اس کا کچھ فائدہ تو ہے نہیں۔ یا تو پھر کہیں اور کھل کے آواز اٹھائیں کہ جماعت احمدیہ اتنا اچھا کام کر رہی ہے اور مسلمانوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ تو پھر سمجھ آئے گی کہ ہاں واقعی آپ اپنے journalist ہونے کا اور اخبار کا حق ادا کر رہے ہیں۔ آپ آتے ہیں، مجلس میں بیٹھتے ہیں۔ السلام علیکم وعلیکم السلام ہوتی ہے چلے جاتے ہیں، ہمیں کیا فائدہ؟ بہر حال وہ بڑے شرمندہ ہو کے کہتے تو یہی ہیں کہ نہیں نہیں، میں تو ہمیشہ خبر دیتا ہوں۔ خبر ان کی ہوتی ہے لیکن تھوڑی سی۔ تو بعض لوگ تعلق نبھانے کے لئے بھی آتے ہیں۔ اس لئے کہ چلو ایک مجلس لگی ہوئی ہے چلے چلو۔ کچھ لوگ کوئی نہ کوئی نئی بات سیکھ لیتے ہیں۔ پھر ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کو اپنی مجلسوں میں بیان کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ پوائنٹ مل جاتا ہے تو وہ اس لئے آجاتے ہیں اور انگریزوں میں یہ بھی ہے کہ courtesy کے لئے بہت ساری تعریفی باتیں کر دیتے ہیں۔ اس لئے یہ جو ایم ٹی اے والے انٹرویو لے رہے ہوتے ہیں ان پر میں زیادہ توجہ نہیں دیتا۔ میں نے اپنے طور پہ کچھ لڑکوں کو کہا ہوا ہے کہ ایسے لوگ جو نام نہ بتانا چاہیں ذرا ان کے انٹرویو لے کے، ان کے comments لکھ کے دو اور اللہ کے فضل سے بہت سارے ایسے comments آتے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں صحیح اسلام کا پتا لگا، ہم کو اسلام کی تعلیم کا صحیح علم ہوا۔ دیکھیں گے، غور کریں گے، کم از کم اپنے علاقے میں اس کا لوگوں کو بتائیں گے کہ جو اسلام کی حقیقت ہے وہ بالکل اس کے مخالف ہے جو ہمیں میڈیا دکھاتا ہے۔ اور نہیں تو بہت سارے sympathiser پیدا ہو جاتے ہیں جو بعد میں کسی نہ کسی وقت کام آرہے ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے میں نے کہا ہے کہ بعض لوگوں پہ اس کا indirect نتیجہ نکل رہا ہوتا ہے۔ تو فائدہ بہر حال ہوتا ہے لیکن یہ کہنا کہ سو فیصد آپ کے حمایتی بن کے اٹھتے ہیں ایسا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ایک نے کہا تھا ٹھیک ہے، سن لیا بڑی اچھی باتیں ہیں لیکن اسلام کی مخالفت میں نہیں چھوڑوں گا۔ ایسا کہنے والے بھی ہوتے ہیں۔

ایک طالبعلم نے حضور انور کی خدمت میں سوال کیا کہ:

**سوال: آجکل کے جو دہریہ لوگ ہیں، جو دہریہ طبقہ ہے وہ کہتے ہیں کہ آج دنیا کا امن مذہب کے نام پر اور مذہب کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے۔ اس لئے اب مذہب کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس سے فساد پھیلتے ہیں۔**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**
آج کیوں خراب ہوا ہے؟ یہ تو ہمیشہ سے ہی مذہب کے نام پر خراب ہو رہا تھا۔ پھر ان کو آج کیوں پتا لگا ہے کہ مذہب کے نام پر سب کچھ ہو رہا ہے۔ اگر مذہب کی وجہ سے ہو رہا ہے تو آج کی بات تو نہیں۔ جب سے دنیا بنی ہے کیا مذہب کی وجہ سے ہی دنیا میں فساد ہے۔ اور اگر مذہب نہ ہو تو پھر؟ دنیا میں کتنے فساد ایسے ہیں جو مذہب کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ اسے کہو امریکہ اور روس کی لڑائی مذہب کی وجہ سے ہو رہی ہے؟ Ukrine کی لڑائی مذہب کی وجہ سے ہو رہی ہے؟ 2nd World War مذہب کی وجہ سے ہوئی تھی؟ 1st World War مذہب کی وجہ سے ہوئی تھی؟ زار روس جو اپنی پبلک پر ظلم کرتا تھا وہ مذہب کی وجہ

سے تھا؟ چائنا میں سارے افیمی ہو گئے تھے کیا صرف مذہب کی وجہ سے ہوئے تھے؟ لیکن مذہب اگر صحیح ہو تو مذہب انقلاب بھی لاتا ہے۔ اب Chinese Mao Tse-tung جو مذہب کو نہیں مانتا تھا وہ چائنا میں انقلاب لایا۔ ان کے اخلاق بہت اچھے ہو گئے۔ ایک پاکستانی اعلیٰ سطحی وفد وہاں گیا، منسٹر وغیرہ تھے انہوں نے پوچھا تم نے اتنا ریفارم کر دیا، اپنی قوم میں اتنا انقلاب لے آئے۔ کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا جاؤ اپنے رسول کی کتاب کھولو۔ اس میں پڑھو۔ اس میں جتنی اخلاق کی باتیں ہیں وہ تم اپنا لو تو تمہارا ملک بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ تو قرآن کریم کون لایا؟ مذہب لایا؟ ماؤزے تنگ خود کہتا ہے قرآن کریم پڑھ کے عمل کرو تو ٹھیک ہو جاؤ گے۔ صرف مذہب فساد کی وجہ نہیں ہے۔ مذہب کی وجہ سے ناجائز فائدہ اٹھانے والے فساد کی وجہ ہیں۔ تو کیا اگر مذہب نہ ہوں تو دنیا میں فساد نہیں ہوں گے؟ ان سے کہو اچھا اگر وہ سمجھتے ہیں کہ مذہب دنیا میں فساد لایا تو آپ بتائیں آپ کو کتنا عرصہ درکار ہے۔ دس سال کے عرصے میں دکھا دیں کہ بغیر مذہب کے دنیا میں امن قائم ہو جائے۔ کچھ نہ کچھ ٹارگٹ تو ان کو بھی دینا چاہئے۔ تم جو اعتراض کرتے ہو تو ہم تم سے سوال کرتے ہیں کہ تم ہی ہمیں بتاؤ کہ دنیا کے سارے مذہب ختم ہو جاتے ہیں تو تم کتنے عرصے میں دنیا کو ریفارم کر دو گے کہ ساری برائیاں دنیا کی دُور ہو جائیں گی۔

طالبعلم نے مزید سوال کیا کہ:

**سوال: امریکہ، یوکے اور یورپ کے ممالک کے چارٹرز مذہب کے نام پر نہیں بنے جبکہ سعودی عرب میں اس کے برعکس ہے۔**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ٹھیک ہے مذہب کے نام پر نہیں بنے تو کیا ان کے ہاں قتل نہیں ہوتے؟ یا کیا چوریاں نہیں ہوتیں؟ یا ان کے ہاں ڈاکو نہیں ہوتے؟ آجکل تو مذہب کے نام پر کچھ نہیں ہو رہا۔ یہ Economic Crisis جب سے 2008ء سے آیا ہے دیکھ لو کرائم بڑھ گئے ہیں تو کیا یہاں یوکے میں وہ مذہب کے نام پر بڑھے ہیں؟ اب ہر روز خبر ہوتی ہے کسی نے قتل کر دیا، کسی نے کوئی stab کر دیا، لڑکیوں کو abuse کیا گیا، بچوں کو غلط طور پر abuse کیا گیا۔ تو یہ سارے کام مذہب کے نام پر تو نہیں ہو رہے۔ اب ساری انفارمیشن اگر تمہارے پاس ہو، data ہو تو دیکھ لو کہ 2nd World War جو 1939ء میں ہوئی ہے وہ economic crisis کی وجہ سے ہوئی۔ اور جو اس سے پہلے ہوئی اس کے علاوہ اور چھوٹی چھوٹی وجوہات کہ جو شہزادوں کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھیں ایک وجہ economic crisis بھی تھی۔ اب بھی economic crisis جب سے آیا ہے کرپشن بڑھی ہے۔ مذہب کا نام کوئی بیشک استعمال کر دے لیکن مذہب کی تعلیم پر عمل کون کر رہا ہے؟ یہ کہہ دینا کہ میں عیسائی ہوں یا میں خدا کو مانتا ہوں اور خدا کی بات نہ ماننا یہ تو مذہب نہیں ہے۔ ان سے یہ پوچھو کہ تم کہتے ہو کہ مذہب کے نام پر فساد ہو رہا ہے تو اگر مذہب دنیا سے ختم ہو جائیں تو تم بتاؤ کہ دنیا کو فرشتہ بنانے میں تمہیں کتنا عرصہ چاہئے؟ یہ لوگ باتیں ہی کرتے ہیں، گپّیں مارتے ہیں۔ ان کے پاس ہے کچھ بھی نہیں۔

پھر ایک اور طالبعلم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کی کہ:

**سوال: حضور جب آزادی اظہار پر بحث اٹھتی ہے اور سوال اٹھائے جاتے ہیں تو لوگ سمجھتے ہیں کہ جمہوریت پر حملہ ہو رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ آزادیٔ اظہار کی حدود میں رہتے ہوئے اسلامی نقطہ نظر سے جمہوریت کی کیا حدود ہیں؟**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اسلام کہتا ہے آزادی اظہار کرو لیکن اس کے لئے تمہاری کچھ حدود ہیں۔ اب تم اپنی آزادی سے اگر کسی کی آزادی کو متأثر کر رہے ہو۔ تم اپنی سوٹی ہلا رہے ہو تو ہلاؤ کہ تم بڑے آزاد ہو۔ کھلی فضا ہے لیکن سامنے سے کوئی اور شخص آ گیا اور اس کی ناک پہ تمہاری سوٹی لگ جائے تو وہ تم کو کورٹ میں لے جائے گا اور تمہاری آزادی ختم ہو جائے گی۔ آزادی کی بھی کچھ حدود ہوتی ہیں جن کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ باقی جمہوریت کی جو رائے ہے اللہ تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں فرمایا ہے آپس میں مشورہ کرو۔ شوریٰ کرو اور لوگوں کی رائے لو۔ اگر یہ تمہارا ایمان ہے اور تمہارے اندر صحیح دینی نظام قائم ہے، خلافت قائم ہے تو گو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ ایک discretionary power اس نے نبی کو یا خلیفہ کو دی ہے لیکن اس کے باوجود یہ ہے کہ رائے لو، مشورہ لو اور اگر بعض حالات کا لوگوں کو پتا نہیں ہوتا تو ان کو بتا کے پھر ان کی رائے بھی لی جاتی ہے۔ لوگوں کی رائے بدل بھی جاتی ہے۔ مشورے کا تو حکم ہے۔ اور پھر ہر level پہ، چھوٹی سطح پہ تمہارے مشورے ہی ہوتے ہیں۔ عہدیدار جو مقرر کئے جاتے ہیں۔ شوریٰ ہوتی ہے۔ ہمارے نظام میں مثلاً شوریٰ کا نظام ہے۔ تربیت کے لئے ہم پروگرام بناتے ہیں تو مشورے سے بناتے ہیں۔ بجٹ ہے۔ چندہ جماعتوں سے آتا ہے۔ بجٹ بنایا جاتا ہے۔ یہ بجٹ بن گیا اس کو کس طرح اور کہاں خرچ کرنا ہے۔ ہر ملک میں جو پانچ چھ سو نمائندے ہوتے ہیں وہ اپنے اپنے ملک میں شوریٰ کے لئے بیٹھتے ہیں، discuss کرتے ہیں۔ تبلیغ کے لئے کتنا خرچ کرنا ہے۔ تربیت کے لئے کتنا خرچ کرنا ہے۔ میڈیا کے لئے کتنا خرچ کرنا ہے۔ لٹریچر کی اشاعت کے لئے کتنا خرچ کرنا ہے۔ یہ مشورے ہی ہیں۔ یہی جمہوریت ہے۔ کسی شاعر نے کہا تھا کہ جمہوریت وہ طرز حکومت ہے جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے۔ بس وہ گن لیتے ہیں وَن ٹُوتھری فور فائیو۔ یہ نہیں دیکھتے عقل کی بات بھی کوئی کی ہے کہ نہیں۔ تو ضروری نہیں ہے کہ ہر جمہوریت پسند جو ہے وہ عقل کی بات کرنے والا بھی ہو۔ مَیں نے تو کئی دفعہ یہ دیکھا ہے ایک معمولی سی بات ہوتی ہے ان کے بڑے بڑے سیاستدانوں کو بتاؤ تو وہ کہتے ہیں یہ بات تو بڑی عقل کی ہے حالانکہ کوئی معمولی بات ہوتی ہے۔ کوئی ایسی خاص عقل کی بات نہیں ہوتی۔ عقلیں ان کی ایسی ہی ہیں۔ تم لوگ سمجھتے ہو کہ یہاں کے جو politicians ہیں کسی نے Oxford سے پڑھ لیا، Cambridge سے پڑھ لیا تو بڑا سیاستدان ہو گیا یا Harvard سے پڑھ لیا تو اس میں پتا نہیں کتنی عقل آ گئی۔ کچھ بھی نہیں آتی۔ عقل اللہ تعالیٰ سے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے نور فراست مانگنا چاہئے۔ اس لئے بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ہم بڑی عقل کی بات کر رہے ہیں۔ عقل خود اندھی ہے گر نیرّ الہام نہ ہو۔

پھر ایک اور طالبعلم نے حضور انور کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ:

**سوال: جو لوگ ہم جنس پرست ہیں آخر ان کی تباہی ہو جائے گی لیکن زیادہ تر میں نے دیکھا ہے، مثلاً سکول میں دو تین لوگوں سے ملا ہوں جو کہتے ہیں کہ وہ ہم جنس پرست ہیں مگر معاشرے میں وہ جان بوجھ کے اللہ کی گستاخی یا نافرمانی نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن جو بھی کرتے ہیں بس غفلت سے کرتے ہیں چونکہ اس چرچ کو دیکھتے ہیں جہاں paedophile ہوتے ہیں اور جہاں کرپشن ہوتی ہے۔**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** دیکھیں ایک ہے عقل سے کام ہی نہ لینا۔ کچھ انفرادی حالات ہیں۔ مگر جب ظلم بڑھ جاتے ہیں اور قومیں ان میں involve ہو جاتی ہیں تب تباہیاں آتی ہیں۔ کسی انفرادی شخص کی برائیاں جو ہیں ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اتنی تباہیاں نہیں لایا کرتا۔ اس کو سزا دے گا تو اگلے جہان میں دے گا۔ ہاں ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ کی گستاخی جان بوجھ کے نہیں کرتے۔ اگر نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ میں کسی قوم کو بھی سزا نہیں دیتا جب تک نبی نہیں بھیجتا۔ جب تک میرا پیغام نہیں چلا جاتا۔ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ اگر ان کو پتا ہی نہیں کسی بات کا تو اس پہ اس دنیا میں تو سزا نہیں ہے۔ ہاں اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ نے جو معیار رکھے ہیں ان کے مطابق اللہ تعالیٰ کسی کو سزا دیتا ہے یا بخشتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں۔ بعض باتیں جو ہمیں نہیں پتا، کسی کی انفرادی باتیں ہیں تو اس سے کیا معاملہ کرنا ہے وہ اللہ کا کام ہے۔ جس کو کچھ پتا ہی نہیں اس کے بارے میں تو میں کوئی فتویٰ نہیں دے سکتا۔ اگر پتا بھی ہو تب بھی ہم فتویٰ نہیں دے سکتے کہ اس کو سزا ملے گی۔ ہاں جب ظلم بڑھ جاتا ہے اور قومی ظلم بن جاتا ہے، ساری قوم اس میں شامل ہو جاتی ہے تب پھر سزائیں بھی آتی ہیں، پھر عذاب بھی آتے ہیں۔ اور کب آنے ہیں؟ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بعض دفعہ آفتیں آ بھی رہی ہوتی ہیں لیکن لوگ realise ہی نہیں کرتے۔ پاکستان میں اتنا کچھ ہو رہا ہے لیکن ان کو نہیں سمجھ آتی کہ کیوں ہو رہا ہے۔ economically بالکل ختم ہو گئے ہیں، آسمانی آفتیں ان پہ آ رہی ہیں۔ زلزلے بھی آئے، سیلاب بھی آئے۔ خود ان کے اپنے مولوی کہتے ہیں کہ یہ جو کچھ سیلاب اور زلزلے آ رہے ہیں یہ معمولی چیزیں نہیں ہیں یہ کوئی عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ کا ہم پہ آ رہا ہے۔ لیکن نتیجہ کیا نکالتے ہیں؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم چونکہ خدا تعالیٰ کو بھول رہے ہیں اس لئے عذاب آ رہے ہیں۔ لیکن جب کہو کہ تم مسیح موعود کو نہیں مانتے یا زمانے کے امام کو نہیں مانتے تو کہتے ہیں نہیں نہیں یہ وجہ نہیں۔ خود کہتے ہیں، سب کچھ مانتے ہیں اخباروں میں آیا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب ہیں جو ہم پہ آ رہے ہیں۔ جب قومیں بگڑتی ہیں تو ان کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ یہ جو انفرادی طور پر برائیاں ہیں ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ وہ شخص جس کو کسی بات کا پتا ہی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی لکھا ہے جس کو کسی جزیرہ میں یہ پیغام ہی نہیں پہنچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور وہ شخص اپنے قبائلی طریقے پر جو بھی اس کی عبادت کا طریقہ ہے وہ کرتا ہے یا جو بھی اس نے بت رکھے ہوئے ہیں، جس طرح بھی اس کو خدا کی عبادت کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔ تو اس کے لئے یہ نہیں ہے کہ تم نے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانا اس لئے تم کو سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ اس طرح سزا نہیں دیتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ طلباء جامعہ احمدیہ یوکے کی یہ بابرکت کلاس تقریباً ایک گھنٹہ 40 منٹ جاری رہی۔ کلاس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد پروگرام کے مطابق حضوانور ڈائننگ ہال میں تشریف لے گئے جہاں جامعہ احمدیہ کے اساتذہ و دیگر سٹاف ممبرز اور طلباء کو اپنے پیارے آقا کی معیت میں کھانا کھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ کھانے کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت و محبت بعض اساتذہ اور طلباء سے گفتگو فرماتے رہے جس سے سب کی دلجوئی کے سامان ہوتے رہے۔ حضور انور نے شاہد کلاس کے طلباء سے ان کے امتحانات اور نتائج کے حوالہ سے بھی گفتگو فرمائی۔ ظہرانہ کے اختتام پر حضور انور نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ازراہ شفقت مکرم سعد محمود باجوہ صاحب استاذ جامعہ احمدیہ کے گھر معائنہ کے لئے تشریف لے گئے جہاں construction کا کچھ کام ہو رہا تھا۔ اس کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے جامعہ احمدیہ کے احاطہ میں واقع رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ اس دوران ہلکی اور بعض دفعہ قدرے تیز بارش بھی ہوتی رہی لیکن اس کے باوجود جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور طلباء نہایت متانت اور خوشی و بشاشت کے ساتھ باہر کھڑے حضور انور کا انتظار کرتے رہے۔ حضورا نور کے باہر تشریف لانے پر تمام اساتذہ اور طلباء نے اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے اپنے آقا کو الوداع کہا۔ جامعہ احمدیہ کے احاطہ سے چند میل کے فاصلہ پر مکرم راجہ برہان احمد صاحب استاذ جامعہ احمدیہ کی رہائش ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن واپس آتے ہوئے ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے ان کے گھر بھی تشریف لے گئے۔ جہاں حضور انور نے چند منٹ قیام فرمایا اور پھر واپس مسجد فضل لندن تشریف لے آئے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل، مورخہ 29رمئی 2015)

☆......☆......☆


NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

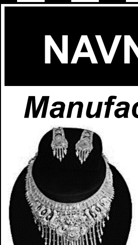

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

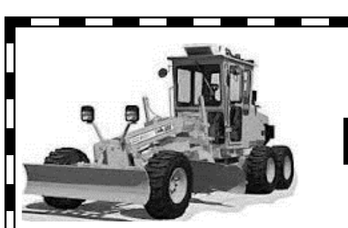

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

بقیہ مضمون از صفحہ نمبر 16

ہے۔ وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ (طٰہٰ 115) کہ تُو قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر، نیز فرمایا: لَا تُحَرِّكۡ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعۡجَلَ بِهٖ (القیامہ 17) تُو قرآن کو جلدی جلدی پڑھنے کیلئے اپنی زبان کو حرکت نہ دے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں۔ ''اِس کے معنے یہ ہیں کہ پڑھنے والا جب قرآن پڑھے تو جلدی نہ کرے''
(حقائق الفرقان، جلد چہارم صفحہ ۲۷۲)

حضرت مسیحِ موعودؑ کی خدمت میں یہ بات پیش ہوئی کہ ایک رکعت میں بعض لوگ قرآن ختم کرنا کمالات میں تصور کرتے ہیں اور ایسے حافظوں اور قاریوں کو اِس امر کا بڑا فخر ہوتا ہے۔ تو حضورؑ نے فرمایا۔ ''یہ گناہ ہے اور اِن لوگوں کی لاف زنی ہے جیسے دُنیا کے پیشہ والے اپنے پیشہ پر فخر کرتے ہیں ویسے ہی یہ بھی کرتے ہیں آنحضرتؐ نے اِس طریق کو اختیار نہ کیا حالانکہ اگر آپ چاہتے تو کر سکتے تھے مگر آپنے چھوٹی چھوٹی سورتوں پر اکتفا کیا۔''
(ملفوظات جلد سوّم صفحہ ۳۳۳)

ایک سائل کے جواب میں آنحضرتؐ کی تلاوتِ قرآنِ مجید کے طریق کے بارے میں حضرت امّ المؤمنین اُمِّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ''آنحضورؐ کی قرأت ''قرأتِ مفسرہ ہوتی تھی یعنی جب آپؐ قرأت کیا کرتے تھے تو سننے والے کو ایک ایک حرف کی الگ الگ سمجھ آرہی ہوتی تھی۔ (ترمذی، ابواب فضائل القرآن)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''جو تلاوت کی ہے اُس کا سمجھنا بھی ضروری ہے تلاوت کرنے کی بھی ہر ایک کی اپنی استعداد ہوتی ہے اور اندازہ ہوتا ہے۔ کوئی واضح الفاظ کے ساتھ جلدی بھی پڑھ سکتا ہے۔ کچھ زیادہ آرام سے پڑھتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ تلاوت سمجھ کر کرو۔ قرآنِ کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا (المزمل 5) کہ قرآن کو خوب نکھار کر پڑھا کرو۔''
(الفضل انٹرنیشنل ۱۱ تا ۱۷ نومبر ۲۰۰۵)

قارئینِ کرام! یہاں اِس امر کا ذکر مناسب ہو گا کہ احباب اور خاص کر واعظین اور نمازیں پڑھانے والوں کو محاسنِ قرآن کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ قرآنِ کریم کو عربی طریق سے پڑھنا چاہئے۔ خوش الحانی، ترنم اور سوز سے تلاوت کرنی چاہئے۔ تمام حروف کو صاف صاف، اُن کے مخارج سے ادا کرنا چاہئے۔

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زَيِّنُوا الۡقُرۡاٰنَ بِاَصۡوَاتِكُمۡ۔ (بخاری، کتاب التوحید)
ترجمہ: تم اپنی خوبصورت آوازوں سے قرآنِ کریم کو مزین کر کے پڑھو۔

تمام عربی حروف کو اُن کے مخارج، صحتِ تلفظ اور کامل صفات کے ساتھ ادا کرنا، دورانِ تلاوت رموزِ اوقاف کا خیال رکھنا اور تصنّع یا تکلف سے بچنے کو اصطلاح میں علمِ تجوید و قرأت یا ترتیل کہتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا فرمایا کہ لِكُلِّ شَيۡءٍ حِلۡيَةٌ وَحِلۡيَةُ الۡقُرۡاٰنِ حُسۡنُ الصَّوۡتِ (معجم الاوسط) یعنی ہر ایک چیز کا ایک زیور ہوتا ہے اور قرآنِ کریم کا زیور خوبصورت لحن ہے۔

ایک اور موقعہ پر فرمایا اِقۡرَءُ الۡقُرۡاٰنَ بِلُحُوۡنِ الۡعَرَبِ وَاَصۡوَاتِهَا کہ تم عربوں کے لب ولہجہ میں اور اُن کی آواز میں تلاوت قرآنِ کریم کی کوشش کرو۔

حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں۔ ''قرآنِ شریف کو خوش الحانی سے پڑھنا چاہئے بلکہ اِس قدر تاکید ہے کہ جو شخص قرآنِ شریف کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' (ملفوظات جلد ۴، ص ۵۲۴)

پس قرآنِ کریم کو تمام آداب کے ساتھ پڑھنے کیلئے کسی قدر فنِ قرأت سے واقفیت ضروری ہے۔ حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں۔ ''قرآن تمہارا محتاج نہیں، پر تم محتاج ہو کہ قرآن کو پڑھو، سمجھو اور سیکھو جب کہ دُنیا کے معمولی کاموں کے واسطے تم اُستاد پکڑتے ہو تو قرآنِ شریف کے واسطے اُستاد کی ضرورت کیوں نہیں'' (ملفوظات جلد پنجم۔ صفحہ ۲۴۵)

ایک صاحب نے سوال کیا کہ قرآنِ شریف کس طرح پڑھا جاوے؟ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔
''قرآنِ شریف تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث میں آیا ہے رُبَّ قَارٍ يَلۡعَنُهُ الۡقُرۡاٰنُ۔ یعنی بہت ایسے قرآنِ کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآنِ کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اُس پر عمل نہیں کرتا اُس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآنِ کریم کی آیت رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہئے اور اُس پر عمل کیا جاوے۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۵۷)

تلاوتِ قرآنِ مجید پر زور دیتے ہوئے حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں۔ ''اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو...... بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآنِ کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے...... ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآنِ کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں...... اِس وقت قرآنِ کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔''
(تفسیر حضرت مسیحِ موعودؑ جلد ۱، ص ۷۶۴)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تلاوتِ قرآنِ کریم کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے تلاوتِ قرآنِ کریم کے ذریعہ دُنیا و آخرت میں رضائے الٰہی حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

نہ ہو ممتاز کیوں اسلام دُنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں

۞۞۞

## آپ کے خطوط

مکرم غلام مصباح بلوچ مربی سلسلہ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا لکھتے ہیں:

اخبار بدر کا تازہ پرچہ (مورخہ 28رمئی 2015، شمارہ نمبر 22) دیکھ رہا تھا کہ صفحہ 11 پر مکرم محمد عظمت اللہ قریشی صاحب آف بنگلور کا مضمون ''اخبار آج کا انقلاب، شموگہ کرناٹک کے مسیح موعودؑ پر چند اعتراضات کا جواب'' پڑھا، اللہ تعالیٰ قریشی صاحب کو جزا دے۔ اس سلسلے میں ایک اور حوالہ سر سید احمد خان صاحب کا آپ کو ارسال کر رہا ہوں۔

**''ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کو جو گورنمنٹ انگریزی کی رعیت ہے ایسا ہی ہونا چاہیے جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔'' (سر سید احمد خان)**

25 جون 1897ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار بعنوان ''کیا وہ جو خدا کی طرف سے ہے لوگوں کی بدگوئی اور سخت عداوت سے ضائع ہوسکتا ہے'' شائع کیا جس پر ریویو کرتے ہوئے سر سید احمد خان صاحب نے اپنے مشہور اخبار ''علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ مع تہذیب الاخلاق'' میں لکھا:

''اسی اشتہار میں مرزا صاحب نے ایک نہایت عمدہ فقرہ گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی اور وفاداری کی نسبت لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کو جو گورنمنٹ انگریزی کی رعیت ہے ایسا ہی ہونا چاہیے جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ اس لیے ہم اُس فقرہ کو اپنے اخبار میں چھاپتے ہیں۔''

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے، یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقوق بجائے خود ہیں۔ مگر اِس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں اور ناشکر گزاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمھاری طرح میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی بلکہ مَیں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ در حقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لئے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پُرامن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ اسی گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے سخت نمک حرام ہیں جو حکام انگریزی کے روبرو اُن کی خوشامدیں کرتے ہیں اُن کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آکر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو، اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کاروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے، منافقانہ نہیں ہے ولعنۃ اللہ علی المنافقین۔ بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے۔

(علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ مع تہذیب الاخلاق 24رجولائی 1897ء صفحہ 10 کالم نمبر 40۔ ایڈیٹر: سر سید احمد خان)

www.intactconstructions.org
وَسِّعۡ مَکَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
**Intact Constructions**
**Mohammad. Janealam Shaikh**
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
**Mob. +91- 7738340717, 9819780273**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
''ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 292)
طالب دعا: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعۡ مَکَانَكَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

**M/S NAIEM GARMENTS**
**QILLA BAZAR, POONCH. (J&K)**
**Deals in : Ladies Suits, Gents Wear &Baby Suits etc.**
**Prop. MOHAMMAD SHER**
**Mob.09596748256, 9086224927**

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager: 09464066686
Editor : 08283058886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 64 Thursday 11 June 2015 Issue No. 24

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

# توحید کا قیام ہماری اولین ترجیح ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے میں ہماری کوشش ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہئے

# حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف ہماری توجہ رہنی چاہئے۔ ہم صرف اعتقادی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے نہ ہوں بلکہ عملی تبدیلیاں بھی ہمارے اندر نظر آئیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 05/جون 2015ء بمقام فرینکفرٹ۔ جرمنی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک میں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے یہ جلسے منعقد ہونا جماعت احمدیہ کے اہم پروگراموں کا ایک اہم حصہ ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ہندوستان کے رہنے والے احمدیوں کے لئے بھی قادیان جلسے کے لئے آنا کرایوں وغیرہ کے اخراجات کی وجہ سے بہت مشکل تھا بلکہ بعض کے لئے ممکن نہیں تھا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو تحریک فرمائی کہ سال بھر اس مقصد کے لئے کچھ نہ کچھ جوڑتے رہیں تا کہ جلسہ سالانہ کے لئے زادِ راہ میسر آ جائے لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی یافتہ ممالک میں بلکہ بعض ایسے ممالک بھی جہاں جماعتیں بڑھی ہیں جو جلسے منعقد ہوتے ہیں ان میں شامل ہونے والوں کی اپنی سواریوں اور کاروں کی تعداد ہی اتنی ہوتی ہے کہ انتظامیہ کو کار پارکنگ کے لئے خاص طور پر انتظام کرنا پڑتا ہے۔ آپ میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جن کے آباؤ اجداد جلسے میں اپنے پر تنگی وارد کر کے اور تکلیف اٹھا کر جاتے ہوں گے۔ بعض حسرت اور خواہش رکھنے کے باوجود کہ ہر سال جلسے میں شامل ہوں لیکن ان کے لئے ممکن نہ ہوسکتا ہوگا لیکن کبھی آپ میں سے کسی نے یہ بھی سوچا ہے کہ اتنی آسانیاں میسر آنے کے بعد کشائش پیدا ہونے کے بعد جو آپ کو سفر کی سہولتیں اور توفیق ملتی ہے کیا یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بنانے اور ایمان میں بڑھانے کا باعث بنی ہیں؟ کیا جو ایمان ہمارے بڑوں کا تھا اور جو تعلق خدا تعالیٰ سے ان کا تھا اس معیار پر ہم بھی پہنچے ہیں۔ بعض اس زمانے کے بزرگوں میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پانے کے باوجود آپ کو ماننے کے باوجود خواہش کے باوجود جیسا کہ میں نے کہا ہے مالی روکوں کی وجہ سے سفر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک نہ پہنچ سکے لیکن آج جن ممالک کے جلسوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک غلام اور خلیفہ شامل ہوتا ہے اس میں شمولیت کے لئے لوگ دوسرے ممالک سے خرچ کر کے بھی پہنچ جاتے ہیں میرے سامنے بھی کئی بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت جاننے کے لئے ایسے لوگ بھی دوسرے ممالک سے شامل ہونے کے لئے آ جاتے ہیں جو ابھی آپ پر ایمان نہیں لائے۔ پس یہ بات جہاں اس لحاظ سے خوش کن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حالات بدل دیئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے وہاں ان بزرگوں کی اولادوں کے لئے اپنے جائزے لینے کی طرف متوجہ ہونے کی بھی ضرورت ہے کہ ہم اپنے جائزے لیں کہ ہم اپنے تعلق باللہ اپنے ایمان اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے کی پابندی کرنے کے لحاظ سے کس مقام تک پہنچے ہیں۔ اگر ہمارے خاندانوں میں ہمارے بزرگوں کے نیکی کے معیاروں کے مقابلے میں تیزی سے تنزل ہو رہا ہے تو ہماری حالت قابل فکر ہے۔ ہم دنیا تو کما رہے ہیں لیکن ہمارا دین کا خانہ خالی ہو رہا ہے اور ایسے حالات میں پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جب انسان دنیا کے دھندوں میں غرق ہو کر خدا تعالیٰ سے بالکل ہی تعلق ختم کر دیتا ہے اور یوں خدا تعالیٰ کی نظر سے گر کر شیطان کی جھولی میں جا گرتا ہے۔ جلسہ پر آنا صرف ایک رسم بن جاتا ہے پھر ایسے لوگوں کا۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جلسے پر شمولیت ہمیں ہماری کمزوریوں کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے ہمارے اندر انقلاب لانے والی ہو۔ ہمیں خدا تعالیٰ کا شکرگزار بنانے والی ہو۔ ہماری کشائش ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے والی ہو۔ ہم ہمیشہ یہ دعا اور کوشش کرتے رہنے والے ہوں کہ ہم یا ہماری نسلیں کبھی خدا تعالیٰ کے غضب کا مورد نہ بنیں۔ ہم اپنے بزرگوں کی خواہشات اور دعاؤں کا وارث بننے والے ہوں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو جماعت کو وسعت مل رہی ہے جماعت دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو لوگوں کے دلوں کو کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کی شمال سے بھی جنوب سے بھی مشرق سے اور مغرب سے بھی لوگوں کو توفیق دے رہا ہے جو لوگ جماعت میں اپنے ایمانوں میں جلاء پیدا کرنے کے لئے شامل ہو رہے ہیں اپنے تعلق باللہ کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں وہ اس جلسہ میں شامل ہونے کے مقصد کو پورا کرنے والے بھی بنیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کرے کہ ان کے دل کھلیں مزید کھلتے چلے جائیں۔ اس بات پر نظر رکھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کے انعقاد کے مقاصد کے لئے بیان فرمائی ہے یعنی خدا تعالیٰ سے تعلق اور اپنی زندگیوں کو اس کے حکم کے مطابق ڈھالنا۔ اپنے بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشش۔ یہ تمام باتیں اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ڈھالنے اور ایک قربانی کا مطالبہ کرتی ہیں۔

پس یہ جلسہ نہ کوئی دنیاوی میلا ہے نہ دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں آنے والوں کو ایک تو ذکر الٰہی کی طرف توجہ دیتے رہنا چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے اور اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے اور دوسرے یہ ہر وقت ذہن میں رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان نیکیوں کو حاصل کرنے اور اپنانے والے بنیں اور پھر انہیں مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے بنیں جن کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ ذکر الٰہی کے ضمن میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ مجالس میں بیٹھنے والوں کا ذکر چاہے اپنے اپنے رنگ میں ہو رہا ہوا الگ الگ انفرادی طور پر ہر کوئی کر رہا ہو جماعتی رنگ رکھتا ہے اور جہاں انسان کی ذات کو اس سے فائدہ ہو رہا ہوتا ہے وہاں جماعتی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

پس اپنے ان دنوں کو ہر شامل ہونے والے کو اس طریق پر گزارنا چاہئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا اور ہم سے توقع رکھی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کریں اور دوسرے اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی محبت سے بھریں۔ اپنے بھائیوں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھیں۔ یہاں جلسے پر آ کر اگر کسی میں رنجشیں بھی ہیں تو ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں یہ دنیا چند روزہ ہے اور ایسا مقام ہے کہ آخر فنا ہے۔ اندر ہی اندر اس فنا کا سامان لگا ہوا ہے۔ وہ اپنا کام کر رہا ہے مگر خبر نہیں ہوتی اس لئے خدا شناسی کی طرف قدم جلد اٹھانا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا مزہ اسے آتا ہے جو اسے شناخت کرے اور جو اس کی طرف صدق و وفا سے قدم نہیں اٹھاتا اس کی دعا کھلے طور پر قبول نہیں ہوتی اور کوئی نہ کوئی حصہ تاریکی کا اسے لگا ہی رہتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف ذرا سی حرکت کرو گے تو وہ اس سے زیادہ تمہاری طرف حرکت کرے گا لیکن اول تمہاری طرف سے حرکت ہونا ضروری ہے۔

پھر فرمایا بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے سب نیکیاں کیں نمازیں پڑھیں روزے بھی رکھے صدقہ و خیرات بھی دیا مجاہدہ بھی کیا مگر ہمیں وصول کچھ نہ ہوا۔ ایسے لوگ شقیٔ ازلی ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ انہوں نے سب اعمال خدا تعالیٰ کے لئے کئے ہوتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کیا جائے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ضائع ہو اور خدا تعالیٰ اس کا اجر اس زندگی میں نہ دیوے۔ پس اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ہمیں خالص ہو کر اس کی عبادت بھی کرنی ہوگی اور اس کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا۔ ہمارا کام اگر خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوگا تو ہم اس کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنیں گے۔

پس اگر ہم آپ کی بیعت میں آ کر پھر بھی ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتے تو ہم اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کر رہے۔ انبیاء آتے ہیں اپنے ماننے والوں میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے۔ ان کی حالتوں کو بالکل مختلف صورت دینے کے لئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے کشفاً دکھایا کہ آپ نے نئی زمین اور نیا آسمان بنایا ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ آؤ انسان کو پیدا کریں۔ یہ نئی زمین اور نیا آسمان بنانا اور انسان پیدا کرنا وہ انقلاب ہے جو آپ نے اپنے ماننے والوں میں پیدا کرنا تھا۔ نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کا سب سے بڑھ کر اور کامل اور مکمل اظہار تو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں نظر آتا ہے۔ آپ نے کس طرح نئی زمین اور نیا آسمان بنایا کہ دشمنوں کو توحید پر قائم کر دیا۔ وہی جو بتوں کو پوجنے والے تھے اور ایک خدا کے انکاری تھے وہ احد احد کہہ کر ہر طرح کے ظلم سہتے رہے۔ جو توحید کے قیام کے لئے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے لیکن توحید سے انکار نہیں کیا۔ یہ وہ تغیر اور تبدیلی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی۔ پھر عورت کو حقوق دلائے اس کی عزت قائم کی اسے معاشرے میں ایک مقام دلایا ایسے معاشرے میں جہاں عورت کی کوئی عزت نہیں تھی یہ بہت بڑی بات تھی بلکہ اب تک ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا کہ جانوروں سے بدتر انسانوں کو انسان بنایا پھر تعلیم یافتہ انسان بنایا پھر باخدا انسان بنایا تو یہ ایک عظیم معجزہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آیا۔ ان باخدا انسانوں نے ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق کرنا شروع کر دیا۔ پس یہی نئی زمینیں اور نیا آسمان تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے بنا اور اس زمانے میں آپ کے غلام صادق کو خدا تعالیٰ نے کہا کہ نئی زمین اور نیا آسمان بناؤ۔ کیا جو حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں کے تھے یا جو حالت

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

فون نمبر: 1800 3010 2131
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
شعبہ نور الاسلام کے اوقات
روزانہ صبح 9 بجے سے رات 11 بجے تک جمعہ کے روز تعطیل

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India. And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad